نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزمرّہ معمولات کا ذکرِ جمیل

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے شب و روز

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

نقشبندی
قاضی نثار النبی

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ، لاہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزمرہ معمولات کا ذکرِ جمیل

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پیارے شب و روز

قاضی نثار النبی
نقشبندی

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
Ph: 042-37248657- 37112954
Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2014ء

بار اول........ 1000

ہدیہ........ 380

ناشر........ نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37248657 042-37249558
Email: zaviapublishers@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بہاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0312-2769569
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667
مکتبہ فریدیہ، ہائی سٹریٹ ساہیوال	040-4226812

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقہ
ام المؤمنین
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے نام
جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب و روز کا
قریب سے مشاہدہ کیا۔

حرفِ محبت

صدہا شکر اس ذات بابرکات کا، جو دلوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ جس نے انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس میں روح پھونکی۔ اس ذات باری تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا کیا، اور اُن ﷺ کی غلامی کے طوق سے ہماری گردنوں کو زینت بخشی۔

کروڑہا شکر ہے کہ ہم اس آقا ﷺ کے امتی اور اُن ﷺ کے ادنیٰ سے غلام ہیں، جن کے ذکرِ خیر سے اللہ رب العزت نے ہمارے دلوں کو آباد کر رکھا ہے۔ اس محبوب ﷺ کے جمالِ نور سے ہمارے سینوں کو منور کر رکھا ہے۔

اس ذات بابرکات کی غلامی پر ہم جتنا فخر کریں کم ہے جس نے ہمیں صراطِ مستقیم دکھایا، ہمیں اللہ رب العزت سے روشناس کرایا۔ ہمیں دوزخ کے ایندھن سے کھینچ کر جنت کا حسین راستہ دکھایا۔

اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھو۔ ہمیں ہدایت کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں اپنے پیارے بندوں میں شمار رکھو۔ ہماری عاقبت سنوار دے۔ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی سعادت و توفیق عطا فرما۔

ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ بہترین اور مثالی نمونہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ہم دین و دنیا کو سنوار سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر عمل ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کا ہر عمل ہمیں بہتری کی طرف گامزن کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کا صد ہا شکر کہ ہماری زندگیوں کو سنوارنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ ایک روشن مینارہ ہے۔ آپ ﷺ کے شب و روز ہمارے لیے زندگی گزارنے کا بہترین نمونہ ہیں۔ ایسا نمونہ جو آپ ﷺ نے ہماری زندگیوں کو سنوارنے کے لیے پیش کیا۔

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر ہر لمحہ عبادت ہے۔ آپ ﷺ وہ ذات بابرکات ہیں جو ہمہ وقت عبادت ہی عبادت ہے۔ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر عمل ہمارے لیے بہترین تعلیمات ہیں۔ ایسی تعلیمات جو ہماری تاریک زندگیوں کو روشن و منور کر دے۔

عکس سیرت کی ایک نئی کتاب پیارے نبی ﷺ کے پیارے شب و روز آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔ امید ہے گزشتہ کتب کی طرح آپ کے لیے یہ کتاب بھی تعلیمات کا انمول خزانہ ثابت ہوگی۔

زیر مطالعہ کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے شب و روز کو موتیوں کی لڑی میں پرونے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی ان تعلیمات کو اپنا کر بھرپور استفادہ کریں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ ہماری زندگیوں کو نئی سج دھج عطا فرمائے اور ہماری زندگیوں کو روشن و منور بنا دے۔ آمین!!

والسلام

منصور احمد بٹ

فہرست

ایک روز نبی کریم ﷺ کے ساتھ 11
قضائے حاجت 11
نماز اور تبلیغ 12
نماز فجر کی ادائیگی 17
دین کے کام 18
ملاقات 19
سائل کے ساتھ حسنِ سلوک 21
بچوں سے محبت 21
گھریلو کام کاج 22
لباس 22
نیا کپڑا 23
جُوتا 23
انگوٹھی 23
ہاتھ کے ناخن کٹوانا 23
پاؤں کے ناخن کٹوانا 24
خُورد و نوش 24
کھانا کھانے کا وقت 24
پسندیدہ کھانے 25
ناپسندیدہ اشیاء 26
قیلولہ 26
پھل 27
خوشبو اور تیل 27
چلنا پھرنا 28
سواری 28
چھینک 29
مجالس میں تشریف آوری 29
وعظ و نصیحت 30
بیمار پُرسی 31
مزاح 31
ہنسی.... قہقہہ 32
تفریح 32
صفائی 33
جنازہ 33
مخاطب ہونا 34
استراحت 34
رسول اللہ کی عبادات کا معمول مبارک 36
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ابتدا 36
طہارت 37
غسل کے متعلق سنتیں 39
تیمم کا طریقہ 40
غسل کا مسنون طریقہ 41
مسواک 42

فضیلت 43
مسواک کے متعلق سنتیں 43
وضو 47
فضیلت 49
نماز 50
(ا) نماز کی ادائیگی 52
(ب) رکوع 54
(ج) سجدہ 55
(د) تشہد 55
(ر) سلام 56
(س) دعا 57
(ش) جماعت اور ذکر 60
(ص) سنتوں کی فضیلت 61
(ض) وتر اور نماز تہجد 62
(ط) رات میں رحمت خداوندی 63
(ظ) شب برات کو خصوصی انعامات 63
(ع) دیگر نفل نمازیں 64
(ف) جمعۃ المبارک 66
(ق) عیدین کی نماز اور فضائل 68
(ل) قربانی 69
(م) نماز کسوف وخسوف 70
(ن) نماز استسقاء 70
رسول اللہ ﷺ کی عبادات کا معمول! 71
صلوٰۃ الضحیٰ 71
صلوٰۃ التطوع فی البیت 75
اذان 75
مؤذن کی فضیلت 76
مسجد کی قدر ومنزلت 78
رسول ﷺ کا انداز تلاوت 81
فضائل تلاوت قرآن 82
(ا) فضائل روزہ 85
(ب) روزہ اور معمولات نبوی (ﷺ) 85
قرأت..... گریہ زاری 101
رسول اللہ ﷺ کی قرأت 101
گریہ زاری 105
تبسم ومسکراہٹ 150
خورد ونوش 173
کھانے سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں 176
پانی پینے سے پہلے آپ ﷺ کی سنتیں 179
غذائے مبارک 181
گوشت 181
بکری کا گوشت 184
نیل گائے (گورخر) 186
خرگوش 186
مرغ 187
حباری 187

مچھلی 187
قدید 188
ثرید 189
کدو 190
روٹی 191
سرکہ 192
روغن زیتون 194
گھی، مکھن، پنیر 195
انجیر 197
بہی (سفرجل) 197
تربوز 198
جو 199
کھجور و جو 201
کھجور 202
چقندر 204
کھجور اور ککڑی 205
کھجور، خربوزہ، تربوز 206
انگور و کشمش 206
دودھ 209
جنتی دودھ 215
شہد 216
کھیرا 218
جنتی پھل 218
مختلف کھانے 219
ناپسند کھانا 220
جنت کا طعام 221
پانی 223
کچی لسی 224
نبیذ 226
ستو 227
پینے کا طریقہ 227
کھانے کے وقت بیٹھنے کا طریقہ 229
گرا لقمہ اٹھانا، انگلیاں اور برتن چاٹنا 230
کھانے سے فراغت کے بعد 232
کھانا زائد مقدار میں کھانے کی ممانعت 232
سونے چاندی کے ظروف 233
لباسِ مقدس 234
لباس قرآن کی روشنی میں 238
جنتی لباس 242
رسول اللہ ﷺ کا لباس مبارک 245
نعلین پاک 273
نعلین پاک کی ہیئت 279
نعل مبارک کی مرمت 283
نعلین پاک کی خریداری 285
نعلین پاک پہننا 286
صاحب النعلین 288

جوتے اتارنے کا طریقہ 292
آرائش و زیبائش 293
نظافت و پاکیزگی 293
تیل لگانا اور کنگھی کرنا 299
بال تراشا اور سنورنا 299
خوشبو لگانا 301
سرمہ لگانا 302
آئینے کا استعمال 303
ناخن ترشوانا 303
مہندی اور خضاب 304
سفید بالوں کی فضیلت 304
اندازِ تکلم 306
خطابت 313
بیان کی اثر آفرینی 315
فصاحت و بلاغت 318
رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں 327
سچ بولنا 332
ایفائے عہد 337
یتامیٰ سے حسن سلوک 339
دنیا سے محبت نہ کرو 343
غصے سے اجتناب کرنا 348
عیب جوئی 351
غیبت 353
چغل خوری 360
ناشکری سے پرہیز 362
موت کی یاد 364
بدکاری اور بے حیائی 368
لعنت بھیجنا 371
خیانت کرنا 373
تہمت اور بہتان 375
گھر سے متعلق سنتیں..... معمولات 378
ازواج... نکاح 382
ازواج، نکاح 383
اولاد اور تربیت اولاد 390
حقوقِ زوجین 393
تربیت اولاد 397
کاشانہ نبوی (ﷺ) 399
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے 401
گھروں کی تعمیر
اثاثۃ البیت 405
تکلفات و تعیشات سے نفرت 410
صابر و قانع طبیعت 415
زہد و قناعت 420
اخراجات نبوی ﷺ 428

ایک روز نبی کریم ﷺ کے ساتھ

نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہر کام بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہہ کر شروع فرمایا کرتے تھے، اور آئندہ کسی کام کا ارادہ ظاہر فرماتے تو انشاء اللہ ضرور کہتے تھے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اس سنت پر باقاعدگی سے عمل کیا کریں، ہر کام میں برکت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

نبی رحمت ﷺ نصف شب کے قریب اپنے بستر مبارک سے اٹھتے اور دیگر دعاؤں کے علاوہ یہ دعا پڑھتے تھے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَحۡیَانَا بَعۡدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیۡہِ النُّشُوۡرُ۔

ترجمہ: ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

قضائے حاجت

نبی معظم ﷺ کا شب و روز کا معمول تھا کہ بیت الخلا جانے کے لیے جوتا پہنتے، سر ڈھانکتے اور بایاں پاؤں داخل ہونے سے پہلے انگوٹھی اتار دیتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ۔

ترجمہ: ”اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں تکلیف دینے والے نر اور مادہ شیطانوں اور جنوں سے۔“

فراغت کے بعد دائیں پاؤں سے باہر آتے اور فرماتے:

غُفْرَانَكَ۔

ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔"

اس کے بعد یہ دعا تلاوت فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ۔

ترجمہ: "اس اللہ کا لاکھ لاکھ شکر جس نے میری تکلیف رفع کی اور عافیت بخشی۔"

ہمیں چاہیے کہ ان مختصر دعاؤں کو یاد کر لیں اور ان ضروری کاموں میں اس سنت مبارک کی پیروی کریں۔ اللہ رب العزت نے چاہا تو مالک دو جہاں کی خوشنودی ملے گی۔

نماز اور تبلیغ

نبی معظم ﷺ ضروری حاجت سے فراغت کے بعد وضو کے لیے بیٹھتے تو دوسری دعاؤں کے علاوہ یہ دعا بار بار پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔

ترجمہ: "اے اللہ! تو میرے گناہ بخش دے، میرے گھر میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت فرما۔"

پھر آقائے دو جہاں ﷺ دونوں ہاتھ دھوتے مسواک کرتے اور وضو کے دوران ہاتھوں، پاؤں کی انگلیوں کو دھوتے، ریش مبارک میں خلال کرتے۔ وضو کے تمام اعضا پر اطمینان سے مناسب مقدار میں پانی بہاتے تا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ وضو مکمل کرنے کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا

کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

پھر آقائے نامدار ﷺ سورہ آل عمران کا آخری رکوع تلاوت فرماتے اور تہجد کی نماز کبھی ۴، ۶، ۸، ۱۰، ۱۲ رکعات لمبی لمبی سورتیں تلاوت کر کے ادا فرماتے اور وتر بھی ساتھ شامل کر لیتے، اور اللہ رب العزت کے حضور نہایت عاجزی اور انکساری سے امت کے لیے دعا فرماتے۔

إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝۱۹۰ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۹۱ رَبَّنَآ إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ
النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝۱۹۲ رَبَّنَآ
إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ
فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝۱۹۳ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ ۝۱۹۴ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّيْ لَآ أُضِيْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ
فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَأُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوْذُوْا فِيْ
سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵ لَا يَغُرَّنَّكَ

تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝١٩٦ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۗ ثُمَّ
مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝١٩٧ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝١٩٨ وَاِنَّ
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٩٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا
وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٢٠٠

ترجمہ: ”بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے، اے رب ہمارے! بیشک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں، اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لیے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا، تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی

محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس کا ثواب، اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے، اے سننے والے! کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا ہرگز تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور کیا ہی برا بچھونا لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا اور بیشک کچھ کتابیں ایسی ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف اترا ان کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے یہ وہ ہیں، جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے، اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔" (سورہ آلِ عمران: ۱۹۰، ۲۰۰)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ تہجد کی نماز فرض نہیں ہے مگر اس کا ثواب بہت ہی زیادہ ہے۔ وضو نہایت ضروری جزو نماز ہے، اس لیے وضو کرتے ہوئے بڑی احتیاط کے ساتھ تمام اعضاء پر پانی بہائیں، انگلیوں اور داڑھی میں خلال کریں۔ مسواک ضرور کریں مسواک نہ صرف دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے، بلکہ منہ کی صفائی بھی کرتی ہے۔ بلغم اور ریشہ نکال لیتی ہے، بلکہ سب سے بڑی خوبی آقائے کائنات ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔

مسواک کر کے وضو سے جو نماز ادا کی جاتی ہے۔ اس کا ثواب بغیر مسواک کیے وضو کی نماز سے بہت زیادہ ہے، مسواک کرنے کی عادت ضرور اپنائیں، اللہ رب العزت مدد فرمائے۔ (آمین)

تہجد کی نماز کے بعد نبی محترم ﷺ کچھ دیر بستر مبارک پر لیٹ جاتے یا پھر اپنے اہل خانہ کے ساتھ مسلمانوں کی بھلائی کی باتیں کرتے۔ جب حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ نماز فجر کے لیے اذان پکارتے تو رسول اکرم ﷺ اپنے دولت کدہ پر دو سنتیں پڑھتے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھتے، آپ ﷺ مغرب کی نماز فرض کے بعد کی دو سنتیں بھی یہی سورتیں پڑھ کر ادا فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ② مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ④ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۠⑦

ترجمہ: "سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، روز جزا کا مالک، ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔" (سورہ الفاتحہ: ۱ تا ۷)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ① لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ② وَلَاۤ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ③ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ④ وَلَاۤ
اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ⑤ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۠⑥

ترجمہ: "تم فرماؤ اے کافرو، نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو، اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں، اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا، اور نہ تم پوجو

گے جو میں پوجتا ہوں، تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔“

(سورہ الکافرون: ۱ تا ۶)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ: ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔“ (سورہ اخلاص: ۱ تا ۴)

نماز فجر کی ادائیگی

پھر آقا دو جہاں ﷺ نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ مسجد میں داخل ہوتے آپ ﷺ پہلے بائیں پاؤں سے پاپوش اتارتے مگر مسجد میں داخل دائیں پاؤں سے ہوتے اور فرماتے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

”اے اللہ! میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے۔“

پھر آپ ﷺ مسجد میں داخل ہونے کے بعد اعتکاف کی نیت یوں فرماتے:

نَوَيْتُ بِسُنَّتِ الْاِعْتِكَافِ۔

ترجمہ: ”میں سنت کے مطابق اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔“

نبی محترم ﷺ باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف رخ مبارک کر کے وعظ و نصیحت فرماتے، اور سورج کے سوا نیزہ بلند ہو جانے پر اکثر نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر مسجد سے باہر تشریف لاتے تو بایاں پاؤں مسجد سے باہر رکھتے پھر دایاں پاؤں باہر نکالتے۔ پاپوش مبارک پہلے دائیں پاؤں میں پہنتے اور پھر بائیں پاؤں میں پھر زبان مبارک سے فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔“

ہمیں بھی چاہیے کہ مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر آنے کا وہی طریقہ اپنائیں۔ جو نبی اکرم ﷺ کا تھا۔ دعائیں یاد کرلیں اور دوست احباب کو بھی اس سنت مبارک پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کریں، اور خود بھی پانچوں اوقات کی نمازیں باجماعت نہایت خشوع وخضوع سے مسجد میں ادا کریں، اور اپنے احباب کو بھی ساتھ لائیں۔ فرض نمازوں کی طرف سے غفلت بڑا ہی سخت گناہ ہے۔ ہر نماز وقت پر ادا کرنا ایمان کا جزو ہے، اللہ رب العزت ہماری مدد فرمائے اور ہمیں نمازی بنائے۔ (آمین)

دین کے کام

پیارے نبی ﷺ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی ان کے وقت پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیم اجمعین کے ہمراہ مسجد میں ادا فرماتے۔ جب وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سناتے اور لکھواتے۔

آپ ﷺ اپنے احباب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ بازاروں میں لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمانے جاتے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی انہیں دعوت دیتے، انہیں بتوں کی پرستش سے روکتے۔ آپس میں محبت اور احترام سے زندگی بسر کرنے کی تلقین فرماتے، کاروبار میں ایمان داری اور وعدوں کو پورا کرنے کا حکم فرماتے۔ سب برائیوں اور حرام کاموں سے انہیں منع فرماتے اور نیک کاموں کی خلوص دل سے ادائیگی کی نصیحتیں فرماتے۔

مکہ مکرمہ کی 13 سالہ پیغمبرانہ زندگی میں آپ ﷺ تنہا ہی لوگوں کے گھروں اور قبائل میں تشریف لے جاتے، انہیں اسلام کی دعوت دیتے، انہیں کفر اور شرک سے منع فرماتے۔ انہیں اللہ رب العزت کی عبادت کی طرف بلاتے انہیں جہنم سے خوف دلاتے اور بہشت کی بشارت دیتے، لوگ یہ سن کر طیش میں آجاتے، کچھ تو آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے،

کچھ تلخ و ترش الفاظ استعمال کرتے اور کچھ خاموشی سے چل دیتے۔

آپ ﷺ تبلیغ اسلام کا علم لے کر ہر جگہ جاتے، باوجود سخت تکلیفیں اٹھانے کے اور پتھر کھا کر لہولہان ہونے کے باوجود اللہ رب العزت کے احکام لوگوں تک پہنچاتے رہے، اور اللہ وحدہ کی عبادت اور اس کے احکام پر کاربند ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔

اس سنت مبارک کی ادائیگی ہم سب پر فرض ہے، نبی ذی احتشام ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آپ ﷺ اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد اللہ رب العزت نے نبوت کی عمارت کو مکمل فرمادیا، قرآن پاک کے بعد جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اور کوئی آسمانی کتاب نہ آئی ہے اور نہ ہی آئے گی۔ آپ ﷺ کی آمد کے بعد رب العزت نے دین اسلام کو مکمل کر دیا۔

لوگوں کی اصلاح برائیوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی دعوت ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ اب یہ کام امت مسلمہ کے ذمہ ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم پانچوں فرض نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کریں اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب اور سب مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے بار بار کہیں انہیں اس طرف راغب کریں اور انہیں پابندی کی تلقین کریں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ کے ذکر میں مشغول رہنے کی نصیحت کرتے رہیں۔

ملاقات

رحمت دو عالم نبی محترم و مکرم ﷺ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے۔ ان سے مصافحہ کرتے۔ ہمیشہ سلام کرتے اور سبقت فرماتے، جب سفر پر ہوتے تو سفر سے واپس آتے ہی عزیزوں اور دوست احباب سے گلے ملتے۔ اگر کوئی قافلہ باہر سے آتا تو آپ ﷺ عزیزوں اور مسافروں سے گلے ملتے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔

السلام علیکم یارسول اللہ (ﷺ) کے جواب میں (وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) فرما کر مخاطب کو سرفراز فرماتے۔

رسول محترم ﷺ احباب سے ہدیہ بھی قبول فرما لیتے، مگر اس کا بدلہ اتارنے کی کوشش بھی فرماتے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہدیہ لیا اور دیا کریں۔ اس سے محبت بڑھتی ہے، یہ محبت اور صلہ رحمی کا باعث ہے، اللہ رب العزت سب کو قطع رحمی سے بچائے۔ (آمین)

ہمیں چاہیے کہ جب لوگوں سے ملیں تو خندہ پیشانی کے ساتھ ملیں، سلام مسنون کہیں، گھر سے باہر جاتے اور آتے ہوئے اہل خانہ کو السلام علیکم بلند آواز سے کہنے کی عادت اپنا لیں۔ اس طرح ہادی برحق ﷺ کی سنت مبارک پر عمل آپ کے اعمال صالح میں لکھا جائے گا۔

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور حاکم نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

> ”رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے:
>
> ”تم میں سے جس نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو۔“

ایک دن اتفاق سے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا:

> ”یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا ہے، گویا آسمان سے ایک ترازو اترا اس کے پلڑے میں آپ ﷺ کو رکھا گیا ہے، مگر آپ ﷺ کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا تو عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا، اس کے بعد ترازو اٹھا لیا گیا۔“

اس شخص کا خواب سن کر رحمت اللعالمین ﷺ کے چہرہ مبارک پر تغیر کے آثار پیدا ہوئے اور مخبر صادق ﷺ نے فرمایا:

> ”خلافت تیس برس رہے گی، پھر ملوکیت (بادشاہت) آ جائے گی، تو

نے جو دیکھا وہ خلافت نبوت ہے۔"

چنانچہ ایسا ہوا۔

(مستدرک حاکم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مسند امام احمد، سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ ج ۲ ص ۳۲ تا ۳۳ دلائل النبوۃ بیہقی)

سائل کے ساتھ حسنِ سلوک

نبی رحمت ﷺ سے اگر کوئی سوال کرتا تو جو بھی میسر ہوتا اس سے اس کی مدد فرماتے۔ اگر وہ تندرست و توانا ہوتا تو کام کر کے کمانے کی نصیحت فرماتے اور کام کرنے میں مدد فرماتے۔ پڑوسیوں، بیواؤں، محتاجوں اور یتیموں کا خاص خیال رکھتے، اور ان کی ہر طرح مدد فرماتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان کی مدد کی نصیحت فرماتے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"اگر سوالی کی مدد نہ کر سکتے ہوں تو اسے نرمی اور حلیمی سے رخصت کریں۔"

سائل پر غصہ اور رنج سے برسنا مناسب نہیں، آپ ﷺ کو ترش کلامی بالکل پسند نہ تھی۔

بچوں سے محبت

نبی رحمت ﷺ بچوں سے بڑی شفقت فرماتے، انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ سر پر ہاتھ پھیرتے نیک دعائیں دیتے، بڑی محبت سے انہیں کھلاتے پلاتے، اگر آپ ﷺ سواری پر بیٹھتے تو بچوں کو اپنے پیچھے سوار کرا لیتے، ان کے ساتھ ہمیشہ مسکراتے اور خوش طبعی بھی فرماتے اور کہتے:

"او دو کان والے۔"

ایک روز ام قیس محصن اپنے شیرخوار بچے کو نبی برحق ﷺ کی خدمت اقدس میں لائیں۔ نبی معظم ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ بچے نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

گھریلو کام کاج

فخر عرب و عجم ﷺ گھر کے کام کاج میں بخوشی حصہ لیتے تھے، گھر کی صفائی کر لیتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے۔ بکری کا دودھ دوہ لیتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، جوتے کی مرمت کر لیتے، بازار سے ضرورت کی چیزیں خرید کر لاتے، خادم کے ساتھ مل کر آٹا پیس لیتے، غرضیکہ آپ ﷺ کو گھر کے کسی کام سے عار نہ تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمراہ ہوتے تو ہر کام میں اپنا حصہ باوجود جاں نثاروں کے روکنے پر بھی پورا کرتے، بلکہ زیادہ کام کرنے کی کوشش کرتے۔

گھر کے کام کاج سب ہی کرتے ہیں، اگر یہ نیت کر لی جائے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے تو یہ کام عبادت میں شامل ہو جائیں گے۔

لباس

رسول اکرم ﷺ کرتہ اور تہ بند (لنگی) پہنا کرتے تھے، آپ ﷺ کے کرتے کی آستین ہاتھوں کی کلائی تک ہوتی تھی، نصف آستین کا کرتہ یا قمیض آپ ﷺ نے کبھی نہیں پہنی۔ کرتہ پہنتے وقت نبی محترم ﷺ پہلے دایاں بازو آستین میں پہنتے پھر بایاں بازو بائیں آستین میں، مگر اتارتے وقت پہلے بائیں بازو سے اتارتے پھر دائیں بازو سے، رسول اللہ ﷺ کے کرتے، قمیض کا گریبان سینہ مبارک پر ہوتا تھا، اگر آپ ﷺ اسے کبھی کھول لیتے تو سینہ مبارک صاف نظر آجاتا اس حالت میں آپ ﷺ نماز ادا فرماتے۔

آپ ﷺ تہ بند ناف کے نیچے باندھتے اور پنڈلی کے نصف تک جاتا، مگر اگلا حصہ قدرے نیچے رکھتے تھے، پاجامہ بھی نبی کریم ﷺ نے خریدا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پہنے دیکھ کر خوش ہوئے ہیں کہ سر ڈھانپنے کے لیے اچھا ہے مگر خود پہننے کی تصدیق نہیں فرمائی ہے۔

نبی رحمت ﷺ کا حکم ہے کہ تہہ بند پاجامہ اتنا نیچا ہر گز نہیں پہننا چاہیے کہ پاؤں کے ٹخنے چھپ جائیں۔ ٹخنوں کے نیچے تک کپڑا پہننا سخت گناہ ہے، ہر پہننے کی چیز، کوٹ

پتلون، موزہ، جوتا، پاجامہ وغیرہ پہلے دائیں طرف پہنیں پھر بائیں طرف۔ اتارتے وقت پہلے بائیں طرف سے، یہ سنت مبارک ہے۔

نیا کپڑا

رسولِ رحمت ﷺ جمعۃ المبارک کو نیا کپڑا اللہ کا شکر اور حمد کرتے ہوئے پہننا شروع کرتے تھے، آپ ﷺ کو عموماً سفید رنگ کے کپڑے پسند تھے، مگر سبز رنگ بھی مرغوب خاطر تھا۔ گہرا سرخ رنگ استعمال نہ فرماتے اور نہ ہی پسند فرماتے۔ آپ ﷺ کے اوڑھنے کی چادر چار گز لمبی اور دو گز ایک پالشت چوڑی ہوتی تھی۔ سفید بھی اور دھاری دار بھی پہنی ہے۔

سر مبارک پر ٹوپی اس کے اوپر پگڑی سات گز لمبی پہنا کرتے تھے، بعض اوقات سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے، پگڑی مبارک کے نیچے ٹوپی ضرور پہنتے تھے، پگڑی کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے تھے، نبی رحمت ﷺ نے کالی پگڑی بھی پہنی ہے۔

جُوتا

نبی کریم ﷺ پاؤں مبارک میں تسمہ والی چپل پہنتے تھے، آپ ﷺ نے موزے بھی پہنے ہیں۔ اور وضو کے وقت ان پر مسح بھی فرمایا ہے۔

انگوٹھی

آپ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا، یہ انگوٹھی نبی کریم ﷺ دائیں اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں میں پہنا کرتے تھے، اور اس سے خطوط پر مہر بھی لگایا کرتے تھے، بیت الخلا جاتے وقت اتار دیا کرتے تھے۔

ہاتھ کے ناخن کٹوانا

نبی کریم ﷺ ہر پندرہ دن کے بعد ناخن کٹواتے تھے، ہاتھوں کے ناخن سیدھے، ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کٹوانا شروع فرماتے پھر بڑی، پھر اس کے ساتھ والی، پھر

چھنگلیاں پھر اس کے آگے کی پھر بڑی پھر اس کے ساتھ کی اور پھر انگوٹھا، سب سے آخر میں ہاتھ کے انگوٹھا کے ناخن کٹواتے تھے۔

پاؤں کے ناخن کٹوانا

نبی محترم ﷺ پہلے دائیں پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع ہو کر بالترتیب انگوٹھا تک، پھر بائیں پاؤں کی چھنگلیاں سے انگوٹھا تک ناخن کٹواتے تھے۔

خُورد و نوش

شافع محشر ﷺ ٹھنڈا میٹھا پانی پسند فرماتے تھے، گلاس پیالہ یا پینے کا کوئی اور برتن سیدھے ہاتھ میں پکڑتے تھے، بیٹھ کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر برتن کو لب مبارک سے لگاتے، دو یا تین چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے کر برتن منہ سے علیحدہ کرتے، اور فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اسی طرح تین بار کر کے نوش فرماتے اور آخر میں اَلشُّكْرُ اللّٰهِ فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کے پانی پینے کی آواز نہ آتی تھی، احباب کے ساتھ اگر دودھ، پانی یا شربت پینا ہوتا تو آپ ﷺ سب احباب کو پہلے پلاتے، اور خود سب سے آخر میں پیتے۔

کھانا کھانے کا وقت

سراپا رحمت و کرم ﷺ کھانا کھانے کے وقت اپنے سر مبارک کو ڈھکتے، اور دونوں ہاتھ پانی سے دھوتے۔ خواہ وہ صاف ہی کیوں نہ ہوں۔ اکثر زمین پر اکڑوں بیٹھ کر دستر خوان لگوا کر سیدھے ہاتھ کی تین انگلیوں یعنی انگوٹھا، شہادت کی انگلی اور بڑی انگلی کے ساتھ اور اپنے سامنے طرف سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر کھانا تناول فرماتے، اور کھانے کے دوران میں کم از کم تین لقموں تک بسم اللہ فرماتے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بھی کہتے۔

کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لیتے، اور برتن میں لگے ہوئے کھانے کو اپنی مبارک انگلیوں سے اٹھا کر نوش فرما لیتے۔ اگر اتفاق سے کھانے کا ٹکڑا زمین پر یا دستر خوان

پر گر جاتا تو آپ ﷺ اسے اٹھا لیتے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فرماتے۔

آج کل تو کھانے کا رواج ہی الٹا ہو چکا ہے۔ شادی، بیاہ اور دعوتوں میں لوگ بے اندازہ کھانا اپنی پلیٹوں میں ڈال لیتے ہیں، اور اکثر اوقات اس کا بیشتر حصہ پلیٹ میں چھوڑ جاتے ہیں، اور دوسرے لوگ اسے کھانا پسند نہیں کرتے، اور اس طرح وہ کھانا ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ نہایت گناہ کا باعث ہے۔ اپنی پلیٹ میں بھوک کے اندازہ سے کم کھانا لینا چاہیے، اگر ضرورت ہو تو اور لیا جا سکتا ہے، مگر سنت رسول ﷺ کی پیروی میں کھانے کے برتن کو بالکل صاف حالت میں چھوڑنا چاہیے، اس طرح لوگ کھانا ضائع کرنے کے گناہ سے بچ جائیں گے، اور سنت مبارک کی پیروی کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔

کھانا کھا لینے کے بعد نبی اکرم ﷺ اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور انہیں اپنے سر مبارک پر مل لیتے، اور کپڑے سے بھی خشک کر لیتے تھے، آپ ﷺ کلی بھی فرماتے تھے۔ اہل خانہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر بھی کھاتے تھے۔ احباب کے ساتھ کھاتے تو چھوٹے چھوٹے لقمے دیر تک منہ میں ڈالے رہتے کہ آپ ﷺ کے جلد ختم کرنے سے احباب بھوکے نہ رہ جائیں کھانے سے فارغ ہو کر اور دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ: "اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔"

آپ ﷺ کسی کے ہاں مدعو ہوتے تو اور دعاؤں کے علاوہ صاحب خانہ کے لیے خیر و برکت کی بھی دعا فرماتے۔

نبی کریم ﷺ کسی مسلمان کی دعوت رد نہ فرماتے، اور اہل کتاب کی دعوت بھی منظور فرما لیا کرتے تھے۔

پسندیدہ کھانے

نبی برحق ﷺ کو کھانے میں ثرید (گوشت اور شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی) بہت

پسند تھی۔ گردن، شانہ اور پیٹھ کا گوشت، حلوہ، شہد، سرکہ، خربوزہ، کھجور، ککڑی، تربوز، لوکی، دودھ، مکھن اور کھچڑی کو بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔

بعض اوقات دو چیزیں مثلاً خربوزہ اور کھجور ملا کر بھی تناول فرمایا کرتے تھے، زیادہ گرم کھانا یا ایک سے زیادہ سالن یا چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھی کھانے کی مختلف اشیاء بالکل پسند نہ فرماتے تھے، کھانے کی چیز کو سونگھتے نہ تھے، اگر کوئی چیز ناپسند ہوتی تو اسے تناول نہ فرماتے۔ مرغی کا گوشت بھی تناول فرماتے تھے۔

ٹیک لگا کر یا میز کرسی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے کبھی کھانا نہ کھایا، تمام عمر آپ ﷺ نے جَو کی روٹی کھائی اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی، آپ ﷺ ستو بھی استعمال فرماتے تھے۔ بائیں ہاتھ سے کھانے والے کو سختی سے منع کرتے، اور دائیں ہاتھ سے کھانے کی نصیحت فرماتے، آپ ﷺ کو پنیر، روغن زیتون بھی پسند تھی۔

ناپسندیدہ اشیاء

آپ ﷺ کچی پیاز اور کچی لہسن کو پسند نہ فرماتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں کبھی استعمال نہ کیا، بلکہ اگر کوئی کھا کر آتا تو آپ ﷺ اسے بار بار منہ صاف کرنے کا حکم فرماتے، یہاں تک کہ اس کے منہ سے بو ختم ہو جاتی (پکا کر کھانے سے بو نہیں آتی)

سب امیر غریب، مرد، عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، دن میں کم از کم دو بار کھانا ضرور کھاتے ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ ہم آپ ﷺ کا طریقہ اپنالیں، اور آپ ﷺ کی پسندیدہ اشیاء کو محبت اور رغبت سے کھائیں، اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں کہ اپنے محبوب ﷺ کے پسندیدہ کھانے اس ذات بابرکات نے ہمیں بھی عطا کیے۔

قیلولہ

نبی برحق ﷺ ظہر کی نماز کے بعد کھانا تناول فرما کر قیلولہ (تھوڑی دیر لیٹنا یا سونا) فرمایا کرتے تھے۔

ہمیں بھی اس سنت کی پیروی میں دوپہر کے کھانے کے بعد ذرا لیٹ کر آرام کر لینا چاہیے۔

پھل

رسول اکرم ﷺ کو جب نیا موسمی پھل پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اللہ رب العزت کی تعریف فرماتے، آنکھوں اور لبوں کو لگاتے، اور مجلس میں موجود سب سے کم عمر کو سب سے پہلے وہ پھل کھانے کے لیے دیتے، اور اس کے بعد باقی لوگوں کو دائیں طرف سے شروع کر کے کھلاتے، ہر کھانے کی چیز کے لیے آپ ﷺ دائیں طرف سے شروع فرماتے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ جب کوئی نیا موسمی پھل گھر میں لائیں تو پہلے سب سے چھوٹے بچے کو کھلائیں، اور سب نعمتوں کے لیے اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں۔

خوشبو اور تیل

رسول رحمت ﷺ ریحان، مشک اور عُود کی خوشبو بہت پسند فرماتے تھے، مہندی کے پھول بھی آپ ﷺ کو بہت پسند تھے۔

غسل کے بعد خصوصاً جمعۃ المبارک کو خوشبو ضرور لگاتے، اور رات کے وقت بھی استعمال کرتے۔ آپ ﷺ خوشبو کا ہدیہ نہایت خوشی سے قبول فرماتے۔

سر اور داڑھی مبارک میں تیل لگاتے اور کنگا کرتے، ریش مبارک کو پانی لگا کر بھی کنگا کر لیا کرتے تھے آئینہ میں چہرہ مبارک دیکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ وَ اَوْسِعْ عَلَيَّ فِيْ رِزْقِيْ۔

ترجمہ: ”اے اللہ! تو نے ہی میری صورت ایسی اچھی بنائی ہے، پس میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے اور میرے رزق میں برکت دے۔“

چلنا پھرنا

آقائے نامدار ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے چلنے خواہش مند تھے، فرماتے تھے:

"میرے پیچھے فرشتوں کو آنے دو۔"

آپ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قدم اٹھاتے، اونچائی کی جانب چلتے تو اللہ اکبر زبان مبارک سے بار بار فرماتے، اور نشیب کی طرف اترتے تو سبحان اللہ ورد زبان رکھتے، چلتے پھرتے اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول رہتے، اور احباب کر بھی ذکر کرتے رہنے کی نصیحت فرماتے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے گھر کی سیڑھیاں اترتے چڑھتے وقت اس سنت مبارک پر عمل کریں، انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہم ہر وقت ذکر کے عادی ہو جائیں گے۔

سواری

آقائے دو جہاں ﷺ سواری پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قدم رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ: "پاک ہے وہ خدا جس نے اس سواری کو ہمارے قابو کر دیا ورنہ ہم اسے قابو میں نہ لا سکتے تھے، بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

ہمیں بھی چاہیے کہ جب کسی سواری پر قدم رکھیں تو اس دعا کو پڑھ لیا کریں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کشتی یا جہاز یعنی پانی کا سفر ہو تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ: اللہ کے نام سے اس کا لنگر اٹھانا ہے اور (اسی کے نام سے) ڈالنا ہے بے شک میرا رب غفور الرحیم ہے۔

چھینک

فخر عرب و عجم ﷺ کو چھینک آتی تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

ترجمہ: "اللہ تیرا شکر ہے۔"

اور ساتھ سننے والا مسلمان کہتا:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔

"اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔"

اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ فرماتے:

يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

ترجمہ: اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کر دے۔

اگر ساتھی خاموش رہتا تو نبی کریم ﷺ بھی خاموش رہتے۔

چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا سنت ہے، اور سننے والے کو چاہیے کہ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، اگر آپ کے سامنے کوئی درست چھینکے تو یہ سنت مبارک اس کو بتائیں اور دعائیں یاد کرائیں۔

مجالس میں تشریف آوری

آقائے دو جہاں ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ہوتی وہیں تشریف فرما ہو جاتے، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے نہ بڑھتے، اگر کوئی آدمی آپ ﷺ کی آمد پر مجلس میں کھڑا ہوتا تو آپ ﷺ برا مناتے، جب احباب کو آپ ﷺ کی

اس ناپسندیدگی کا پتہ چل گیا تو مجالس میں آپ ﷺ کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا بند ہو گیا۔ آپ ﷺ کو اس قسم کی تعظیم امتیاز کے لیے بالکل پسند نہ تھی۔

اس عادت مبارکہ سے آپ ﷺ کی حلیمی اور انکساری ظاہر ہے، اللہ رب العزت ہمیں بھی آپ ﷺ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اگر کوئی شخص ملاقات کے وقت آپ ﷺ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اس وقت تک علیحدہ نہ کرتے، جب تک وہ خود نہ کھینچ لیتا۔

نبی کریم ﷺ کو ہاتھوں پر بوسہ دینا قطعاً ناپسند تھا، دوران گفتگو اگر تیسرا شخص بولتا تو نبی کریم ﷺ اس کی بات پر توجہ نہ دیتے۔

آپ ﷺ مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

ترجمہ: "اللہ پاک ہے اس کے لیے سب تعریف ہے، بیان کرتا ہوں اے اللہ تیری ہی تعریف کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں۔"

وعظ و نصیحت

نبی محترم ﷺ وعظ و نصیحت تو ہر وقت فرماتے ہی رہتے تھے، قرآن پاک نازل ہونے پر احباب کو سناتے، لکھواتے اور جو احکامات اللہ رب العزت کی جانب سے ملتے انہیں پورا کر کے سمجھاتے، لوگوں کے مسائل پوچھنے پر محبت اور شفقت سے آہستہ آہستہ انہیں سمجھاتے تاکہ ذہن نشین ہو جائیں، مگر وعظ کی مجالس ایک دن کا وقفہ فرما کر منعقد کرتے تاکہ لوگوں کو اکتاہٹ نہ ہو۔

اس سنت مبارک کی پیروی میں آپ بھی اپنے اہل خانہ اور دوست احباب کو نصائح کرتے ہوئے جلدی نہ کریں بلکہ وقفہ سے یاد دہانی کرادیا کریں۔ اس طرح آپ کی بات ان کے ذہنوں میں نقش ہو کر رہ جائے گی۔

بیمار پرسی

نبی کریم ﷺ بیمار پرسی کے لیے احباب اور عام مسلمانوں کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے ایک طرف کھڑے ہو کر بلند آواز سے اپنا اسم مبارک پکار کر گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگتے، السلام علیکم بھی ساتھ کہتے۔

آپ ﷺ نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت لینے سے منع فرمایا ہے آپ ﷺ کا حکم ہے:

> ”اپنا نام پکار کر اجازت مانگو اور اجازت ملنے کے بعد گھر میں داخل ہونے پر اہل خانہ کو سلام مسنون کہو۔“

نبی رحمت ﷺ بیمار کی تسلی فرماتے، اس کی پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھتے، بیماری سے شفاء اور تندرستی کے لیے دعا فرماتے، اور مریض کو یاد الٰہی میں مشغول رہنے کی نصیحت فرماتے، نبی کریم ﷺ غیر مسلموں کی عیادت کے لیے بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ہمیں بھی دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے کا نبوی طریقہ اپنانا چاہیے، اور مریض کی عیادت کے لیے اکثر جانا چاہیے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

مزاح

نبی کریم ﷺ کا مزاح ہمیشہ سچا رہتا تھا، جیسے کسی سے فرماتے:

”اے دو کان والے۔“

یا پھر سواری مانگنے پر فرماتے:

”اونٹنی کا بچہ (اونٹ) ملے گا۔“

ایک بوڑھی عورت نے پوچھا:

''کیا جنت میں بوڑھی عورتیں نہیں جائیں گی۔''

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں بوڑھی عورتیں نہیں جائیں گی۔''

یہ سن کر وہ بڑھیا افسردہ ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''بوڑھی عورتیں بھی جوان بن کر جنت میں داخل ہوں گی۔''

ہنسی.... قہقہہ

نبی کریم ﷺ قہقہہ لگا کر نہ ہنستے تھے، اونچی آواز سے ہنسنے والوں کو فرماتے:

''اگر موت کو یاد رکھو تو ایسی ہنسی کبھی نہ ہنسو۔''

آپ ﷺ کے دندان مبارک ہنسی میں نظر آتے تھے، مگر آواز نہ آتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کے رونے میں بھی آواز نہ تھی۔ سرد آہ بھرتے اور چشمانِ مبارک سے آنسو رواں ہو جاتے، غم کے اظہار کے لیے اپنے دست مبارک کو بار بار سر، چہرہ اور ریش مبارک پر پھیرتے اور فرماتے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

رونے پیٹنے، آہ و بکا کرنے سے آپ ﷺ نے سخت منع فرمایا ہے۔

مرگ پر تین دن کا سوگ ہے۔ صرف اس عورت کو جس کا خاوند فوت ہو جائے 4 ماہ 10 دن کی مدت سوگ میں پوری اجازت ہے۔

تفریح

نبی کریم ﷺ باغات میں تفریح کے لیے تشریف لے جاتے، آپ ﷺ گھڑسواری کے شوقین تھے۔ گدھے پر بھی سواری فرما لیتے تھے۔ سواری کے جانوروں کی خدمت بھی

خوب کرتے تھے۔ انسانوں کی طرح جانوروں اور حیوانوں پر بھی آپ ﷺ مہربان تھے، اور ان کے مالکوں کو فرماتے تھے:

"چارہ پورا دیا کرو تا کہ بھوکے نہ رہیں، اور ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا کرو۔"

اس طرح آپ ﷺ نے مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دینے کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ طاقت سے زیادہ بوجھ نہ اٹھوایا جائے۔

صفائی

نبی کریم ﷺ بدن اور کپڑوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھتے، باقاعدگی سے غسل فرماتے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی صاف ستھرا رہنے کا حکم دیتے۔

آپ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"صفائی پارسائی سے دوسرے درجہ پر ہے۔"

آپ ﷺ اپنا ناک مبارک بائیں ہاتھ سے صاف کرتے، پانی سے دھوتے، جوتا اور چپل بھی بائیں ہاتھ میں اٹھاتے، آب دست کے لیے بھی بایاں ہاتھ استعمال کرتے، اور پھر مٹی پر رگڑ کر پانی سے دھوتے اور صاف کرتے۔ کسی کام میں غلاظت لگنے کا اندیشہ ہو تو بایاں ہاتھ استعمال کرتے، اور باقی کام دائیں ہاتھ سے کرتے۔

کسی کو کوئی چیز عنایت فرماتے تو دائیں ہاتھ سے اور لیتے بھی تو دائیں ہاتھ سے۔

جنازہ

مسلمان کی نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے پوچھ لیتے:

"اس کے ذمہ کسی کا قرض ہے؟"

اگر ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے:

"تم ہی اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ۔"

لیکن اگر کوئی اس کے قرض کی ادائیگی کا ذمہ لیتا تو آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھاتے۔ میت کو کندھا دیتے۔ جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے، دعائے مغفرت کرتے۔ یہ باتیں ہر مسلمان کو جنازے کے ساتھ چلتے وقت کرنی چاہیے۔

مخاطب ہونا

نبی کریم ﷺ سے کوئی بات کرنا چاہتا تو آپ ﷺ رخ مبارک موڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوتے، صرف آنکھوں کو گھما کر بات نہ کرتے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنی عادت اس طرح ڈھال لیں، خودبخود سنت کی پیروی ہو جائے گی، صرف نیت ہونی چاہیے۔

استراحت

آپ ﷺ عشاء کی نماز باجماعت ادا فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رخصت فرما کر گھر تشریف لاتے، آپ ﷺ کے سرہانے یہ چیزیں ہوتی تھیں۔

سرمہ دانی، کنگھا، تیل کی شیشی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی سیخ جو کھجانے کے کام آتی تھی، آپ ﷺ کا بستر بوریا یا ٹاٹ ہوتا، جو کبھی دوہرا کر لیا جاتا تھا، کبھی کبھی بان کی چارپائی پر بھی آرام فرماتے تھے، لیٹنے سے پہلے دو دو سلائی سرمہ دونوں آنکھوں میں لگاتے، اور تیسری سلائی دونوں آنکھوں میں پھیر لیتے، باوضو لیٹتے تھے، آپ ﷺ کبھی بھی اوندھا نہ لیٹتے تھے۔ اگر کسی کو ایسا لیٹا دیکھتے تو پاؤں سے چھیڑ کر اسے جگا دیتے اور بہت ناراض ہوتے۔

نبی کریم ﷺ اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سر مبارک رکھتے، دائیں طرف رخ کر کے اور قبلہ رو ہو کر تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی، سر اور ہاتھ کے نیچے کر لیتے اور زبان مبارک سے فرماتے:

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔

ترجمہ: "اے اللہ قیامت کے دن مجھے عذاب سے بچانا جس دن اپنے بندوں کو زندہ کرے گا۔"

یہ دعا تین مرتبہ پڑھتے، پھر دائیں طرف لیٹے لیٹے سورہ اخلاص اور سورہ فلق پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو مٹھی کی صورت بنا کر اس میں پھونکتے اور دونوں ہاتھوں کو گردن کے پیچھے سے شروع کر کے سر مبارک، چہرہ مبارک اور تمام بدن پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ جاتا پھیرتے، یہ عمل بھی تین بار کرتے تھے، اور دعائیں مانگتے جن میں سے ایک یہ بھی ہوتی:

اَللّٰھُمَّ بِاَسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی۔

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیرے نام پر ہی مرتا ہوں اور تیرے نام پر ہی جیتا ہوں۔"

اپنے اہل خانہ سے باتیں کرتے اللہ رب العزت کی تعریف کرتے سو جاتے۔

آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ دل ہمیشہ جاگتا رہتا تھا، اور یاد الہٰی میں مشغول رہتا تھا۔

ہمیں بھی ہمیشہ دائیں طرف قبلہ رو ہو کر یہ دعائیں پڑھ کر آرام کرنا چاہیے۔ اس طرح نیند بھی عبادت میں شامل ہوگی، اگر آپ عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے سوتے وقت ان دعاؤں کو سنت کی پیروی میں پڑھ کر سوئیں، اور فجر کی نماز باجماعت ادا کریں تو ساری رات آپ کی عبادت میں شامل ہوگی، اگرچہ آپ سوئے ہوئے تھے۔ اللہ اکبر۔

رسول اللہ ﷺ کی عبادات کا معمول مبارک ①

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ابتدا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

”جس کام کی ابتداء بِسْمِ الله سے نہ ہو، وہ کام بے برکت ہوتا ہے۔“

(ابو داؤد، نسائی)

رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو سب سے پہلا کام یہ کرتے دونوں ہاتھوں سے چہرہ مبارک اور چشمانِ مبارک کو ملتے، تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے، آپ ﷺ بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

(بخاری، ترمذی، نسائی، ابو داؤد)

آپ ﷺ سو کر اٹھنے کے بعد مسواک فرماتے۔ (ابو داؤد، مسند احمد)

اللہ کے آخری رسول ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص رات کو بیدار ہو تو یہ تسبیح پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اس کے بعد یہ کہے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

راوی کہتے ہیں:

”جو دعا کرے اس کی دعا قبول کیا جائے گی۔“

پھر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔“ (بخاری)

آپ ﷺ کی سنت کے مطابق کوئی بھی لباس زیب تن کریں تو پہلے دائیں طرف سے شروع کریں، اور ایسے ہی جوتا بھی دائیں پاؤں میں، پھر بائیں پاؤں میں پہنیں اور جب اتاریں تو پہلے بائیں پاؤں سے اتاریں۔ بدن پر کسی بھی چیز کے پہننے اور اتارنے کا یہی مسنون طریقہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ لباس بھی اسی طرح زیب تن فرماتے، اور نعلین مبارک بھی اسی طرح پہنتے اور اتارتے، یہ آپ ﷺ کے شب و روز کے معمولات میں شامل تھا۔ (ترمذی)

طہارت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پانی پینے کے لیے برتن میں ہاتھ نہ ڈالیں، بلکہ دونوں ہاتھوں کو کلائی تک تین مرتبہ دھولیں۔ پھر پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔“ (ترمذی)

”استنجا کے لیے پانی اور مٹی کے ڈھیلے دونوں لے کر جائیں، تین یا پانچ پتھر ہوں تو مستحب ہے۔“ (بخاری، مسلم)

اگر بیت الخلا میں پہلے سے انتظام کیا گیا ہو تو کافی ہے، اگر ایک کا کیا گیا ہو مثلاً پانی کا تو ڈھیلے کا انتظام خود کر کے جائیں۔ آج کل فلیش بیت الخلا میں ڈھیلوں کی وجہ سے نکاسی آب میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے بیت الخلا میں ٹوائلٹ پیپر کا استعمال زیادہ بہتر ہے، تاکہ فلیش خراب نہ ہو۔

رسول ﷺ سر ڈھانک کر اور جوتا پہن کر بیت الخلا میں جاتے تھے۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ بیت الخلا میں جانے سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ترجمہ: "میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں اور جنیوں سے۔"

اس دعا کی برکت سے خبیث شیاطین اور بندے کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ شرم گاہ نہیں دیکھ پاتیں۔" (مرقاۃ شریف)

آپ ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پھر بایاں قدم اندر رکھتے تھے۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ شرم گاہ کھولتے وقت آسانی کے ساتھ جتنا نیچے ہونا ممکن ہو سکتا نیچے ہو کر کھولتے تھے۔ (ابو داؤد، ترمذی، دارمی)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"انگوٹھی یا کسی چیز پر قرآنی آیات یا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا نام لکھا ہوا ہو (اور وہ دکھائی دیتا ہو) تو اسے باہر چھوڑ کر جانا چاہیے۔"

(نسائی)

آپ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کریں، اور منہ پیٹھ بلکہ شمالاً یا جنوباً ہو کر بیٹھنا یا ترچھے ہو کر بیٹھنا چاہیے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

رفع حاجت کے وقت بلا ضرورت شدید کلام نہ کریں، اس طرح زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہ کریں۔ اگر چھینک آئے تو دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔" (مشکوٰۃ)

"پیشاب، پاخانوں کی چھینٹوں سے انتہائی احتیاط برتیں، کیونکہ عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوگا۔" (ترمذی)

بیت الخلا نہ ہونے کی صورت میں جیسے جنگل یا شہر سے باہر میدان میں قضائے

حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اس وقت کسی چیز کی آڑ میں بیٹھے یا اتنا دور چلے جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے بہتر ہے۔ (ترمذی)

مذکورہ بالا صورت میں پیشاب کرنے کے لیے نرم زمین کی تلاش کریں تاکہ چھینٹے نہ پڑیں، اور زمین چھینٹوں کو جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی)

"پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہیے نہ کہ کھڑے ہو کر اور استنجا پہلے ڈھیلے سے کرنا اس کے بعد پانی سے کرنا۔" (ترمذی)

آپ ﷺ بیت الخلا سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں باہر رکھتے تھے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پیشاب کے بعد اگر استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں سکھانا۔"

(ترمذی، بخاری)

نبی محترم ﷺ نے استنجا کے لیے ہڈی یا لید اور گوبر کا استعمال نہ خود کیا، اور نہ ہی دوسروں کو اس کی تاکید کی۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے لوگوں کے راستہ میں لوگوں کے کسی سایہ کے نیچے اور کسی گھر کے پاس پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

غسل کے متعلق سنتیں

اللہ رب العزت کا ارشاد عالیشان ہے:

"اے ایمان والو! جس وقت تم نشہ میں ہو نماز کے نزدیک نہ جاؤ، یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک غسل نہ کر لو ہاں اگر حالت سفر پر جا رہے ہو یا سفر میں ہو یا کوئی شخص بیت الخلا سے ہو کر آیا ہے یا عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی لو پھر ملو اپنے منہ کو اور

ہاتھوں کو (یعنی تیمم کرلو) بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔" (سورہ النساء)

قرآن پاک میں سورہ المائدہ میں فرمایا:

"اگر تم کو جنابت ہو تو خوب اچھی طرح پاک ہو جاؤ۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی شخص عورت سے ہم بستر ہو تو اس پر غسل واجب ہو گیا، خواہ منی نکلے نہ نکلے۔" (بخاری، مسلم)

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے:

"اگر فجر ہونے کے بعد آدمی غسل جنابت نہ کرے اور جنابت کی حالت میں پڑا رہے تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (مشکوۃ)

ایک اور روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس گھر میں کسی (جاندار کی تصویر یا جنبی یا کتا ہو تو اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (ابو داؤد، نسائی)

تیمم کا طریقہ

اگر پانی کے حصول میں دشواری ہو، یا پانی نہ مل رہا ہو یا پانی کے استعمال سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو یا جان کا خطرہ ہو تو ایسی صورتوں میں تیمم کیا جاتا ہے۔

تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے:

"پہلے پاکی کا ارادہ کرے پھر پاک مٹی پر ہلکے سے دونوں ہاتھ مارے اور پورے منہ پر پھیرے اس طرح دوبارہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر پورے ہاتھ کہنی سمیت پھیرے تو غسل کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔"

غسل کا مسنون طریقہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے، پھر انگلیاں پانی میں ڈالتے پھر انہیں نکال کر اپنے بالوں کی جڑوں میں خلال فرماتے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی لے کر سر میں ڈالتے اور پھر تمام بدن پر پانی بہاتے۔"

(بخاری، مسلم)

مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"جب آپ ﷺ غسل شروع کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر استنجا کرتے اور اس کے بعد وضو فرماتے۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا خلاصہ:

جسم کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہوئی ہو اسے تین بار دھونا۔ (ترمذی)

پیشاب اور پاخانہ دونوں جگہ استنجا کرنا (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو)۔ (ترمذی)

شرم گاہ اور نجاست وغیرہ دھونے کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑنا (مٹی پاس نہ ہونے کی صورت میں صاف پانی سے خوب صاف کرنا)۔ (بخاری)

غسل سے پہلے پورا وضو کرنا اگر نہانے کا پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پھر وضو میں پیروں کو نہ دھوئے، بلکہ آخر میں یہاں سے ہٹ کر پاؤں دھوئے (نکاسی آب کی صورت میں پہلے ہی دھو لے) (بخاری، مسلم)

سر پر پانی ڈالنا، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر اتنا پانی ڈالنا کہ قدموں تک پہنچ جائے پھر بدن کو ہاتھوں سے ملنا، اس طرح تین بار کرنا۔ (ترمذی)

غسل کے بعد جسم کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی، لہٰذا جو بھی صورت اختیار کریں، سنت ہونے کی نیت سے درست ہے۔ (مشکوٰۃ)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ چار صورتوں میں غسل سنت ہے:

1. نماز جمعہ کے لیے غسل
2. عیدین کے لیے غسل
3. حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل
4. حج کرنے والے کو عرفہ کے دن کے بعد از زوال آفتاب غسل

مسواک

نبی محترم ﷺ نے جو کام بہت رغبت سے کیے، ان میں ایک مسواک بھی ہے، آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں بھی مسواک کو طلب فرمایا۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز سے پہلے مسواک کریں اور عشاء دیر سے پڑھیں۔“ (راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

مسواک کے بارے میں آپ ﷺ کی عادت طیبہ درج ذیل تھی:

1. آپ ﷺ وضو کے دوران مسواک فرماتے، دوران استعمال دھولیا کرتے بعض اوقات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی دھلواتے اور وہ دھونے سے قبل مسواک اپنے منہ میں مار لیا کرتی تھیں، تاکہ لعاب مبارک کی برکت حاصل ہو۔
2. آپ ﷺ چنار کی مسواک بہت پسند فرماتے تھے یہ ایک درخت ہے جس کی مسواک کر لینے کے بعد پورا دن منہ سے خوشبو آتی رہتی ہے۔
3. آپ ﷺ کی مسواک کی لمبائی ایک بالشت تقریباً 8 انچ اور موٹائی چھنگلیاں

کے برابر ہوتی۔

- آپ ﷺ مسواک اوپر تلے نہ مارتے بلکہ لمبے رخ، پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف۔
- آپ ﷺ جب بھی گھر تشریف لاتے تو مسواک کر رہے ہوتے۔
- اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد، دانت پیلے ہونے پر، بھوک یا دیر تک خاموشی یا بے خوابی کی وجہ سے بو آنے پر، سوتے وقت جاگتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور رب کی رضا کا باعث ہے۔"

(ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

مسواک کے متعلق سنتیں

رسول اللہ ﷺ کو مسواک کرنا اس قدر محبوب تھا کہ آپ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو پہلے مسواک کرتے۔ (مسلم)۔

رسول اکرم ﷺ کا مرض الوفات میں بھی آخری عمل مسواک کرنا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے جن انعامات سے مجھے خصوصی طور پر نوازا ہے، ان میں سے یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں اور میری ہی باری کے دن وفات پائی، آپ ﷺ نے میرے سینہ اور ہنسلی کے درمیان اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے وقت میرے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو

جمع کر دیا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ آپ ﷺ کے آخری لمحات میں میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر (ؓ) میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، اور آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی نظر بار بار ان کی طرف یعنی عبدالرحمٰن (ؓ) کے مسواک کی طرف اٹھ رہی ہے، میں چونکہ یہ بات جانتی تھی کہ آپ ﷺ مسواک کو پسند فرماتے ہیں، اس لیے میں نے پوچھا:

"کیا عبدالرحمٰن ؓ سے مسواک لے دوں؟"

آپ ﷺ نے اشارے سے ہاں فرمائی اور میں نے اپنے بھائی سے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دے دی، آپ ﷺ نے مسواک کرنا چاہی، مسواک سخت ہونے کی وجہ سے دشواری محسوس کی، اب میں نے عرض کیا:

"میں آپ ﷺ کی آسانی کے لیے اس مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کر دوں۔"

آپ ﷺ نے پھر اشارے سے اجازت دے دی، تو میں مسواک کو نرم کر دیا۔"

اور آپ ﷺ نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر پھیری، (بالکل آخری لمحات اس طرح گزارے کہ اس وقت) آپ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا۔ اس پانی میں آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے اور (بھگو کر) اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے:

"لا الہ الا اللہ موت کے وقت سختیاں ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا:

"اے اللہ! مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما۔"

یہاں تک کہ روح مبارک پرواز کر گئی اور آپ ﷺ کے دست مبارک نیچے گر پڑے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا۔"

یا پھر یہ فرمایا:

"اگر لوگوں پر شاق نہ گزرتا تو میں ہر نماز کے وقت انہیں مسواک کا حکم دیتا۔" (بخاری)

بخاری میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں نے تمہیں مسواک کے متعلق بہت کچھ کہا ہے، پھر یہ کہ مسواک کرنا نہ صرف ثواب کا باعث ہے، بلکہ اس کے جسمانی طور پر بہت سے فوائد ہیں:

١ مسواک کرنے سے منہ پاک صاف رہتا ہے۔

٢ منہ کے اندر بدبو پیدا نہیں ہوتی۔

٣ دانت سفید، چمکدار اور مضبوط ہوتے ہیں۔

٤ مسوڑھوں میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

مسواک کے مزید ستر فوائد ہیں، جس میں سب سے کم درجہ فائدہ یہ ہے کہ منہ کی بدبو زائل ہوتی ہے اور اعلیٰ درجہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہو جاتا ہے، پیلو کے درخت کی مسواک زیادہ بہتر ہے، چنانچہ احادیث مبارکہ میں بھی پیلو کی مسواک کا ذکر آیا ہے، نیز مسواک کڑوے درخت مثلاً نیم کی بھی ہو تو وہ بھی بہتر ہے۔

صبح اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے، اور ہر نماز کے لیے وضو کرنے سے پہلے

مسواک کرنا بھی سنت ہے، مسواک کرنا نبی کریم ﷺ کے شب و روز کے معمولات میں شامل تھا۔

ایک اور روایت میں فرمایا:

”مسواک منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اور رضائے حق تعالیٰ کا سبب ہے۔“ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جب تہجد کے لیے اٹھیں تو پہلے مسواک کریں، پھر وضو کریں۔“ (بخاری، مسلم)

”جب سو کر اٹھیں دن کو یا رات کو تو مسواک کریں۔“ (ابو داؤد، مسند احمد)

”مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو، اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔“ (بحرالرائق)

”کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی سے دھو لینا چاہیے۔“

مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں۔ (شامی)

”مسواک دانتوں میں عرض اور زبان پر طولاً کرنی چاہیے دانتوں کے ظاہر و باطن کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے، اور اس طرح منہ کے اوپر اور نیچے کے حصہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہیے۔“ (طحاوی)

”جب نماز کے لیے وضو کریں تو پہلے مسواک کرلیں۔“ (بخاری، مسلم)

”مسواک نہ ہونے کی صورت میں اگر انگلی سے مسواک کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں جانب اور پھر نیچے انگوٹھے سے صاف کریں، اور اس طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کریں۔“

”اگر دانت نہ ہوں تو اس صوت میں مسوڑھوں کو صاف کرے، چاہے

نرم مسواک سے یا انگلی سے۔“

”موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے مسواک کرنا مسنون ہے۔“ (بخاری)

وضو

حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تو دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین مرتبہ چہرہ مبارک دھویا، پھر کہنی تک اپنا داہنا ہاتھ تین بار اور پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا، پھر سر کا مسح، پھر دایاں پاؤں اور بایاں پاؤں تین تین بار دھوئے۔“

(وضو مکمل کر کے فرمایا)

”جو آدمی میری طرح وضو کرے، پھر دو نفل پڑھے، جن میں وہ اپنے دل سے باتیں نہ کرے اپنی توجہ اور حضور قلب سے پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

اب وضو کی تفصیل کی طرف آتے ہیں۔ پیارے نبی ﷺ کا شب و روز کا معمول یہ تھا:

”نبی محترم ﷺ وضو دائیں طرف سے شروع فرماتے، ہاتھوں کو تین بار دھوتے اور انگلیوں کا خلال کرتے، پھر تین بار دائیں ہاتھ سے پانی لے کر کلی کرتے، اکثر مسواک کرتے، پھر ناک میں تین مرتبہ دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے جھاڑتے، پھر تین مرتبہ چہرہ اقدس دھوتے پیشانی سے لے کر ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کی لو تک، پانی کے چھینٹے زور زور سے نہ مارتے، پھر دائیں ہاتھ کا چلو (اب) داڑھی مبارک کے نیچے ڈالتے پھر ہتھیلی کو اپنی طرف کر کے

> انگلیاں پھیلا کر بالوں کے نیچے سے داخل کر کے اوپر کی طرف نکالتے، پھر دایاں بازو کہنی تک تین بار دھوتے، اور پھر بایاں بازو کہنی تک پھر سر کا مسح ایک بار اس کا انداز یوں تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بھگو کر دونوں ہاتھوں کی آخری انگلیوں کے پورے جوڑ لیے، پھر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمے کی انگلیاں جدا کریں، پھر پیشانی کی طرف سے کم از کم چوتھائی سر کا مسح اس طرح فرماتے کہ ہتھیلیاں سر پر نہ لگتیں، پھر اپنے ہاتھوں کو پیچھے سے آگے کی طرف اس طرح واپس لاتے کہ انگلیاں اکٹھی ہوتیں اور ہتھیلیاں سر پر ہوتیں پھر دونوں انگلیوں کو جو ابھی تک تر تھیں اور علیحدہ رہیں کانوں کے اندر داخل فرما کر کان کے اندرونی حصے کا مسح فرماتے، پھر انگوٹھے سے بیرونی کان کا، پھر اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی پشت پر نیچے سے اوپر کی طرف لاتے، پھر ہاتھوں کی پشت کو گردن پر مارتے، پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں تک اور پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک دھوتے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح فرماتے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں کو دائیں پاؤں کی چھنگلیوں کے کابھے میں نیچے سے اوپر کی طرف داخل کرتے، پھر ترتیب وار آگے بڑھتے یہاں تک کہ بائیں پاؤں کی چھنگلیاں پر یہ خلال ختم ہو جاتا۔"

نبی معظم ﷺ کا شب و روز کا معمول تھا کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرماتے، فتح مکہ کے دن ایک وضو سے زیادہ نمازیں بھی پڑھیں، اور موزوں پر بھی مسح فرمایا اگر جرابیں چمڑے کی ہوں تو ان پر مسح کرنا سنت اور اہل جماعت کی پہچان ہے، مقیم کے لیے ایک دن پانچ نمازوں تک، اور مسافر کے لیے تین دن 15 نمازوں تک اجازت ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بھگو کر انگلیاں پھیلا کر دائیں ہاتھ کو دائیں پاؤں کے اوپر اور

بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں کے اوپر اٹھ کر اپنی طرف پنڈلیوں تک کھینچ لے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے تازہ وضو کی تلقین فرماتے ہوئے کہا:

"اگر تمہارا وضو پہلے ہو تو تازہ کرنے پر دس نیکیاں اضافی ملیں گی۔"

رسول اکرم ﷺ اکثر اوقات اپنے اعضائے مبارک تین مرتبہ دھوتے، لیکن پانی کم ہونے کی صورت میں ایک یا دو مرتبہ بھی دھوئے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ کبھی صرف چہرہ پونچھتے اور کبھی بالکل نہ پونچھتے۔

سبحان اللہ اس محبوب رب کائنات (ﷺ) نے ہمارے لیے بہت آسانیاں کیں، اور سب کچھ بتا دیا۔

نبی معظم ﷺ وضو کے وقت اپنی انگوٹھی ہلا لیتے۔

انگوٹھی اگر تنگ ہو تو ہلا لینا سنت ہے، اگر کھلی ہو تو ضروری نہیں۔

نبی محتشم ذیشان ﷺ نے حضرت سعد ؓ کو وضو کرتے دیکھا۔ خوب پانی بہا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ اسراف کیا ہے۔"

حضرت سعد ؓ نے کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں..... اگرچہ تم بہتی نہر پر ہی کیوں نہ ہو....."

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ)

فضیلت

◆ جنت میں زیورات وہاں تک پہنائے جائیں گے، جہاں تک وضو کا پانی لگتا ہے۔

◆ ۲ وضو کے پانی کی برکت سے قیامت کے دن اعضا چمکیں گے۔

◆ ۳ جو آدمی وضو کے بعد أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ پڑھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے، جسے سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔

نماز

ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے، یہ دین کا ستون ہے، اور مومن کی معراج ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ بھی ہے کہ یہ تحفہ رسول محترم ﷺ کو معراج کے دوران عطا کیا گیا، باقی عبادات زمین پر فرض ہوئیں، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہونے والا ہے، اسے مسلمان اور کافر کے درمیان فرق قرار دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ یہ ہیں:

◆ ۱ پانچ نمازیں (ہر نماز پچھلی نماز تک) جمعہ جمعے تک اور رمضان المبارک رمضان شریف تک گناہ مٹا دیتے ہیں، جبکہ انسان کبائر سے بچتا رہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بتاؤ کہ اگر تم سے کسی کے دروازے پر نہر ہو، اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے جسم میں کچھ میل باقی رہے گا۔“

لوگوں نے عرض کیا:

”بالکل نہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہ مٹا دیتا

ہے۔" (راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۴ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"سردی کے موسم میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، جب پتے جھڑ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو ذر۔"

میں نے کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب بندہ مسلمان اللہ کی رضا کی خاطر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔" (راوی: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ)

۵ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز کا ذکر کیا تو فرمایا:

"جو اس کی پابندی کرے تو نماز قیامت کے دن اس کے لیے روشنی، دلیل اور نجات ہوگی اور جو اس پر پابندی نہ کرے تو اس کے لیے نہ نور ہوگا اور نہ ہی نجات، اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ھامان اور ابن خلف (بڑے بڑے کافروں کے) ساتھ ہوگا۔"

(راوی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر لوگ جان لیں کہ اذان اور جماعت کی صف اول میں کیا ثواب ہے تو پھر بغیر قرعہ ڈالے اسے نہ پاسکیں، اگر جانتے کہ دوپہر کی نماز (ظہر و جمعہ چاشت وغیرہ) میں کیا ثواب ہے تو لوگ اس کی طرف دوڑ کر آتے اور اگر جانتے کہ صبح و عشاء میں کیا ثواب ہے تو ان میں

گھٹتے ہوئے بھی پہنچ جاتے۔" (راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو فجر کی نماز کی طرف گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے گیا، اور جو صبح بازار گیا وہ شیطان کا جھنڈا لے گیا۔" (راوی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

(ل) نماز کی ادائیگی

رسول اللہ ﷺ نے نماز تکبیر سے اور قرأت الحمد شریف سے شروع فرماتے، تکبیر کہتے وقت اپنے ہاتھ مبارک کانوں کی لو تک اٹھاتے، بعض اوقات کندھوں تک بھی اٹھاتے، تکبیر کے بعد مختلف ثنائیہ کلمات پڑھتے، ان میں سے ایک سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بھی ہے، جو ہم پڑھتے ہیں، اپنے ہاتھ مبارک ناف کے نیچے اس طرح باندھتے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رہتا، یعنی ہاتھ کلائی مبارک پر، قیام میں سورہ الفاتحہ ضرور پڑھتے اور فرماتے:

"اس شخص کی نماز نہ ہوگی جو الحمد شریف نہ پڑھے۔"

پھر کوئی سورہ ملاتے بعض اوقات پوری سورہ اور بعض اوقات سورہ کا اقتباس،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، جس کی آمین فرشتوں کے موافق ہو جائے گی اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔"

رسول محترم ﷺ کا شب و روز کا معمول مبارک تھا کہ پہلی رکعت ذرا لمبی پڑھتے اور دوسری ذرا کم۔ تکبیر اولیٰ کے بعد خاموش رہتے پھر والضالین پر خاموش ہوتے، ظہر و

عصر کی قرأت میں کرتے، اور فجر اور مغرب وعشاء کی قرأت باآواز بلند ہوتی، فجر ومغرب کی سنتوں میں اکثر قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھتے۔

پھر رکوع کرتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے گویا آپ ﷺ انہیں پکڑے ہوئے ہیں، اپنا سر مبارک نہ بہت اونچا رکھتے اور نہ ہی نیچا بلکہ درمیان، رکوع میں اکثر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتے دیگر تسبیحات بھی منقول ہیں:

''رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اوائل اسلام میں رفع یدین بھی فرمایا لیکن آخر عمر میں ترک فرمادیا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کھڑے کھڑے فرماتے۔

پھر سجدہ میں ناک اور پیشانی مبارک زمین پر رکھتے سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہوتا، ہاتھ پہلوؤں سے دور رکھتے پیٹ مبارک بھی رانوں سے نہ لگتا۔ پاؤں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ فرمالیتے، اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے، شیطان کی بیٹھک اور کہنیاں درندوں کی طرح بچھانے سے منع فرماتے، یہاں بیٹھ کر التحیات، تشہد، درود شریف اور دعا پڑھتے، پھر دائیں طرف کندھے کو دیکھتے ہوئے السلام علیکم ورحمتہ اللہ پڑھتے اور پھر بائیں طرف اسی طرح تشہد میں اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر دائیں ہاتھ کی انگلی شہادت سے اشارہ فرماتے، اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ اس کلمہ پر انگلیاں سکیڑ کر درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر کلمہ کی انگلی سے اشارہ فرماتے اسے ترپن (53) کا حلقہ کہتے ہیں، یہی حنفی مسلک میں رائج ہے، اشارہ کرنے کے بعد اپنا ہاتھ مبارک پھر حسب معمول سیدھا کر دیتے۔

جب رسول اللہ ﷺ امامت کرواتے تو دو سکوت فرماتے، ایک تکبیر کے بعد اور دوسرا والضالین کے بعد جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو بغیر خاموش ہوئے قرأت سورہ الفاتحہ سے شروع فرماتے، جماعت کے دوران اکثر مفصل سورتیں پڑھتے، (سورہ الحجرات سے سورہ الناس تک) جمعۃ المبارک کے دن اکثر فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں سورہ سجدہ

(الم، تنزیل) اور دوسری رکعت میں سورہ دھر پڑھتے۔

(ب) رکوع

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوعات میں اکثر یہ بھی فرماتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

کبھی یہ بھی فرماتے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

اپنے غلاموں کو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھنے کا حکم فرماتے۔

(راوی: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

◆ ۲ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور فرماتے۔

"جب تمہارا امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، فرشتے بھی یہ کہتے ہیں، جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہو جائے گا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

◆ ۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انسان کی نماز درست نہیں ہوتی جب تک وہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔"

◆ ۴ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔"

یہ سن کر لوگوں نے کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اپنی نماز میں چوری کیسے کرے گا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"رکوع اور سجدہ پورا نہ کرے۔"

(ج) سجدہ

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی، دو ہاتھ، دو گھٹنے، قدموں کے کندھے، اور یہ کہ کپڑے اور بال جمع نہ کروں۔"

◆ ۲ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کے درمیان برابر رہو، اپنی کہنیاں اٹھائے رکھو اور انہیں کتے کی طرح نہ بچھاؤ۔"

◆ ۳ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

"بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے میں ہوا کرتا ہے لہٰذا سجدہ میں زیادہ دعائیں مانگا کرو۔"

◆ ۱ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز پر نظر نہیں فرماتا، جو نماز میں رکوع کے بعد اور سجدے کے درمیان پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا۔"

(د) تشہد

تشہد میں التحیات، کلمہ شہادت اور درود شریف پڑھتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔"

روایت دیگر:

"اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر بار درود پڑھیں گے۔"

یہ درود شریف بارگاہ اقدس ﷺ میں فرشتے پہنچاتا ہیں، لیکن یہ صرف غلامانہ خدمات کی انجام دہی ہے، ورنہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"میں اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہنچاتا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ درود وسلام کا جواب بھی رحمت فرماتے ہیں۔

رسول برحق ﷺ کا ایک ارشاد مبارک یہ بھی ہے:

"قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا، جس نے مجھ پر زیادہ درود پڑھا ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ درود شریف کے بعد دعائیہ کلمات پڑھتے، بہت سی دعائیں منقول ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَا رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْحَیَاتِ وَالْمَمَاتِ۔

(ر) سلام

۱۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ پہلے دائیں سلام پھیرتے پھر بائیں (جب چہرہ اقدس گھماتے تو) تو میں آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیا کرتا تھا۔" (حضرت سعد رضی اللہ عنہ)

۲۔ رسول اللہ ﷺ سلام پھیر کر کبھی دائیں جانب سے پھر کر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی بائیں جانب سے پھر کر۔

(س) دعا

◆ ۱ نبی ذی احتشام ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنے دست مبارک سینے تک اٹھاتے اور کبھی بلند بھی فرما لیتے، پھر دعا مانگتے۔

◆ ۲ حضرت فضالہ ابن عبید ؓ کہتے ہیں:

"دعا سے پہلے حمد الٰہی اور درود شریف کی تلقین فرماتے، ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جو نماز سے فارغ ہو کر یوں کہنے لگا:

"الٰہی! مجھے بخش دے اور محمد پر رحم فرما۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جس کے وہ لائق ہے اور مجھ یہ درود بھیج پھر دعا کر (تب قبول ہو گی)۔"

(راوی: فضالہ ابن عبید ؓ)

◆ ۳ حضرت عمر الفاروق ؓ فرماتے ہیں:

"وہ دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف ہو جاتی ہے، جس میں اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو۔"

◆ ۴ حضرت ابی ابن کعب ؓ کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کسی کو یاد فرماتے اور دعا دیتے تو اپنے لیے پہلے دعا مانگتے۔" (راوی: حضرت ابی بن کعب ؓ)

◆ ۵ حضرت ابو سعید الخدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب مسلمان ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی نہیں ہوتی تو دعا قبول فرمائی جاتی ہے، اور اسے تین میں سے ایک شے دے دی

جاتی ہے، یا تو دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے، یعنی اللہ اس کی خواہش پوری فرما دیتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے، یا آخرت میں اجر دے گا یا پھر داعی سے دعا کے برابر برائی دور کر دی جاتی ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"پھر تو ہم دعائیں مانگا کریں گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں..... اللہ سب سے زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔" (راوی: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ)

◆

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ دعا کے وقت اپنے ہاتھ مبارک کندھوں کے برابر کرتے تھے۔" (راوی: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)

◆

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرہ مبارک پر پھیر لیا کرتے تھے۔" (راوی: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

◆

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین دعائیں رد نہیں ہوتیں، ایک افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا، انصاف والے بادشاہ کی دعا۔ مظلوم کی دعا جسے اللہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتا ہے، اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور رب فرماتا ہے:

"مجھے میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ دیر سے ہی سہی۔" (راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۹ رسول اللہ ﷺ جامع دعائیں بہت پسند فرماتے۔ مثلاً:

① رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار۔

② اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

◆ ۱۰ حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"جب تم اللہ سے مانگو تو ہتھیلیوں سے مانگو۔ ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگو، جب فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لو۔"

(راوی: حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ)

◆ ۱۱ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ سے دعا مانگو تو قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے، جان لو کہ اللہ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔" (راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۱۲ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارا رب حیا والا ہے، وہ اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور وہ خالی ہاتھ لوٹا دے۔"

(راوی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

◆ ۱۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو اللہ سے دعا نہ مانگے تو اللہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی کرامت شے نہیں۔"

(راوی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

◆ ۱۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"دعا عبادت کا مغز ہے دعا عبادت ہے۔" (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

◆ ۱۵ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اپنے بھائی کی پیٹھ کے پیچھے مانگی ہوئی مسلمان کی دعا رد نہیں ہوتی، اس آدمی کے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے غیب میں دعا کرتا ہے تو وہ مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے، اور ساتھ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔''

(ش) جماعت اور ذکر

۱. جماعت کی نماز باقی نمازوں پر 27 گنا فضیلت رکھتی ہے۔

۲. رسول اللہ ﷺ نماز میں صف سیدھی کرنے کا حکم فرماتے۔ مل کر کھڑا ہونے کی تلقین فرماتے تاکہ شیطان صف میں گھسنے نہ پائے۔

۳. رسول اللہ ﷺ نے پہلے صف کی فضیلت میں فرمایا:

''اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر درود بھیجتے ہیں۔''

۴. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مؤذن کی اذان سنے اور اس کی اطاعت سے کوئی عذر منع نہ کرے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی، اگر وہ گھر میں پڑھے۔''

لوگوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ عذر کیا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ڈر یا بیماری۔''

۵. رسول اللہ ﷺ جب امامت سے فارغ ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آوازِ بلند کہتے (اللہ اکبر) تین بار استغفار پڑھنا بھی منقول ہے۔''

رسول اللہ ﷺ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ

تَعَالَيْتَ يَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام بھی پڑھتے۔"

◆ ۲ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

◆ ۳ رسول محترم ﷺ نے فرمایا:

"جو آدمی نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر پڑھے، پھر کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

(ص) سنتوں کی فضیلت

◆ ۱ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو دن رات بارہ رکعتیں پڑھا کرے، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔"

چار ظہر سے قبل، دو ظہر کے بعد دو عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کے بعد۔"

(راوی: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا)

◆ ۲ نبی برحق ﷺ جمعہ کی نماز سے قبل چار رکعت پڑھتے۔

(یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے بعد دو چار اور چھ رکعتیں پڑھی ہیں)

۳۔ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتیں اور مغرب کی دو سنتیں گھر پڑھنے کی تلقین فرماتے، (مغرب کی سنتیں جلد پڑھی جائیں کیونکہ یہ فرض کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں)

۴۔ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے رہے لیکن مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔ یہ خصوصیات مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔

(ض) وتر اور نماز تہجد

۱۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ نماز تہجد پڑھتے یہ نماز آپ ﷺ پر فرض تھی۔ اس کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ، رسول اللہ ﷺ اکثر آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، معمول مبارک تھا کہ وتر تہجد سے ملا کر پڑھتے تو کل گیارہ رکعتیں بن جاتیں، پھر فجر کی سنتیں پڑھ لینے کے بعد دائیں کروٹ پر آرام فرما ہو جاتے، یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کی اجازت لینے کے لیے آتا تو مسجد میں تشریف لے جاتے۔

۲۔ نماز تہجد کا طریقہ یہ تھا کہ جب سحری کو اٹھتے مسواک کرتے، وضو فرماتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر دو رکعتیں دراز پڑھتے، پھر دو رکعتیں اس سے ذرا ہلکی اور پھر دو رکعتیں مزید ہلکی، قرأت اتنی آواز سے فرماتے کہ صحن والے سن لیتے اس سے بلند نہ ہوتی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کافی دیر تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے وتر پڑھنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلی دو رکعتیں پڑھ کر التحیات بیٹھتے اور تیسری رکعت میں سورہ الفاتحہ اور دوسری صورت ملانے کے بعد تکبیر اور دعائے قنوت پڑھتے، نبی اکرم ﷺ سے کئی دعائیں منقول ہیں۔

(ط) رات میں رحمتِ خداوندی

◆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب آخری رات رہ جاتی ہے تو ہمارا رب آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں۔ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں۔“

(راوی: حضرت ابوہریرہ ؓ)

حضرت ابوامامہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تم رات کو اٹھنا لازم پکڑلو، کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، رب کے قرب کا ذریعہ گناہوں کو مٹانے والا ہے، اور آئندہ گناہوں سے بچانے والا ہے۔“ (راوی: حضرت ابوامامہ ؓ)

(ظ) شب برات کو خصوصی انعامات

◆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ بیان فرماتی ہیں:

”میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر موجود نہ پایا (تو میں آپ ﷺ کو تلاش کرنے لگی) پس وہ جنت البقیع میں تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تو اس سے خوف کرتی تھی کہ تم پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ ظلم کریں گے۔“

میں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! مجھے یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ کو بخش دیتا ہے، جو آگ کے مستحق ہو گئے تھے۔"

(راوی: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

◆ ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب پندرہ شعبان ہو تو رات کو قیام کرو، دن کا روزہ رکھو، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ سورج ڈھلتے ہی آسمان دنیا پر نزول رحمت فرماتا ہے اور کہتا ہے۔ ہے کوئی معافی مانگنے والا میں اسے بخش دوں ہے کوئی روزی کا طلب گار میں اسے روزی دوں، ہے کوئی بیمار میں اسے راحت دوں۔ اس طرح طلوع فجر تک پکار رہتی ہے۔"

(ع) دیگر نفل نمازیں

◆ ۱ صلوٰۃ ضحیٰ: رسول اللہ ﷺ اکثر چار رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھتے تھے، اس وقت جب دن خوب روشن ہو جاتا، اس نماز کی کم از کم چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو آدمی چاشت کی بارہ رکعت پڑھ لے، اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنایا جائے گا۔"

"رب فرماتا ہے کہ جو شخص چاشت کے وقت چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں اس کے لیے کافی ہوں گا۔"

◆ ۲ اشراق: "جو شخص نماز فجر سے فارغ ہو تو اپنے مصلے پر بیٹھا رہے، یہاں تک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگر چہ وہ

سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔"

دوسری روایت کے مطابق:

"پورے حج و عمرہ کا ثواب ہوگا۔"

◆ ۳ نماز تسبیح: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

"اے میرے چچا! کیا میں تجھے عطا نہ کروں، کچھ نہ دوں اور کچھ خبر نہ کروں، کیا تمہارے ساتھ دس بھلائیاں نہ کروں، اگر تو انہیں تو کرے تو اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور آخری، پرانے اور نئے بھولے سے یا دانستہ ہونے والے، چھوٹے اور بڑے، چھپے ہوئے اور اعلانیہ کیے ہوئے گناہ بخش دے، تو چار رکعتیں پڑھے (پڑھنے) کا طریقہ درج ذیل ہے!

اگر تو کر سکے تو دن میں ایک بار، اگر یہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اگر یہ نہ ہو سکے تو ماہ میں ایک بار، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھنا۔"

رسول اللہ ﷺ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ اس کی ادائیگی کا طریقہ یوں ہے۔
چار رکعت نماز تسبیح کی نیت باندھے، ثناء پڑھ لینے کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

پھر سورہ الفاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لینے کے بعد قیام میں بھی دس مرتبہ اس تسبیح کو پڑھے، پھر رکوع میں رکوع کی اپنی تسبیح پڑھنے کے بعد دس مرتبہ یہ تسبیح مذکور پڑھے، پھر قومے میں دس مرتبہ پھر سجدہ میں دس مرتبہ پھر جلسے میں دس مرتبہ اور پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ۔ ایک رکعت میں یہ تسبیح 75 مرتبہ بن جائے گی، دوسری رکعت کے آغاز میں ہی پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھ لے، پھر باقی پوری رکعت پہلی رکعت کی طرح پڑھے درمیان والا التحیات يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ تک پڑھ سکتا ہے، پھر تیسری رکعت کے آغاز میں ثناء پڑھ لینی

چاہیے، پھر باقی رکعت پہلی کی طرح اس طرح چار رکعتیں پڑھے۔

◆ ۴ صلوٰۃ اوابین: یہ نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہے، اس کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ اٹھارہ رکعتیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

> ''جو آدمی مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے، جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوں گی۔''

چھ رکعتوں میں دو سنتیں اور دو نفل بھی شامل ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدمی مغرب کے دو نفل کی بجائے چار نفل پڑھے تو یہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے، سبحان اللہ کیا سستا ثواب ہے۔

(ف) جمعۃ المبارک

◆ ۱ یوم جمعہ کے فضائل:

◇ ۱ بہترین دن جس میں سورج نکلے جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس دن جنت میں گئے، اس دن وہاں سے نکالے گئے، توبہ بھی اس دن قبول ہوئی، قیامت بھی جمعہ کے دن ہو گی۔ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے، جسے بندہ مومن نہیں پاتا کہ اس میں کوئی بھلائی مانگے، مگر اللہ تعالیٰ اسے عنایت فرماتا ہے۔ (راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◇ ۲ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اس دن وفات پا گئے اس میں صور پھونکا جائے گا اس میں بے ہوشی ہے۔ اس دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔''

یہ سن کر لوگوں نے پوچھا:

"یا رسول اللہ ﷺ ہمارے درود آپ ﷺ کو کس طرح پیش ہوں گے آپ ﷺ تو زمین میں گل گئے ہوں گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام (ان کا کھانا یا گلانا) حرام فرما دیے ہیں۔"

(یعنی تاقیامت میں قبر میں صحیح سلامت تمہارے درود سنتا اور پہچانتا رہوں گا)۔"

دوسری روایت میں ہے:

"اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے۔"

③ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب کو فوت ہو جائے تو عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔" (راوی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

◆ **نماز جمعہ کا ثواب:**

① حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ نہیں ہو سکتا ہے کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے، بقدر طاقت صفائی کرے، اپنے تیل میں سے کچھ لگا لے یا اپنے گھر کی خوشبو لگا لے، پھر مسجد میں آئے" دوشمنوں کو الگ نہ کرے (بیٹھے ہوئے دو شمنوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے) مقررہ نماز پڑھے جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہ معاف فرما دیے جائیں۔" (راوی: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

② حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو جمعہ کے دن نہلائے اور نہائے اور جلدی (مسجد میں) آئے۔ جلدی کام کرے پیدل آئے سوار نہ ہو، امام سے قریب بیٹھے اور کان لگا کر خطبہ سنے اور کوئی بے ہودگی نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے روزوں اور شب بیداریوں کا ثواب ملے گا۔"

(راوی: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ)

۳ حضرت عبید بن سیاق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"یہ وہ دن ہے جسے اللہ نے عید بنایا لہٰذا نہاؤ، جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے لگانے میں ضرر نہیں اور مسواک کو لازم پکڑو۔"

(حضرت عبید بن سیاق رضی اللہ عنہ)

۴ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں۔ اس نے دوزخ کی طرف پل بنالیا۔" (راوی: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)

◆ ۲ ادائیگی جمعہ کا طریقہ

نبی محترم ﷺ جمعہ پڑھاتے گرمیوں میں دوپہر ڈھلنے پر اور سردیوں میں جلدی دو رکعت فرض پڑھاتے، اس سے قبل گھر میں چار رکعت سنت ادا فرماتے، خطبہ ستون حنانہ کے ساتھ ٹیک لگا کر دیتے تھے، پھر جب ممبر بن گیا تو اس پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمانے لگے، اور خطبہ کے دوران عصا مبارک پر ٹیک لگاتے، خطبہ میں اکثر سورہ ق پڑھتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف رخ مبارک کر لیتے، نماز جمعہ کے بعد گھر میں کبھی چار رکعت چھ رکعت پڑھتے

(ق) عیدین کی نماز اور فضائل

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مواقع پر عیدگاہ تشریف لے جاتے۔ دو

رکعت نماز ادا فرماتے، ساتھ چھ تکبیرات زائد کہتے، اس نماز کے لیے نہ اذان ہوتی نہ تکبیر۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، انہیں نصیحت فرماتے، خواتین کو علیحدہ وعظ فرماتے۔

◆ ٢ عید الفطر ذرا دیر سے پڑھتے عید گاہ جانے سے قبل کچھ طاق کھجوریں کھا لیتے، پیدل چل کر جاتے، راستہ بدل کر آتے، عید الاضحیٰ جلدی پڑھتے، نماز سے قبل کچھ نہ کچھ کھاتے، نماز عید پڑھ کر قربانیاں کرتے۔

◆ ٣ عید اکثر جنگل میں پڑھتے، ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نماز عید مسجد نبوی میں بھی ادا فرمائی۔

◆ ٤ نماز عید کے بعد پہلے نوافل نہ پڑھتے۔

(ل) قربانی

◆ ١ حضرت جابر ؓ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے خصی، سینگوں والے اور چتکبرے بکرے عید قربان کے دن ذبح فرمائے، انہیں قبلہ رو لٹایا پھر فرمایا:

انی وجهت وجهی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریك له و بذالك امرت و انا اول المسلمین اللهم منك و لك عن محمد و امته بسم الله الله اکبر۔

پھر ذبح فرماتے۔

- ۲ رسول اللہ ﷺ قربانی کے لیے ایسا بکرا پسند فرماتے جس کی آنکھیں سیاہ ہوں، منہ تھوڑا سا سیاہ، تھوڑی تھوڑی ٹانگیں سیاہ ہوں، باقی سفید ہو یا چتکبرا۔

(یہ بات ذہن نشین رہے، اسلام میں سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، پھر گائے کی، پھر بکرے کی، پھر دنبے کی، اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، موٹے بکرے کے لیے قربانی دو دنبوں سے افضل ہے۔

- ۳ قربانی کے جانور کے ہر بال اور اس کی صوف کے ہر ریشے پر ایک نیکی ملتی ہے۔

(م) نماز کسوف و خسوف

جب سورج گرہن لگتا تو رسول اللہ ﷺ نماز کسوف ادا فرماتے، اس کی جماعت ہوتی قرأت بلند آواز ہوتی، جب چاند گرہن لگتا تو نماز خسوف گھر میں پڑھتے، قیام اور رکوع بہت دراز ہوتا۔

(ن) نماز استسقاء

رسول اللہ ﷺ قحط سالی کے موقع پر دعائے بارش کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے۔ دو رکعت نماز پڑھائی۔ جن میں قرأت بلند کی، دعا مانگتے ہوئے قبلہ رو ہو کر اپنے ہاتھ اٹھائے اور اپنی چادر مبارک الٹی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات کا معمول ◆ ۲

صلوٰۃ الضحیٰ

ایک حدیث میں آیا ہے:

”آدمی میں 360 جوڑ ہیں، ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ لازم ہوتا ہے، یعنی اس کے شکر میں کہ اللہ رب العزت نے اس کو صحیح سالم وضع پر رکھا۔“

پھر رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقے گنوائے ہیں کہ ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللہ کہنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا بھی۔

پھر فرمایا:

”چاشت کی دو رکعت ان 360 جوڑوں کی سب کی طرف سے صدقہ ہے۔“ (شمائل ترمذی)

◆ ۱ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

”کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟“

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”ہاں چار رکعت (کم سے کم) پڑھتے تھے، اور اس سے زیادہ جتنا اللہ چاہتا پڑھ لیتے۔“ (شمائل ترمذی)

صلوٰۃ الضحیٰ نوافل ہیں اس لیے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ جتنا دل چاہے پڑھیں

کوئی انتہا نہیں۔ نبی کریم ﷺ سے 12 رکعات تک پڑھنا ثابت ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ سے پڑھنا آٹھ ہی رکعات ثابت ہے، البتہ ترغیب بارہ رکعات تک وارد ہوئی ہے۔''

◆ ۲ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الضحیٰ (یعنی چاشت کی نماز) کی آٹھ رکعات پڑھا کرتے تھے۔''

◆ ۳ عبدالرحمٰن ؒ ایک آدمی سے کہتے ہیں:

''مجھے حضرت ام ہانی ؓ کے سوا کسی اور نے رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ الضحیٰ کی خبر نہیں پہنچائی۔''

البتہ حضرت ام ہانی ؓ نے یہ فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ اس روز جس روز مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا، میرے مکان میں تشریف لے گئے، اور غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز پڑھی، میں نے ان آٹھ رکعات سے زیادہ مختصر رسول اللہ ﷺ کی کبھی کوئی نماز نہیں دیکھی، لیکن باوجود مختصر ہونے کے رکوع سجود پورے پورے فرما رہے تھے، یہ نہیں کہ مختصر ہونے کی وجہ سے رکوع اور سجدے ناقص ہوں۔'' (شمائل ترمذی)

◆ ۴ حضرت عبداللہ بن شقیق ؓ کہتے ہیں:

میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا:

''رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الضحیٰ پڑھتے تھے؟''

انہوں نے فرمایا:

''ہاں.... سفر سے جب لوٹتے تو ضرور پڑھتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکثر مدینہ منورہ میں صبح کے وقت داخل ہوتے اول مسجد میں تشریف لے جا کر نوافل ادا فرماتے۔

◆ حضرت ابوسعید الخدری ؓ کہتے:

"رسول اللہ ﷺ صلوۃ الضحیٰ کبھی تو اس قدر اہتمام سے پڑھتے کہ ہم لوگوں کا یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کبھی نہیں چھوڑیں گے، اور رسول اللہ ﷺ کبھی فرض ہونے کے خوف سے یا کسی مصلحت سے ایسا ترک فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بالکل چھوڑ دی، اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ بہت سے امور کو امت کی سہولت کے خیال سے ترک فرما رہے تھے جس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔

"بعض امور رسول اللہ ﷺ کا کرنے کو دل چاہتا تھا، مگر اس وجہ سے اہتمام نہیں فرماتے تھے مبادا یہ امت پر فرض ہو جائیں۔"

(شمائل ترمذی)

◆ حضرت ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ہمیشہ زوال کے وقت چار رکعت پڑھتے تھے، میں نے عرض کیا:

"آپ ﷺ ان چار رکعات کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آسمان کے دروازے زوال کے وقت سے ظہر کی نماز تک کھلے رہتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی کار خیر اس وقت آسمان پر پہنچ جائے۔"

حضرت ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا:

''ان ہر رکعت میں قرأت کی جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں قرأت کی جائے۔''

میں نے عرض کیا:

''ان میں دو رکعت میں سلام پھیرا جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں چار رکعت ایک ہی سلام میں ہونی چاہئیں۔''

◆ ۷ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے، اور یہ فرمایا کرتے تھے:

''اس وقت میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اس وقت بارگاہ الٰہی تک پہنچے۔''

نماز سے بڑھ کر کوئی اور عمل صالح کیا ہو سکتا ہے، کہ تمام عبادات سے افضل ترین عبادت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

دوسری حدیث میں ہے:

''نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے۔'' (شمائل ترمذی)

◆ ۸ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے:

''رسول اللہ ﷺ بھی ان چار رکعت کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت فرماتے تھے۔''

◆ صلوٰۃ التطوع فی البیت

یہ نبی محترم ﷺ کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر ہے۔

نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے، نبی معظم ﷺ سے قولاً اور متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہے اور بہت سے مصالح اس میں ملحوظ ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے:

> ”نماز کی برکات سے گھر میں برکت اور نورانیت بڑھے گھر کے لوگ نماز کو سیکھیں، اور انہیں بھی شوق پیدا ہو۔“

رسول اللہ ﷺ کا حکم بعض احادیث میں آیا ہے۔“

> ”نماز کا کچھ حصہ گھر میں ادا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔“

> ”یعنی جیسا کہ قبر میں نماز پڑھی جاتی یا جیسا کہ مردے نماز نہیں پڑھتے تمہارے گھر بھی قبرستان کے مشابہ بن جائیں ایسا نہ کرو۔“

◆ حضرت عبداللہ بن سعد ؓ کہتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

”نوافل مسجد میں پڑھنے افضل ہیں یا گھر میں؟“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد کے کتنا قریب ہے (جس کی وجہ سے مسجد میں آنے میں کسی وقت کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے زیادہ پسند ہے۔“

اذان

اذان حضرت عبداللہ بن زید ؓ کو خواب میں سکھائی گئی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

"بلال (ؓ) کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور انہیں کلمات بتاتے جاؤ اذان وہ دیں گے کیونکہ وہ تم میں بلند آواز والے ہیں۔"

پھر وہ بتانے لگے اور حضرت بلال ؓ اذان دینے لگے۔ یہ اذان جب حضرت عمر الفاروق ؓ نے گھر میں سنی تو چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے انہوں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا جیسا عبداللہ بن زید ؓ نے۔"

یہ سن کر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کا شکر ہے۔"

مؤذن کی فضیلت

1. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن مؤذن کی گردنیں اونچی ہوں گی (وقار، تکریم، عزت اور ثواب کی زیادتی کی وجہ سے)۔"

2. حضرت ابوسعید الخدری ؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مؤذن کی انتہائی آواز کو کوئی جن وانس اور دوسری چیزیں نہیں سنتیں۔ مگر قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی (اس کی نیکی و ایمان کی)" (راوی: حضرت ابوسعید الخدری ؓ)

3. حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم مؤذن کو سنو تو تم بھی وہی کہو، جو وہ کہتا ہے، (کہیں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح سن کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھو، صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کا جواب

صدقت وبروت وبالحق نطقت سے دو) پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، یہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے، تمام بندوں میں سے صرف ایک کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا تو اس کے لیے میری شفاعت لازمی ہو جائے گی۔"

ایک اور حدیث مبارک میں ہے:

"جو اذان کا مذکورہ طریقے سے جواب دے وہ جنت میں جائے گا۔"

(راوی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو آدمی اذان سن کر اللهم رب هذا الدعوة التامه والصلوة القائمة ات محمد نالوسيلة والفضيلة والبعثه مقاما محمود نالذی وعدته انك لا تخلف الميعاد کہے تو قیامت میں اس کے لیے میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔" (راوی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو اذان سن کر اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضيت بالله ربًا وّ بالاسلام دينا و بمحمده نبينا و رسوله پڑھے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔" (راوی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو سات برس صرف ثواب کے لیے اذان دے تو اس کے لیے

آگ سے نجات لکھی جائے گی۔" (راوی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ)

◆ ۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مؤذن کی انتہا آواز تک بخشش کی جاتی ہے (جتنی اونچی اتنی بخشش زیادہ یا جہاں تک آواز جائے گی، وہاں تک کے لوگوں کے لیے بخشش ہے) اور اس کے لیے وہ ہر تر و خشک سنتے گواہی دے گی، اور جماعت میں حاضر ہونے والے کے لیے 25 نمازیں لکھی جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان گناہ مٹائے جاتے ہیں۔"

(راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مؤذن ایسا مقرر کرو جو اذان پر اجرت نہ لے۔"

(راوی: حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ)

◆ ۹ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"اذان اور تکبیر کے درمیان مانگی دعا رد نہیں ہوتی۔"

(راوی: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

مسجد کی قدر و منزلت

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آبادیوں میں سب سے پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں ہیں اور بدترین جگہیں بازار ہیں۔" (راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی تو اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔" (راوی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

◆ سات آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے، جبکہ اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱ وہ جوان جو اپنی جوانی عبادت میں گزارے۔

۲ جو مسجد سے نکلے اور اس کا دل مسجد میں اٹک جائے یہاں تک کہ پھر واپس آ جائے۔

۳ عادل بادشاہ۔

۴ وہ دو شخص جو اللہ کے لیے محبت کریں اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا۔

۵ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو آنکھوں میں آنسو بہہ جائیں۔

۶ وہ شخص جسے خاندانی عورت بلائے تو وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۷ اور وہ شخص جو چھپ کر خیرات کرے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ بے خبر رہے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔"

(راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کی جماعت والی نماز اس کے گھر والی اور بازار والی نماز پر 25 گنا فضیلت رکھتی ہے۔ جب وہ اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف چلتا ہے، اور صرف نماز اس کے پیش نظر ہوتی ہے، تو ہر قدم پر جو مسجد کی طرف اٹھتا ہے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ ملائکہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں:

"یا اللہ! اسے بخش دے۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔"

"جب تک تم میں سے کوئی انتظار نماز میں رہتا ہے جب تک تم میں

سے کوئی انتظار نماز میں رہتا ہے نماز میں ہی رہتا ہے۔ جب تک آدمی وہاں کسی کو ایذا نہ دے اور وضو نہ توڑے۔" (راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جب آدمی نماز کی جگہ بدل دیتا ہے یعنی جہاں نماز پڑھی وہاں سے اٹھ کر کہیں اور بیٹھ جاتا ہے، تو ان دعاؤں سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے کوشش کریں کہ جہاں نماز ختم ہو وہیں بیٹھے رہیں۔

۵ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا میں پیدل اور سوار ہر ہفتہ کو تشریف لے جاتے تھے، اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے۔ (راوی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۶ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں اندر رکھ کر یہ کہے: اللھم افتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو بایاں پاؤں باہر رکھ کر یہ کہے: اللھم انی اسئلك من فضلك۔

(راوی: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو کچھ کھالیا کرو۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کون سے ہیں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسجدیں۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

"یہ چرنا کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا۔"

(راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

◆ ۸ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے اور فرماتے رب اغفرلی ذنوبی، وافتح لی ابواب رحمتک اور جب باہر تشریف لاتے تو بھی درود شریف پڑھتے اور فرماتے:

رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك۔

یہ روایت میں بھی آیا ہے:

"رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت یہ پڑھتے:

بسم الله والسلام علی رسول الله۔ (راوی: حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا)

◆ ۹ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مسجد میں داخل ہو کر کہے۔ اعوذ بالله العظیم بوجه الکریم سلطانه القدیم من الشیطان الرجیم تو شیطان کہتا ہے کہ یہ مجھ سے سارا دن محفوظ رہے گا۔"

(راوی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

رسول ﷺ کا انداز تلاوت

◆ ۱ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے الحمدللہ رب العالمین پر ٹھہر جاتے۔ پھر فرماتے: الرحمن الرحیم پھر ٹھہر جاتے یعنی ہر آیت پر وقف کرتے۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا:

"رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟"

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"ایک ایک حرف الگ الگ۔"

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جس طرح خوش الحانی سے تلاوت کا حکم دیا۔ اتنا کسی اور چیز کا نہیں دیا۔" (راوی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

فضائل تلاوت قرآن

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سورہ الھکم التکاثر ایک ہزار آیت کے برابر ہے۔ قل یایھا الکفرون 1/4 قرآن، سورہ اخلاص 1/2 قرآن اور سورہ فاتحہ 2/3 قرآن ہے۔"

◆ ۲ رسول اللہ ﷺ سورہ اعلیٰ سے بہت محبت فرماتے اسے وتر کی پہلی رکعت میں رکھتے، دوسری میں قل یایھا الکفرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھتے۔

◆ ۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سورہ رحمٰن قرآن کی زینت ہے۔"

◆ ۴ نبی محترم ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"ہر شے کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورہ بقرہ ہے، ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور رقرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ ہے۔ اس میں ہر مرض کی دوا ہے۔ ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے، اور قرآن پاک کا دل سورہ یٰسین ہے، جو آدمی اس سورہ کو اللہ کی رضا کے لیے تلاوت کرے گا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جائیں گے، پس اسے مردوں کے پاس پڑھا کرو، جو شخص شروع دن میں اسے تلاوت کرے اس کی تمام ضروریات پوری ہوجائیں گی اور اسے

دس مرتبہ قرآن پاک کے ختم کرنے کا ثواب ہوگا۔"

۵ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص سورہ الم، تنزیل (سورہ سجدہ 21 پارہ) تلاوت کرتا رہتا تھا اس کے سوا کچھ نہ پڑھتا، وہ بہت گناہ گار تھا، جب مر گیا تو اس پر اس سورہ نے پر پھیلا دیے اور کہا:

"یارب اسے بخش دے، وہ مجھے اکثر تلاوت کیا کرتا تھا۔"

تو اللہ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمالیا اور فرمایا:

"اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھ دو اور درجہ بلند کر دو۔"

یہ عذاب قبر سے بچالیتی ہے، اور یہی مقام سورہ ملک کا ہے۔

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"یہ دونوں سورتیں باقی سورتوں پر 60 گنا فضیلت رکھتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ سونے سے قبل یہ دونوں سورتیں تلاوت فرمالیا کرتے تھے۔"

۶ حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں مجھے عرش کے نیچے خزانوں سے دی گئی ہیں، انہیں خود سیکھو اور اپنی بیویوں کو سکھاؤ۔ یہ نماز ہمیں، یہ دعائیں، یہ اللہ کا قرب ہیں۔" (راوی: حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ)

۷ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن پڑھو! بے شک وہ اپنے قاریوں کی شفاعت کرے گا قیامت کے دن، دو چمکتی سورتیں بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو وہ قیامت کے دن یوں آئیں گی جیسے بادل کے ٹکڑے یا سائبان یا صف بستہ چڑیوں کی ٹولیاں، اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا

کریں گی، سورہ بقرہ پڑھا کرو بے شک اس کا پڑھنا برکت اور ترک حسرت ہے اور منافق اس کی طاق نہیں رکھیں گے۔“

(راوی: حضرت ابوامامہ ؓ)

۸ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن صاحب قرآن کو کہا جائے گا کہ پڑھ اور چڑھ، اور اس طرح پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا، آج تیرا ٹھکانہ وہ ہے جہاں آخری آیت پڑھے۔“ (راوی: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ)

۹ حضرت معاذ جہنی ؓ سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی آفتاب سے بھی بڑھ کر ہوگی، جبکہ وہ گھروں میں آ جائے تو اس کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جو خود عامل ہو اس کے تاج کی روشنی اور عزت تکریم کا کیا کہنا؟“

(راوی: حضرت معاذ جہنی ؓ)

۱۰ حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ نے سورہ طٰہٰ، سورہ یٰسین زمین و آسمان کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل فرشتوں پر پڑھی تھیں، تو جب فرشتوں نے سنا تو کہا۔ خوبی ہے اس امت کے لیے جس کی طرف یہ نازل ہوگی، خوشخبری ہے ان سینوں کے لیے جو اسے اٹھائیں گے (یاد کریں گے) اور خوبی ہے ان زبانوں کے لیے جو ان کی تلاوت کریں گی۔“

(راوی: حضرت ابوہریرہ ؓ)

(ا) فضائل روزہ

فضائل رمضان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ درج ذیل ہیں:

- ۱ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک باب الریان ہے اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (راوی: حضرت سہل بن سعد ؓ)
- ۲ بندے کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے سو گنا تک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا ثواب دوں گا۔“
(اس کا ثواب میں خود ہی ہوں) یعنی روزہ دار مجھے پا لے گا۔“

(راوی: حضرت ابوہریرہ ؓ)

(ب) روزہ اور معمولاتِ نبوی (ﷺ)

- ۱ رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے جب رکھتے تو مسلسل رکھتے چلے جاتے اور جب افطار کرتے تو مسلسل افطار کرتے جاتے، آپ ﷺ رمضان المبارک کے روزے پابندی سے رکھتے شعبان بھی تقریباً پورا روزے میں بسر ہوتا۔
- ۲ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے ضرور رکھتے اور تاریخوں کا تعین نہ فرماتے، کسی ماہ پورے روزے رکھ لیتے لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ماہ میں روزے بالکل نہ رکھے ہوں۔
- ۳ آپ ﷺ یوم عاشورہ کا روزہ ضرور رکھتے اور اس کا حکم فرماتے، 15 شعبان کا روزہ رکھنے کا بھی حکم فرماتے۔
- ۴ آپ ﷺ کا معمول مبارک یہ تھا، روزہ جلدی افطار فرماتے، تر کھجوروں سے افطاری کو ترجیح دیتے اگر یہ میسر نہ ہوتیں تو چھوہارے استعمال فرماتے، مگر وہ بھی میسر نہ ہوتے تو پانی کے گھونٹ سے افطاری کرتے اور نماز مغرب کا جلدی اہتمام فرماتے۔

۵ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں نے نبی کریم ﷺ کو بے شمار مرتبہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔''

۶ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے کی اجازت فرماتے۔

۷ اگر گرمی زیادہ شدت کی ہوتی سر پہ پانی ڈال لیتے۔

۸ حضرت عبداللہ بن شفیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق پوچھا، انہوں نے فرمایا:

''کبھی رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال یہ ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے، لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام مہینے کے روزے نہیں رکھے۔ (ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا۔'' (ابی داؤد)

۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا:

''آپ ﷺ کی عادت مبارکہ اس میں مختلف تھی، کسی ماہ میں تو اس کثرت سے روزے رکھتے تھے، جس سے یہ خیال ہو جاتا تھا کہ اس میں افطار فرمانے کا ارادہ ہی نہیں ہے، اور کسی ماہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے جس سے ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں آپ ﷺ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں ہے۔''

''آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کو سوتا

ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی مل جاتا، اور اگر نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی میسر ہو جاتا۔“

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ نہ تمام رات سونے کی تھی نہ تمام رات جاگنے کی تھی، بلکہ درمیانی رفتار میں حقوق نفس کی رعایت فرماتے ہوئے عبادات کا اہتمام بھی پورا فرماتے تھے، اس لیے شب کو سوتے ہوئے دیکھنا بھی ممکن تھا کہ کچھ حصہ آرام بھی فرماتے، تھے اور نماز کی حالت میں دیکھنا بھی کہ کچھ حصہ نماز میں گزرتا تھا۔

بعض علماء نے اس کا دوسرا مطلب بھی بتایا ہے وہ یہ ہے:

> ”عادت مبارکہ اس باب میں مختلف تھی، کبھی اول شب میں نوافل پڑھتے کبھی وسط رات میں کبھی اخیر میں اس لیے اگر رات کے کسی حصہ خاص میں کوئی سوتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔“

یعنی اگر کوئی یہ چاہے کہ میں اول رات میں رسول اللہ ﷺ کو نماز ز پڑھتا ہوا دیکھوں تو کسی دن یہ بھی مل جاتا ہے، اور اس وقت سوتا ہوا دیکھنا چاہے تو یہ بھی مل جاتا، اس لیے رات کا ہر حصہ کسی نہ کسی دن رسول اللہ ﷺ نماز میں گزارتے تھے، اور اس کی دو مصلحتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

۱ یہ کہ عبادت جو اصل مقصد اور آدمی کے وجود کی غرض ہے اور اللہ کی رضا کا سبب ہے رات کے ہر حصے کو کبھی نہ کبھی اس کی برکات میسر ہو جائیں، اور قیام میں رات کا ہر حصہ اپنے اندر عبادت کا وجود رکھے۔

۲ یہ کہ عبادت جب ایک ہی وقت میں ہوتی رہے، تو بمنزلہ عادت بن جاتی ہے، پھر شغف کا لطف نہیں رہتا، اور جب رات کے مختلف حصوں میں عبادت کی جائے تو عادت نہیں بنے گی۔“ (شمائل ترمذی)

۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ مروی ہے:

> ”کسی ماہ میں اکثر روزہ رکھتے تھے جس سے ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس میں افطار کا ارادہ نہیں اور کسی ماہ میں ایسے ہی اکثر افطار فرماتے تھے، جس سے ہمیں خیال ہوتا کہ اس میں روزہ نہیں رکھیں گے، لیکن کسی ماہ میں بغیر رمضان المبارک کے تمام ماہ روزہ نہیں رکھتے تھے۔“

(راوی: حضرت ابن عباس ؓ)

نبی کریم ﷺ کا یہ معمول متعدد روایات میں گزر چکا ہے، اس معمول کی دو وجوہات ہیں:

◆ ۱ روزہ حقیقت میں ایک تریاق ہے اور بعض اوقات روحانی ترقی اور دیگر وقتی مصالح کے لیے بطور دوا کے بھی رکھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں دوا کے عام اصول موافق بسا اوقات اس کے مسلسل استعمال کی حاجت ہوتی ہے، تو دوسرے وقتی عوارض کی وجہ سے دوا کا ترک ضروری ہوتا ہے، جو اطباء کے یہاں ایک معروف چیز ہے۔

اس لیے رسول اللہ ﷺ وقتی ضروریات کے لحاظ سے بسا اوقات مسلسل روزے رکھتے تھے، اور بسا اوقات مسلسل افطار فرماتے تھے۔ امت کے لیے بھی جو حضرات خود روحانی طبیب ہیں وہ روحانی مصالح کے لحاظ سے روزے اور افطار کے اوقات متعین فرما سکتے ہیں، اور جو شخص خود طبیب نہیں ہے، وہ کسی روحانی طبیب کے زیر علاج عمل درآمد کرے۔

◆ ۲ نبی کریم ﷺ کے کچھ خصوصی معمولات تھے، مثلاً پیر، جمعرات کا روزہ رکھنا، ہر ماہ تین روزے رکھنا ایام بیض، عشرہ محرم۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھنا یہ معمولات بسا اوقات اسفار وغیرہ عوارض کی وجہ سے چھوٹ جاتے تھے، اس لیے عوارض دور ہو جانے کے بعد بطور قضا اور تلافی کے جتنے روزے معمول میں سے ترک ہو جاتے تھے، ان کو پورا فرما لیا کرتے تھے کہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خصوصی عادت

مبارکہ تھی کہ جب کسی عبادت کو شروع فرماتے تو اس میں دوام اور نباہ کرتے تھے۔ اس لیے جتنے روزے معمول سے رہ جاتے تو ان کو رکھتے۔ اس لیے لگاتار روزے رکھنے کی نوبت آ جاتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

◆ ۳ حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں:

> ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان و شعبان کے سوا دو ماہ کامل روزے رکھتے نہیں دیکھا۔“

یہ حدیث بظاہر احادیث کے خلاف ہے، کیونکہ اب تک سب روایتیں اس پر متفق تھیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے، لیکن اس حدیث میں اس کے ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا۔ ان دونوں کی تطبیق علما نے مختلف طریقہ سے فرمائی ہے۔

① اس حدیث میں تمام شعبان کو مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ اکثر حصہ شعبان کے روزے رکھنے کی تھی، چنانچہ آئندہ حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے خود اس کی تصریح موجود ہے۔

② ممکن ہے کسی وقت میں اتفاقاً رسول اللہ ﷺ نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں، جس کی حضرت ام سلمہ ؓ کو اطلاع ہوئی اور دوسروں کو نہیں ہوئی۔

③ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ روایت میں عادت کی نفی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی، اتفاقاً کسی ماہ کے پورے روزے رکھ لینا اس کے شافی نہیں ہے اس لیے اگر کسی سال کسی عارض کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے بھی پورے روزے رکھ لیے ہوں تو چونکہ معمول نہ تھا اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے ان کا تذکرہ نہیں کیا، اور چونکہ پورے ماہ کے رکھے تھے، اس لیے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے ان کو ذکر کر دیا اس

لیے اس میں کوئی اشکال نہیں تھے۔

۴ رسول اللہ ﷺ ابتدا میں شعبان کے تمام ماہ کے روزے رکھتے ہوں، اور آخر میں ضعف کی وجہ سے کم کر دیے ہوں، اس لیے جس نے آخری فعل اس وجہ سے ذکر کیا کہ وہ آخری فعل تھا، اس نے اکثر ذکر کیا، اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ عارض کی وجہ سے تھا، اصل معمول تمام ماہ کا تھا، اس نے تمام ماہ ذکر کر دیا بعض نے اس کا عکس بتایا ہے جیسا کہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول اکثر ماہ کے روزے رکھتے تھے بعد میں تمام ماہ کے روزے رکھنے لگے۔

۵ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں:

> "میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا، شعبان کے اکثر حصہ میں آپ ﷺ روزے رکھتے تھے بلکہ قریب قریب تمام ماہ کے روزے رکھتے تھے۔"

یہ ترقی کر کے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا تمام ماہ شعبان کے روزوں کی کثرت کی وجہ خود رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی:

> "اس مہینہ میں وہ دن بھی ہے جس میں سال کے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ روزہ دار ہوں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے منقول ہے:

> "رسول اللہ ﷺ کا معمول تین دن ہر ماہ میں روزے رکھنے کا تھا وہ بعض اوقات عوارض کی وجہ سے رہ جاتے تھے، اور سب کا مجموعہ شعبان میں رسول اللہ ﷺ رکھا کرتے تھے۔"

اس کے ساتھ دوسری روایت میں پیر، جمعرات کا روزہ بھی رسول اللہ ﷺ کا معمول نقل کیا گیا ہے، ایسی صورت میں اگر دو تین ماہ بھی تمام سال کسی عذر سے چھوٹ گئے تو

ایک ماہ کے روزے بن جانا کیا مشکل ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے:

”رمضان کی تعظیم کی وجہ سے شعبان کا روزہ افضل ہے، (یعنی جیسے فرض نمازوں سے قبل سنتیں پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی رمضان سے قبل روزے ہیں)۔“

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضعف کے خیال سے رمضان المبارک کے قبل کے روزے کو منع بھی فرمایا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضعف روزہ کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے مسلسل روزے بھی رکھ لیتے تھے۔

ایک حدیث میں آیا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے شعبان میں روزوں کی کثرت کا سبب پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اس ماہ میں ہر شخص کا نام مرنے والوں میں لکھا جاتا ہے، جو اس تمام سال میں مرنے والے ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے میری موت ایسی حالت میں لکھی جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔“

بعض علماء نے لکھا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ماہ میں نفل روزے رکھنے کا مخصوص معمول تھا اور رمضان المبارک میں نفل روزے رکھنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لیے ماہ رمضان کے حصے کے روزے بھی پیشگی شعبان ہی میں رکھ لیتے تھے، اس بناء پر شعبان، رمضان دو ماہ کے روزے مل کر اکثر مہینہ کا ہو جاتا تھا۔“ (شمائل ترمذی)

◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں تین دن روزہ رکھا کرتے

تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔“

ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی ترغیب مختلف احادیث میں آئی ہے۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہونے کی وجہ سے تین روزوں کا ثواب ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہو جاتا ہے، اور اس حیثیت سے ہر شخص گویا عمر بھر روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوگا، ان تین دن کے تعین میں مختلف روایات پائی جاتی ہیں لیکن کوئی مخالف نہیں کبھی نبی محترم ﷺ مہینہ کے شروع ہی میں تین روزے رکھ لیتے تھے کبھی کبھی ہر پیر، جمعرات کو کبھی تیرہ، چودہ، پندرہ کو ایسے ہی اور مختلف اوقات میں بھی، اس وجہ سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ حدیث میں آیا ہے کہ متعین ایام نہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ ایام بیض کے روزے کبھی سفر یا حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے۔“

۷ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

”رسول اللہ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟“

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”ہاں..... رکھتے تھے۔“

میں نے پوچھا:

”مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے؟“

انہوں نے فرمایا:

”اس کا اہتمام نہیں ہوتا، جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔“

رسول اللہ ﷺ کا کسی زمانے میں یہ معمول مبارک بھی رہا ہے کہ تعین ایام کا اہتمام نہیں تھا، اور کبھی مخصوص ایام میں مثلاً مہینہ کی پہلی تاریخوں میں کبھی مہینہ کے آخر ایام میں کبھی ایک مہینہ میں شنبہ ایک شنبہ دو شنبہ کو آتے، اور دوسرے مہینے میں سہ شنبہ چہار شنبہ اور

پنج شنبہ کو رکھتے، اس لیے اس بارے میں مختلف روایات موجود ہیں، اور اس لیے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تعیین کا انکار فرما دیا۔

◆۸ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ پیر، جمعرات کے روزے کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔“

بعض روایات میں ان دنوں کے روزے کے اہتمام کی وجوہ بھی بیان ہوئی ہیں چنانچہ ایک وجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قریب آ رہی ہے:

”دونوں دن اعمال کے پیشی کے ہیں۔“

پیر کے دن کے متعلق مسلم شریف کی ایک روایات میں یہ بھی آیا ہے:

”میں پیر ہی کے دن پیدا کیا گیا ہوں، اور پیر ہی کے دن مجھ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔“ (مسلم)

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

”پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت (بشرط قواعد) فرما دیتے ہیں، مگر جن دو شخصوں میں قطع تعلق ہو، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے، کہ ان کی مغفرت کو اس وقت تک روک دیا جائے۔ جب تک کہ یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔“ (خصائل نبوی ﷺ)

◇۹ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے نہیں رکھتے تھے۔“ (خصائل نبوی ﷺ)

◇۱۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اعمال پیر، جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کی عالی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔“ (خصائل نبوی ﷺ)

رسول محترم ﷺ کے یہ فرمانے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائیں اعمال پیش ہونے میں یہ اشکال ہے کہ مسلم شریف کی ایک روایت کا یہ حاصل ہے:

"اعمال صبح، شام دو مرتبہ روزانہ بارگاہ تک پہنچتے ہیں۔"

پھر پیر، جمعرات کو پیش ہونے کا مقصد کیا؟ ان دونوں کے درمیان میں محدثین نے مختلف طریقہ سے جمع کیا ہے، آسان یہ ہے کہ دن رات کے اعمال تفصیلی طور پر روزانہ دو مرتبہ پیش ہوتے ہیں، رات کے علیحدہ اور دن کے علیحدہ اور پھر معمولی تفصیل سے ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں، اور تمام سال کے مجموعی اعمال اجمالی طور پر شعبان میں اور شب قدر میں بھی پیش ہوتے ہیں، اور بار بار کی پیشی میں منجملہ متعدد مصالح کے ایک مصلحت فرشتوں کے سامنے نیک لوگوں کا اظہار شرف ہے کہ ان لوگوں نے آدمی کی پیدائش کے وقت یہ اشکال کیا تھا کہ آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرما رہے ہیں، جو دنیا میں کشت و خون اور فساد برپا کریں گے، اس لیے اللہ رب العزت بہت سے نیک اعمال کا فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر تذکرہ بھی فرماتے ہیں، ورنہ اللہ رب العزت ہر شخص کے ہر عمل سے ہر وقت باخبر ہیں، ان کے لیے اعمال پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" (خصائل نبوی ﷺ)

۱۱ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کبھی ہر ماہ کے تین روزے اس طرح بھی رکھتے تھے کہ ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار، پیر کو روزہ رکھ لیتے تھے اور دوسرے ماہ منگل، بدھ، جمعرات کو۔"

یہ اس لیے کہ ہفتہ کے تمام دنوں میں روزے ہو جائیں، اور جمعہ کے روزہ قصداً نہ کرتے ہوں جیسا کہ بعض روایات میں اس کو عید کا دن قرار دیا گیا ہے، اور دوسرے اہم مشاغل اس میں ہوتے ہیں یا اس روایت میں ذکر نہیں کیا گیا۔

۱۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"عاشورہ کا روزہ زمانہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے اور رسول

> اللہ ﷺ بھی ہجرت سے قبل تطوعا رکھ لیا کرتے تھے لیکن ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی اہتمام سے رکھا اور امت کو بھی (وجوباً) حکم فرمایا، مگر جب رمضان المبارک نازل ہوا تو وہی فرض روزہ بن گیا اور عاشورہ سے فرضیت منسوخ ہوگئی۔"

اب استحباب باقی ہے جس کا دل چاہے رکھے جس کا دل چاہے نہ رکھے۔

عاشورہ کے روزہ کی فضیلت میں مختلف روایات ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے:

> "طرفہ کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عاشورہ کے روزہ سے ایک سال کے۔" (مسلم)

شروع میں لکھا ہے:

> "عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی، اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، اور فرعون غرق ہوا تھا، اس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی، اور اس دن آسمان پر اٹھائے گئے اس دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا، اس روز حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔ اس روز حضرت ایوب علیہ السلام کو مشہور مرض سے صحت عطا ہوئی اور اس روز حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔
>
> اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس روز حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔"

اس کے علاوہ اور بھی کرامات اس دن کی شروح حدیث اور کتب سیر میں لکھی ہیں، محدثانہ حیثیت سے اس میں کلام بھی ہے مگر بہت سی کرامات صحیح طور سے ثابت ہیں،

کہتے ہیں:

"وحشی جانور بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔"

اللہ اکبر! کس قدر متبرک دن ہے۔ جس کو ہم لوگ لہو و لعب میں ضائع کر دیتے ہیں۔ غالباً انہی میں سے کسی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں اس دن کی فضیلت مشہور تھی، جس کی وجہ سے قریش اسلام سے قبل اس کا روزہ رکھتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود جو اہل کتاب ہیں وہ بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

"یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟"

ان یہود نے کہا:

"اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلاصی عطا کی تھی اور فرعون کو غرق کیا تھا، جس کے شکریہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور امت کو بھی اس روزہ کا حکم فرمایا۔ (مسلم)

عاشورہ کا روزہ اصل دسویں تاریخ کا ہے، لیکن نبی محترم ﷺ ابتداء اسلام میں اہل کتاب کی موافقت فرماتے تھے کہ ان کا مذہب بہر حال آسمانی ہے، اور مشرکین کے مذہب سے اولیٰ ہے، مگر زمانہ آخر میں اہل کتاب کی مخالفت کا قولاً اور فعلاً اہتمام ہو گیا تھا۔ جو بہت سی وجہ سے ضروری تھا، اس سلسلہ میں کسی صحابی رسول نے ادھر توجہ دلائی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں اگر زندہ رہا تو آئندہ سال نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

"یہود کی مخالفت کرو اور نویں یا گیارھویں کا روزہ رکھا کرو یعنی دسویں کے ساتھ ایک اور ملا لیا کرو اس سے تشبہ جاتا رہتا ہے۔"

اس لیے تنہا عاشورہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ ملالیں۔

۳ حضرت علقمہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا:

”رسول اللہ ﷺ ایام کو عبادت کے لیے مخصوص فرمایا کرتے تھے۔“

انہوں نے فرمایا:

”(نہیں) رسول اللہ ﷺ کے اعمال دائمی ہوتے تھے تم میں سے اس بات کی کون طاقت رکھتا ہے، جس کی رسول اللہ ﷺ طاقت رکھتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ کسی دن کو کسی عبادت کے ساتھ مخصوص فرمالیتے ہوں۔ مثلاً پیر کا دن روزہ کے ساتھ مخصوص ہو کر ہر پیر کو روزہ رکھتے ہوں کبھی افطار نہ فرماتے ہوں۔ یا یہ کہ پیر کے علاوہ روزہ نہ رکھتے ہوں۔

یہ دونوں باتیں نہ تھیں، البتہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جو کام شروع فرماتے اس پر مداومت فرماتے تھے، تم لوگ اس قدر مداومت اور اہتمام کی طاقت نہیں رکھتے جتنا رسول اللہ ﷺ اپنے معمولات کا اہتمام فرماتے تھے کہ جو معمول کسی عذر سے نہ رہ جاتا۔ دوسرے وقت اس کو پورا فرمالیتے۔ جیسا کہ شعبان کے روزوں کے بیان میں گزرا۔

۴ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کہتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے تو میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

”یہ کون ہے؟“

میں نے عرض کیا:

”فلاں عورت ہے، جو رات بھر نہیں سوتی۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”نوافل میں اس قدر احتیاط کرنی چاہیے جن کا تحمل ہو سکے اللہ تعالیٰ ثواب

دینے سے نہیں گھبراتے، یہاں تک کہ تم عمل کرنے سے گھبرا جاؤ۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کو وہی عمل سب سے زیادہ پسند تھا جس پر آدمی نباہ کر سکے۔"

ایک صحابیہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں عبادت ولولہ اور جوش تھا۔ احایث کی کتب میں بہت سے قصے اس قسم کے مذکور ہیں کہ ان حضرات کا شوق ان کو حد سے زیادہ عبادت پر مجبور کرتا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ اعتدال کی نصیحت فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے ایک بار طے کر لیا کہ عبادت میں بہت ہی کوشش کروں گا دن میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ایک مرتبہ والد نے بیوی سے میرا حال دریافت کیا، اس نے عرض کیا بہت نیک آدمی ہیں، رات بھر بستر پر نہیں آتے نہ کسی سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں، میرے والد مجھ پر بہت خفا ہوئے کہ میں نے کیسی شریف عورت سے تیرا نکاح کیا تھا تو نے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے، مجھ پر غلبہ شوق میں کچھ اثر نہ ہوا، والد نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کر دی، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا:

"میں نے سنا ہے کہ تم دن کو ہمیشہ روہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو۔"

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ یہ درست ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایسا نہ کیا کرو، کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار، اس طرح رات کو

نمازیں بھی پڑھا کرو، اور سویا بھی کرو، تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں۔ تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، اولاد کا بھی حق ہے، ملنے والوں کا بھی حق ہے۔" (شمائل ترمذی)

۵ حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

"رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ تھا؟"

دونوں نے یہ جواب دیا:

"جس عمل پر مداومت کی جائے خواہ کتنا ہی کم ہو۔"

ان سب روایات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ روزہ اور ہر ایسے ہی ہر نفلی عمل خواہ قلیل ہو لیکن جتنا کر سکے اتنا نباہ کر عمل کرے۔ مگر ایسا بھی نہ کرے کہ نہ نباہ ہونے کے خوف سے نفل اعمال کو بالکل ہی خیر باد کہہ دے کہ فرائض میں کوتاہی کو پورا کرنے والی چیزیں نوافل ہی ہیں، اس لیے اہتمام کے ساتھ جس قدر ہو سکے اس کی سعی کرے۔

۶ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں ایک شب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، رسول اللہ ﷺ نے مسواک فرمائی، پھر وضو فرمایا، پھر نماز کی نیت باندھ لی، میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کی نیت باندھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے سورہ بقرہ شروع فرمائی، اور جس آیت پر گزرتے وہاں وقفہ فرما کر اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال فرماتے اور ایسے ہی جس آیت عذاب پر گزرتے وہاں وقفہ فرما کر اللہ تعالیٰ سے اس عذاب سے پناہ مانگتے، پھر رسول اللہ ﷺ نے تقریباً اتنی ہی دیر رکوع فرمایا رکوع میں **سبحان ذی الجبروت والملکوت**

والکبریا والعظمة یہ دعا پڑھتے رہے۔

"پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور سلطنت والی نہایت بزرگی اور عظمت و بڑائی والی ہے۔"

پھر رکوع ہی کی مقدار کے موافق سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی دعا (پھر دو رکعت میں) سورہ آل عمران اور اسی طرح (ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورہ پڑھتے تھے۔"

(خصائل نبوی ﷺ)

"یہ چار رکعات کتنی طویل ہوں گی، الفاظ سے خود ہی ظاہر ہے کہ ایک سورہ بقرہ اڑھائی پارے کی سورت اور پھر رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی نہایت اطمینان سے ہر حرف علیحدہ ظاہر ہو اس میں ہر آیت رحمت اور عذاب پر ٹھہر کر دعائیں مانگنا، پھر اتنا ہی طویل رکوع اور پھر سجدہ بھی ایسا ہی، یہ ایک رکعت ہوئی، اس طرح کی چار رکعت جو تمام رات میں بھی بمشکل پوری ہوں، لیکن غلبہ شوق کے سامنے بالخصوص ایسی ذات بابرکات کے لیے جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہو یہ کچھ بھی گراں نہ تھی۔

قرأت..... گریہ زاری

سول اللہ ﷺ کی قرأت

حضرت علی بن مملک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

"میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کی کیفیت دریافت کی انہوں نے ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ بیان فرمائی۔"

یعنی رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے میں حروف واضح طور پر ظاہر ہوتے تھے یہ بھی
ن ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے زبانی یہ کیفیت بتائی ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ
طرح پڑھ کر بتایا ہو جس سے یہ کیفیت ظاہر ہو، شراح حدیث دونوں احتمال بتاتے ہیں،
ر اقرب دوسرا احتمال ہے، اس لیے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پڑھ کر بتایا کہ
ل اللہ ﷺ اس طرح تلاوت فرماتے تھے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ (مد والے حروف کو) مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھتے تھے۔"

یعنی جو حروف ایسے ہوتے تھے کہ ان کو مد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، ان کو مد کے
پڑھا کرتے تھے، اور یہ جب بھی ہو سکتا ہے جب اطمینان سے تلاوت کی جائے، جلدی

جلدی میں مد کے ساتھ پڑھنا مشکل ہے، اس سے دونوں باتیں ظاہر ہوگئیں، اطمینان سے پڑھنا بھی اور مدوں کی رعایت کرنا بھی۔

شراح حدیث نے لکھا ہے:

”مد کے بھی قواعد ہیں، جو تجوید کتب میں مفصل موجود ہیں، ان کی رعایت ضروری ہے۔“

◆ ۳ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے تھے کہ الحمد للہ رب العالمین پر ٹھہرتے، پھر الرحمن الرحیم پر وقف کرتے پھر ملک یوم الدین پڑھتے۔“

غرض ہر ہر آیت کو جدا جدا نہایت اطمینان سے ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے۔

◆ ۴ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیق رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

”رسول اللہ ﷺ قرآن آہستہ آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر۔“

انہوں نے فرمایا:

”دونوں طرح معمول تھا۔“

میں نے کہا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی۔“ (خصائل نبوی

یہ سوال جیسا کہ جامع ترمذی کی روایت میں تصریح ہے تہجد کی نماز کے بار میں تھا، اور اس کے جواب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا:

”دونوں طرح معمول تھا (یعنی آواز سے بھی اور آہستہ بھی)۔“

اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک رات میں دونوں طرح کا معمول تھا اور صحیح ہے کہ کسی رات میں آواز سے پوری نماز پڑھنے کو آتی تھی، اور کسی رات میں آہستہ

نماز پڑھ لیتے تھے، دونوں صحیح ہیں، اور تہجد میں دونوں طرح پڑھنے، میں مضائقہ نہیں ہے، وقت کی مناسبت سے بعض اوقات آواز سے پڑھنا افضل ہوتا ہے۔ بالخصوص جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب بنے یا نشاط پیدا ہوتا ہو، اور جہاں کسی کی تکلیف کا احتمال ہو یا ریا کا شائبہ ہو وہاں آہستہ پڑھنا اولیٰ ہوتا ہے، جہر سے پڑھنے میں، دوسروں کی تکلیف کی رعایت ضروری ہے، اور کسی وقت دونوں برابر ہوں تو معمولی جہر اولیٰ ہے۔

حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کا معمول تہجد میں آہستہ پڑھنے کا تھا اور حضرت عمر الفاروق ؓ آواز سے پڑھتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دونوں اصحاب پر گزر ہوا، اور دونوں کا حال دیکھا۔ صبح دونوں اصحاب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ فرمایا:

> ”ابوبکر (ؓ) میں تمہارے پاس سے گزرا تم بہت آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے۔“

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عرض کیا:

> ”میں جس ذات پاک سے باتیں کر رہا تھا وہ سن بھی رہا تھا۔“

رسول اللہ ﷺ نے پھر حضرت عمر الفاروق ؓ سے پوچھا:

> ”تم بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔“

حضرت عمر الفاروق ؓ نے عرض کیا:

> ”یا رسول اللہ ﷺ! میرا مقصد غفلت سے سونے والوں کو جگانا اور شیطان کو اپنے سے دور رکھنا تھا۔“

رسول اللہ ﷺ نے دونوں اصحاب کی تصویب فرمائی، اور حضرت ابوبکر الصدیق ؓ سے فرمایا:

> ”تم اپنی آواز کو تھوڑا سا بڑھا لیا کرو۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر الفاروق ؓ سے کہا:

"تم ذرا آہستہ کر دو۔"

◆ ۵ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں قرآن پڑھتے تھے، اور میں رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنی چھت پر سے سنا کرتی تھی۔"

(شمائل ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نہایت صاف صاف بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ اپنے مکان سے سن لیتی تھی، رات کے وقت ویسے بھی آواز دور تک جایا کرتی ہے، اور پھر مکان کی چھت پر تو اور بھی زیادہ صاف جاتی ہے، بالخصوص جب مکان قریب ہو۔

◆ ۶ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے دن انا فتحنا لك فتحا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر پڑھتے دیکھا، رسول اللہ ﷺ ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔"

معوبتہ بن قرۃ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں:

"اگر لوگوں کے جمع ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اس لہجہ میں پڑھ کر سناتا۔"

ترجیع کے معنی لغت کے اعتبار سے لوٹانا کے ہیں، آواز کو لوٹا کر پڑھنا مراد ہے۔ خود حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر منقول ہے، اس کا مطلب بعض علما نے آواز کو درست کر کے پڑھنے کا فرمایا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ کے فتح ہونے اور دارالسلام بن جانے کی وجہ سے غایت سرور تھا، اس لیے نہایت لطف سے پڑھ رہے تھے۔"

یہاں یہ بات بھی تحقیق طلب ہے:

"رسول اللہ ﷺ چونکہ اونٹنی پر تشریف فرما تھے، اس لیے اس کی حرکت سے آواز ترجیعی معلوم ہوتی تھی۔"

◆ حضرت قتادہ ؓ کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حسین صورت اور حسین آواز والا مبعوث فرمایا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ حسین صورت اور جمیل آواز والے تھے، رسول اللہ ﷺ قرآن (گانے والوں کی طرح) آواز بنا کر نہیں پڑھتے تھے۔"

◆ حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی قرأت کی آواز (صرف اس قدر بلند ہوتی تھی کہ) آپ ﷺ اگر کوٹھڑی میں پڑھتے تو سن لیتے تھے۔" (شمائل ترمذی)

یعنی صحن سے آگے نہیں بڑھتی تھی قرآن مجید کا آہستہ اور آواز سے پڑھنا دونوں مواقع کے لحاظ سے افضل ہیں، اگر ترغیب کا موقع ہو یا کوئی اور سبب جہر کی ترجیح کا ہو تو جہر سے پڑھے اور اگر ریا وغیرہ کا خوف ہو تو آہستہ پڑھے غرض یہ کہ موقع کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اعلان سے صدقہ کرنے والا، اور آہستہ قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے کہ چپکے سے صدقہ کرنے والا۔"

گریہ زاری

آدمی کا رونا چند وجہ سے ہوتا ہے، کبھی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی اشتیاق و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی غلبۂ خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی کسی درد کی وجہ سے اور کبھی رنج کی وجہ سے ہوتا ہے، کبھی کسی ظلم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ایک رونا توبہ کا ہوتا ہے، جو کسی گناہ کے صادر ہو جانے سے آتا ہے۔ ایک رونا

اتفاق کا کہلاتا ہے۔ جو کسی دوسرے کو دکھانے کی وجہ سے نماز وغیرہ سے خشوع وخضوع ظاہر کرنے کے طور پر رویا جاتا ہے، ایک رونا مزدوری کا رونا کہلاتا ہے، جیسا کسی میت کے گھر مزدوری لے کر رویا جائے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے، ایک موافقت کا رونا کہلاتا ہے، وہ یہ کہ کسی کو روتا ہوا دیکھ کر رویا جائے۔

نبی رحمت ﷺ کا گریہ اکثر میت پر شفقت و رحمت یا امت پر خوف یا اللہ رب العزت کے ڈر یا اس کے اشتیاق سے ہوتا تھا جیسا کہ روایات سے معلوم ہوگا، انہی اقسام کا رونا محمود ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے:

"ایک رونا جھوٹ کہلاتا ہے وہ اس شخص کا رونا ہے جو کسی گناہ پر روئے اور اس پر جما رہے۔"

شراح حدیث نے لکھا ہے:

"حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا رنج کا رونا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رونا شوق کا رونا تھا، اور نبی کریم ﷺ کا رونا محبت کا رونا تھا۔"

بندہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ راتوں کا اکثر رونا اس ذیل میں تھا، ورنہ جیسا ابھی بتایا گیا، رسول اللہ ﷺ کا رونا مختلف انواع کا ہوتا ہے۔

◆ 1 حضرت عبداللہ بن شخیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا۔"

یہ رسول اللہ ﷺ کے کمال خشوع وخضوع کی وجہ سے تھا۔

بعض مشائخ نے لکھا ہے:

"رسول اللہ ﷺ پر اس رقت ہوتی تھی جب اللہ رب العزت کی صفات

عالیہ اور صفات جمالیہ دونوں کا ظہور اکھٹے ہوتا تھا۔"

صفات جمالیہ کے ظہور کی تو کوئی چیز طاقت ہی نہیں رکھتی البتہ صرف صفاتِ جمالیہ کا جس وقت ظہور ہوتا تھا، اس وقت ایک سرور اور انبساط کی کیفیت پیدا ہوتی تھی، اور رسول اللہ ﷺ کے طفیل مشائخ سلوک کو بھی یہی دو کیفیات پیش آتی ہیں۔

◆ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں:

مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"قرآن سناؤ۔"

رسول اللہ ﷺ نے شاید اس لیے ارشاد فرمایا ہو کہ سننے میں غور و تدبر پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے سننے کی رغبت فرمائی ہو کہ بہت سی وجوہ اس کی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہی کہ قرآن سننے کی سنت بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو جائے۔

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ ﷺ کو سناؤں۔"

شاید حضرت ابن مسعود ؓ کو یہ خیال ہوا کہ سنانا تبلیغ اور یاد کرانے کے لیے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مرا دل چاہتا ہے دوسرے سے سنوں۔"

"میں امتثال حکم میں سنانا شروع کیا، اور سورۃ نساء پڑھنا شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا: **فکیف اذا تامن کل امة بشهد وجنا بك على هولاء شهيدا** تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔" (خصائل ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کا یہ رونا کلام الٰہی کے سننے سے تھا کہ تلاوت کلام اللہ کی یہی شان

ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"تلاوت کے وقت رونا عارفین کی شان ہے اور صالحین کا شعار ہے۔"

اللہ رب العزت نے کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ۔ (سورہ مریم)

"جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو زمین پر گر جاتے سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ الآیۃ۔ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: "یہ قرآن جب ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور قرآن یعنی اس کا سننا ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔"

ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ان آیات کے مطابق اور کون ہو سکتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ رونا کلام الٰہی کی عظمت و جلال کی وجہ سے ہونا قرین قیاس ہے۔ اس صورت میں رسول اللہ ﷺ پہلے رو رہے ہوں، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت اس وقت پڑھی ہو قرین قیاس ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ خاص اس آیت پر رسول اللہ ﷺ کو رونا آیا ہو کہ اس آیت مبارک کا ترجمہ یہ ہے:

"اس وقت بھی کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر کریں گے۔"

یہ قیامت کا منظر ہے اس دن ہر نبی کو ان کی امت پر گواہی دینے کے لیے بطور

گواہ لایا جائے گا، جس کے حالات محشر کی احادیث میں مفصل موجود ہیں، اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ رونا قیامت اور محشر کے سخت حالات کے تصور سے ہو کہ نہایت ہی سخت دن ہوگا، اور ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہوگا، اور ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو چونکہ اس آیت مبارکہ میں بطور گواہ کے پیش ہونے کا ارشاد ہے تو اس گواہی کی شدت کی وجہ سے خوف ہو۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے اس وقت جب یہ آیت پڑھی گئی یہ کہا:

”یا اللہ! جو لوگ میرے سامنے نہیں ہیں، ان پر کیسے گواہی دوں گا۔“

بعض علما نے لکھا ہے:

”اس گواہی کے سلسلہ میں قیامت کا منظر آیا، اور امت کا فکر رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت رہتا بھی تھا۔ اس لیے امت کے گناہ گاروں کے حال پر شفقت کی وجہ سے رونے کا غلبہ ہوگیا۔“

◆ ۳ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک مرتبہ سورج گہن ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے، اور نماز شروع فرما کر اتنی دیر تک ٹھہرے رہے گویا رکوع کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے۔“

دوسری روایت میں ہے:

”آپ ﷺ نے سورہ بقرہ پڑھی تھی، اور پھر رکوع اتنا طویل کیا کہ گویا رکوع سے اٹھنے کا ارادہ نہیں، پھر ایسے میں رکوع کے بعد سر اٹھا کر قومہ میں اتنی دیر کھڑے رہے گویا سجدہ کرنا ہی نہیں ہے، پھر سجدہ کیا اور اس میں بھی سر مبارک زمین پر اتنی دیر تک رکھے رہے۔ گویا سر مبارک اٹھانا ہی نہیں ہے۔ اس طرح سجدہ سے اٹھ کر جلسہ اور پھر جلسہ کے بعد دوسرے سجدہ میں غرض ہر ہر رکن اس قدر طویل ہوتا تھا کہ

گویا یہی رکن اخیر تک کیا جائے گا، دوسرا رکن نہیں ہے، (اس طرح دوسری رکعت پڑھی اور اخیر سجدہ میں) شدت غم اور جوش کے سے سانس لیتے تھے، اور روتے تھے، اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے تھے:

"اے اللہ! تو نے ہی یہ وعدہ کیا تھا کہ جب تک یہ لوگ استغفار کرتے رہیں گے، عذاب نہیں ہوگا اب ہم استغفار کرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب نکل چکا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد وعظ فرمایا، جس میں اللہ رب العزت کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا:

"شمس و قمر کسی موت یا حیات کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔

(جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عبرت دلاتے ہیں اور ڈراتے ہیں) جب یہ گہن ہو جایا کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف فوراً متوجہ ہو جایا کرو (اور استغفار و نماز شروع کر دیا کرو۔"

اصل بات یہ تھی کہ ایام جاہلیت میں یہ بات مشہور تھی کہ چاند اور سورج کا گہن کسی بڑی موت یا کسی بڑے شخص کی پیدائش کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اتفاق کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب گہن ہوا تو اسی روز آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال بھی ہوا تھا، اس لیے اس میں جاہلیت خیال کی اور بھی تائید ہوتی تھی، لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا:

"یہ گہن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال کی وجہ سے ہوا۔"

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں، رسول اللہ ﷺ

نے اسے گود میں اٹھایا اور اپنے سامنے رکھ لیا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی، حضرت ام انس رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی تھیں، وہ چلا کر رونے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”نبی کے سامنے ہی چلا کر رونا شروع کر دیا۔“

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مبارک سے بھی آنسو ٹپک رہے تھے، اس لیے انھوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ بھی تو رو رہے ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”یہ رونا ممنوع نہیں یہ اللہ کی رحمت ہے، (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرمائیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرمائیں)۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے، حتیٰ کہ خود اس کا نفس نکالا جاتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔“

(راوی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، خصائل نبوی ﷺ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے آنسو ٹپک رہے تھے۔“

یہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔“

(راوی: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شمائل ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کی قبر پر تشریف فرما تھے، اور آپ ﷺ کے آنسو جاری تھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

''قبر میں وہ شخص اترے، جس نے آج رات مجامعت نہ کی ہو۔''

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ میں ہوں۔''

پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے قبر میں اترے۔''

(راوی: حضرت انس رضی اللہ عنہ خصائل نبوی ﷺ)

◆ غزوہ بدر کے اسیران کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشاورت کی تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میری رائے یہ ہے کہ ان قیدیوں کے اندر ہم میں سے جو جس کا رشتے دار ہے، وہی اس کو قتل کرے تاکہ کفار کو یہ علم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت رشتہ داری کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے، اور اسلام میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔''

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا:

''میری رائے یہ ہے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے تاکہ اس طرح مسلمانوں کو کچھ مالی فائدہ پہنچ جائے، اس سے ہم اپنا جنگی ساز و سامان ٹھیک کر سکیں گے، اور پھر یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح فدیہ لے کر آزاد کرنے سے ان قیدیوں میں سے کسی کو دین اسلام کے قبول کر لینے کی توفیق ہو جائے۔''

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے کو پسند فرمایا۔

قیدیوں کو فدیہ کے بغیر ہی چھوڑ دیا، فی قیدی چار ہزار درہم تک فدیہ اہل مکہ نے بھجوا کر اپنے عزیزوں کو آزاد کروالیا، جو قیدی چار ہزار ادا نہ کر سکتے تھے، اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے انہیں کہا گیا:

"تم مدینہ منورہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھادو اور چھوٹ جاؤ۔"

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابھی تک مکہ مکرمہ میں ہی اپنے شوہر ابوالعاص کے یہاں تھیں، ابو العاص بھی غزوہ بدر میں قیدی ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے تھے، کیونکہ انہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ان کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے اعلان نبوت سے پہلے ہوا تھا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے کا ہار اتار کر ابوالعاص کے فدیہ میں بھیج دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس ہار کو دیکھا تو چشمانِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئیں، اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"مناسب سمجھو تو زینب (رضی اللہ عنہا) کا ہار اس کو واپس کر دو، کیونکہ یہ اس کی ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی یادگار اس کے پاس ہے۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوشی کے ساتھ اس بات کو قبول کیا اور ابوالعاص کو آزاد کر دیا، ابوالعاص نے مکہ میں واپس آ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھجوا دیا، اس واقعہ کے چھ سال بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ (بخاری، سیرۃ النبی ﷺ)

◆ ۶ جب رسول محترم ﷺ کی طرف سے اسلام کی دعوت عام ہوئی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین نے بھی دولت اسلام سے اپنا دامن مالا مال کر لیا۔ کفار مکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کے دشمن ہو گئے وہ انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے۔ ایک روز مکہ کے میدان میں گرم اور تپتی ہوئی ریت پر انہیں برہنہ لٹایا ہوا تھا، اور کفار گرم گرم ریت ان کے اوپر گراتے

تھے، اور ان کے اعضا پر گرم پتھر رکھتے تھے، یہ پتھر اس قدر گرم ہوتے تھے کہ اگر ان پر گوشت رکھا جائے تو وہ جل کر کباب ہو جائے۔

یہ سب تکلیفیں وہ صرف اس لیے دیتے کہ یہ دین اسلام سے پھر جائیں، انہیں کہتے۔ (نعوذ باللہ) کلمہ کفر کہو، اور کہو:

’’لات و عزیٰ محمد (ﷺ) سے بہتر ہیں۔‘‘

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ یہ نہیں کہتے تھے۔

ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ ان کے قریب سے گزرے تو ان کی یہ حالت دیکھ کر چشمان مبارک میں آنسو بھر آئے اور فرمایا:

’’اے آل یاسر! صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔‘‘

⑨ غزوہ احد کے بعد کا واقعہ ہے کہ نجد سے ابو برا ابن عامر بن مالک جعفر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور کہا:

’’اے محمد (ﷺ) مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ (ﷺ) کا دین برحق ہے، اگر آپ ﷺ میرے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت نجد اور بنی عامر کے لیے بھیج دیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دین کو قبول کر لیں، اور دین اسلام پر عمل پیرا ہو جائیں۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’میں نجدیوں سے مطمئن نہیں ہوں۔‘‘

ابو برا ابن عامر نے کہا:

’’آپ (ﷺ) فکر نہ کریں، آپ (ﷺ) کی قوم میری پناہ میں ہوگی، میں ان کی ہر طرح حفاظت کروں گا۔‘‘

نبی محترم ﷺ نے اپنے چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیار کیا، یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خشک لکڑی، بیچتے اور اس آمدن کو اصحاب صفہ پر خرچ کرتے تھے رات کو نماز ادا کرتے اطاعت اور قرآن پاک سمجھنے میں مشغول رہتے تھے، یہ قرا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی ان میں سے اکثر انصار اور بعض مہاجر تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا، نجد اور بنی عامر کے روساء کے نام ایک مکتوب لکھ کر انہیں دیا، مسلمانوں کی یہ جماعت نجد کی طرف مسافت طے کرتے ہوئے بئر معونہ پہنچی اور وہاں قیام کیا، اونٹوں کو چراگاہ میں چرنے کے لیے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، تاکہ وہ اسے عامر بن طفیل کے پاس لے جائیں وہ دوسرے اصحاب کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، جب اس قوم کے قریب پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے کہا:

> "تم یہاں ٹھہرو میں جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امان دے دی تو
> تم آجانا، اگر انہوں نے قتل کر دیا تو تم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
> اجمعین کے ساتھ مل جانا۔"

چنانچہ حضرت حرام بن ملحان انصاری رضی اللہ عنہ تنہا مکتوب لے کر عامر بن طفیل کے پاس پہنچے، اور اس بدبخت سے بات چیت کی، اس نے حضرت حرام بن ملحان انصاری رضی اللہ عنہ کو نیزہ سے شہید کر دیا، اس کے بعد عامر بن طفیل اپنے قبیلے بنی عامر سے ایک بہت بڑی جماعت اکٹھی کر کے بیئر معونہ کی طرف چل دیا جب مسلمانوں نے خود کو مصیبت میں گھرے دیکھا تو ان دغابازوں کا بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔

یہ مسلمان کفار سے مقابلہ کر رہے تھے تو شہادت کے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی:

"یا اللہ! ہمیں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا، جو ہمارا اسلام رسول اللہ ﷺ

کی خدمت اقدس میں پہنچا دے، تو ہمارے سلام کو نبی ﷺ تک پہنچا دے۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے حکم سے ان مظلومین کے سلام کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیا۔

جب وہ دونوں زندہ بچ جانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے ساتھیوں کے حالات کا علم ہوا تو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"بہتر یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جائیں اور آپ ﷺ کو اس واقعہ سے آگاہ کریں۔"

حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، اور کفار کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار ہو گئے، انہوں نے دو کافروں کو قتل کر دیا۔ آخر کار مشرکین نے دونوں کو گرفتار کر لیا، جب دونوں گرفتار کر کے لے جائے جا رہے تھے تو اچانک حضرت حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کافروں پر حملہ کر دیا، اور مزید دو مشرکوں کو قتل کر دیا، اور آخر کار خود بھی شہید ہو گئے۔

عامر بن طفیل نے حضرت حرام بن امیہ رضی اللہ عنہ کو قتل سے رہا کر دیا اور انہیں مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دے دی۔

جب رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ کو بے حد دکھ ہوا، اور چالیس روز تک نماز فجر میں رو رو کر عامر بن طفیل اور وہ لوگ جنہوں نے اس کی امداد کی تھی ان پر لعنت بھیجی، ان پیارے آنسوؤں کے صدقے اللہ رب العزت نے نجد کے دغابازوں کو بڑی ہی بری موت دے کر جہنم واصل کیا۔

(سیرت ابن ہشام، سیرۃ النبی ﷺ)

۱۰ رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا ابو طالب سے بڑی محبت تھی، ابو طالب نے ساری زندگی آپ ﷺ کا ساتھ دیا، جب ابو طالب بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے گئے، دیکھا کہ قریش سے گھر بھرا ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں اپنے چچا کے ساتھ تھوڑی دیر ٹھہرنا ہے، آپ ذرا باہر تشریف لے جائیں۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا:

"چچا جان! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بچپن میں میری کفالت کی، اور میرے بڑا ہو جانے پر میری رعایت اور شفقت میں دریغ نہیں کیا۔ اب وقت یہ ہے کہ آپ پاک کلمہ کہہ کر میری امداد کریں تاکہ قیامت کے دن میں اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کی شفاعت کروں۔"

ابو طالب نے کہا:

"اے بھتیجے! وہ کون سا کلمہ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"آپ کہہ دیجئے، لا الہ اللہ وحدہ لا شریك له۔"

ابو طالب نے یہ سن کر کہا:

"میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے سچے خیر خواہ ہیں، اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ قریش آپ ﷺ کو یہ کہہ کر سرزنش کریں گے کہ تیرا چچا موت سے ڈر گیا، میں یقیناً یہ کلمہ کہہ کر آپ ﷺ کی آنکھیں روشن کرتا۔"

رسول اللہ ﷺ اصرار فرمانے لگے:

"چچا ایک بار اس کلمہ کو کہہ دیجئے تاکہ قیامت کے روز آپ کے کام کو دلی تسلی کے ساتھ کرسکوں۔"

ابوجہل اور ابی امیہ جو اس وقت وہاں موجود تھے ابو طالب سے کہنے لگے:

"اے ابو طالب! کیا تو اپنے دین سے انحراف کرتا ہے؟"

نہیں..... ابو طالب بزرگوں کی ملت پر جاتا ہے۔"

چونکہ ابو طالب نے ہر معاملے سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"چچا جان کیا بات ہے کہ تمام لوگوں کو میری رائے سننے اور پیروی کرنے کی وصیت کرتے ہو اور خود میری بات کو قبول نہیں کرتے۔"

اس پر ابو طالب نے کہا:

"اے بھتیجے! اللہ کی قسم! اگر تندرستی کی حالت میں ہوتا تو آپ ﷺ کا اتباع کرتا، خدا کی قسم! مجھے یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ لوگ کہیں ابو طالب مرتے وقت موت کے ڈر سے مسلمان ہوا، اور صحت کی حالت میں مسلمان نہیں ہوا۔"

ابو طالب کا مرض شدت اختیار کرتا جا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو ان کے سرہانے سے اٹھ کھڑے ہوئے چلے آئے۔

جب ابو طالب انتقال کر گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا:

"ابو طالب کا انتقال ہو گیا ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ ﷺ گریہ زاری کرنے لگے پھر فرمایا:

"جاؤ ان کو غسل دو اور تجہیز و تکفین کا انتظام کرو ان کو ڈھانپ دو۔"

ایک روایت میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ ابو طالب کی وفات پر بہت غمزدہ اور رنجیدہ ہوئے، آنکھوں سے آنسو جاری تھے جنازہ کے ساتھ گئے اور فرماتے تھے:

"چچا جان! آپ نے صلہ رحمی کا حق ادا کیا، میرے حق میں کوئی کوتاہی

نہیں کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔"

جب ابو طالب کو دفن کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ جنازہ سے واپس آ کر کئی روز تک گھر سے باہر نہ نکلے۔" (حضرت محمد ﷺ، سیرۃ النبی ﷺ، سیرت ابن ہشام)

◆ 11 ابو طالب کے انتقال کے چند روز بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا، اس سے رسول اللہ ﷺ کی پریشانی دوگنی ہوگئی، اور رنج و الم کی کوئی انتہا نہ رہی، کیونکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی مونس و غم گسار تھیں، اس واقعہ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ حزن و ملال کی حالت میں رہنے لگے، اور بہت ہی کم گھر سے باہر نکلتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سال کا نام "عام الحزن" یعنی غم کا سال رکھا۔ یہ بعثت کا دسواں سال تھا۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> "انتقال کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے موت کی سختی شدت کرب اور بے چینی کی شکایت فرماتی تھیں، جسے سن کر رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارک میں آنسو آ گئے، اور روتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔
>
> اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:
>
> "جنت تمہارے دیدار کی مشتاق ہے، تم تمام امہات المومنین سے بہتر ہو، تم جہاں کی عورتوں سے افضل ہو، تم مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ سے زیادہ بزرگ ہو، میں تجھے جنت میں تیری والدہ حوا اور تیری بہن سارہ جو کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ ہیں، ان کے حوالے کرتا ہوں، اے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اپنی ان بہنوں سے خوشی اور شادمانی سے مل کہ جن کا عورتوں میں ثانی نہیں ہے، اور مومنات میں قدرت و اقتدار میں بے مثال ہیں، کبھی انہوں نے خوف و مشیت الٰہی سے اللہ کی قسم نہیں اٹھائی۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے انہیں مکہ مکرمہ کے قبرستان مقبرہ حجون میں دفن کیا، رسول اللہ ﷺ کا دل ان کی جدائی سے بہت غمگین وملول ہوا۔"

(حضرت محمد ﷺ، سیرۃ النبی ﷺ، سیرت رسول ﷺ، سیرت ابن ہشام)

۱۲ رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے (قبرستان میں پہنچ کر جب میت کو قبر میں اتار دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ قبر کے سرہانے بیٹھ گئے، اور آپ ﷺ اتا روئے کہ قبر کے قریب والی مٹی (آنسوؤں سے) تر ہوگئی)، پھر آپ ﷺ نے قبر کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا:

"اس مشکل مقام کے لیے کچھ قیاس کرلو۔" (سیرۃ النبی ﷺ)

۱۳ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جمع تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حسرت آمیز باتیں شروع کر دیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا اور فرمانے لگی:

"اگر خدیجہ (رضی اللہ عنہا) آج زندہ ہوتیں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہمیں کوئی پریشانی نہ ہوتی اور ہماری آنکھیں روشن ہوتیں۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مبارک میں آنسو آ گئے، اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"خدیجہ (رضی اللہ عنہا) جیسا کوئی بھی نہیں ہے، اس نے اس وقت میری تصدیق کی، جب سب نے تکذیب کی۔ اپنے پیارے مال کو مجھ پر خرچ کر دیا، اللہ تعالیٰ کے دین کو قبول کیا، یہاں تک کہ میں نے ان

کی زندگی میں ہی اسے جنت کی بشارت دی۔"

(ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نمبر)

◆ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ بدر کے روز مسلمانوں اور کفار کے درمیان زبردست لڑائی کا مشاہدہ کیا، اور کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی تعداد کی کمی دیکھی تو قبلہ کی طرف رخِ انور کر کے اللہ رب العزت کے حضور دستِ مبارک دعا کے لیے دراز کر دیے، اور اللہ رب العزت سے دعا فرمائی:

"یا اللہ! قریش کی یہ قوم بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ آئی ہے، یہ چاہتے ہیں کہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کریں۔
اے اللہ! اے اللہ! میں تیری اس مدد کا منتظر ہوں جس نے تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! اگر تو نے آج مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔"

رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگی، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو مبارک تھے، اور آپ ﷺ اتنی زاری فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ کے دوش مبارک سے آپ ﷺ کی چادر گر گئی، حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت پاس موجود تھے، اس چادرِ اطہر کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے دوش مبارک پر رکھا۔

(سیرت النبی ﷺ، سیرت ابن ہشام)

◆ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب وہ گزر جائیں تو مجھے خبر کر دینا۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت میں

تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہا) کا انتقال ہو گیا ہے۔"

یہ سن کر آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے، اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"اٹھو ہم اپنی ماں کے پاس جاتے ہیں۔"

پھر رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اٹھ کر چل دیے۔

جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی میت کو دیکھا تو سرہانے کھڑے ہو کر رقت انگیز لہجے میں کہا:

"اے میری ماں! میری ماں کے بعد آپ میری ماں تھیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔"

آپ ﷺ نے ان کی بہت تعریف فرمائی، پھر اپنے بدن مبارک سے اپنی قمیص اتاری، اور گھر والوں کو دے کر فرمایا:

"غسل کے بعد اس سے ان کا کفن بنانا۔"

اس کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"ان کے لیے قبر کھود دو۔"

آپ ﷺ نے لحد کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور اپنے دست مبارک سے اس پر مٹی ڈالی۔

جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا جنازہ تیار ہو کر باہر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے جنازہ کا پایہ اپنے مباک کندھوں پر رکھا، اور تمام راستے کبھی آگے اور کبھی پیچھے سے جنازہ کو کندھا دیتے تھے جب ان کی قبر پر پہنچے تو قبر میں داخل ہو کر لحد میں لیٹے کچھ قرآن پڑھا

اور دعا مانگی:

"اے اللہ! تو میری ماں فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہا) کی مغفرت فرما اور ان کے لیے وسیع کر دے (اس قبر کو)۔"

اس کے بعد جب قبر سے باہر آئے تو رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور جنازہ پڑھ کر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو لحد میں اتار دیا گیا۔

(سیرت ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ)

◆ ١٢ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز میری امت کے دو آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گے ان میں سے ایک کہے گا:

"یا اللہ! مجھے اس بھائی سے انصاف دلایئے۔"

اللہ تعالیٰ دوسرے آدمی سے فرمائے گا:

"اس کو اس کا حق ادا کرو۔"

وہ شخص عرض کرے گا:

"اے رب العالمین! میری نیکیوں میں کچھ باقی نہیں رہا ہے۔"

اللہ تعالیٰ مانگنے والے سے فرمائے گا۔

"اب کیا کہتے ہو؟"

وہ کہے گا:

"یا اللہ! اس کے بدلے میرے گناہوں کا بوجھ اس پر کر دیجئے۔"

یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کی چشمان مبارک اشکبار ہو گئیں آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک یہ بہت سخت دن ہو گا، لوگ اپنے گناہ دوسروں پر ڈالنے کے خواہش مند ہوں گے، اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے فرمائے گا:

"نظر اٹھا کر جنت کو دیکھو۔"

وہ جن کو دیکھ کر کہے گا:

"میں نے سونے چاندی کے اونچے محلات دیکھے ہیں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں یہ کون سے نبی، صدیق یا شہید کے لیے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"جو اس کی قیمت ادا کرے گا اسے دوں گا۔"

وہ شخص عرض کرے گا:

"یا اللہ! اس کی قیمت کس کے پاس ہے؟"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"تیرے پاس اس کی قیمت ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے اس بھائی کو معاف کردے۔"

چنانچہ وہ اسے معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

"اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کردے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے سے نیکی کرو۔"

(بخاری، مسلم، سیرت ابن ہشام)

◆ ایک دفعہ کا ذکر ہے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ایسے وقت میں تشریف لائے کہ اس وقت میں اس سے پہلے کسی وقت میں نہیں آتے تھے، ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

"اے جبرائیل علیہ السلام! کیا بات ہے میں آج تم کو بڑا فکرمند دیکھ رہا ہوں۔"

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی:

"میں اس وقت آپ ﷺ کے پاس آیا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے جہنم

کو دہکا دینے کا حکم دیا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جبرائیل علیہ السلام! مجھے اس جہنم کے دہکائے جانے کے بارے میں بتاؤ۔“

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی:

”اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا اور اس میں ایک ہزار سال تک آگ بھڑکائی گئی، یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے ایک ہزار سال تک مزید دہکانے کا حکم ملا، یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مزید ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا، حتیٰ کہ وہ بالکل سیاہ ہوگئی، اب وہ بالکل کالی سیاہ اور تاریک ہے نہ اس میں چنگاری روشن ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے، اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں اس ذات حق تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اگر سوئی کے ناکے برابر بھی جہنم کو کھول دیا جائے تو تمام اہل زمین فنا ہو جائیں، اور جہنم کے زنجیروں کا ایک حلقہ جس کا اللہ پاک نے قرآن حکیم میں ذکر فرمایا ہے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور وہ حلقہ تحت الثریٰ میں جا کر رکے۔“

رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

”بس جبرائیل بس! اتنا ہی ذکر کافی ہے میرے لیے یہ بات بڑی ہی پریشانی والی ہے۔“

راوی فرماتے ہیں:

”اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

”جبرائیل! تم کیوں روتے ہو؟ حالانکہ تمہارا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے۔“

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی:

”میں کیوں نہ روؤں، میں ہی رونے کا زیادہ حق دار ہوں، کیا خبر خدا کے علم میں میرا اس مقام کے علاوہ کوئی اور مقام ہو، کیا خبر کہیں مجھے ابلیس کی طرح نہ آزمایا جائے وہ بھی تو فرشتوں میں رہتا تھا۔

کیا خبر مجھے ہاروت وماروت کی طرح آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے۔“

اس پر رسول اللہ ﷺ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اشکبار ہو گئے، کافی دیر تک دونوں آنسو بہاتے رہے۔ یہاں تک کہ غیب سے ندا آئی:

”جبرائیل! اے محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ کر لیا ہے۔“

چنانچہ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے، اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کر انصار کی ایک جماعت کے قریب سے گزرے، جو ہنس رہے تھے، اور بے معنی باتوں میں مصروف تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

”تم ہنستے ہو، حالانکہ تمہارے پیچھے جہنم ہے جسے میں جانتا ہوں، اگر تم جانتے تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے، حتیٰ کہ تم کھانا پینا چھوڑ دیتے، اور پہاڑوں کی طرف نکل جاتے، اور بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور آہ وزاری کرتے۔“ (بخاری، مسلم)

◆ ۱۱ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں، جن کا نکاح ظہور اسلام سے قبل عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا۔ ظہور اسلام کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور عتبہ کے درمیان علیحدگی ہو گئی۔ عتبہ بن ابولہب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ

میں آیا اور کہنے لگا:

"میں کافر ہوا آپ (ﷺ) کے دین سے اور نہ آپ (ﷺ) کا دین مجھے محبوب ہے، اور نہ آپ (ﷺ) ہی مجھے پیارے ہیں۔"

اس بدبخت لعین نے آپ ﷺ سے زیادتی کی، اور آپ ﷺ کی قمیص مبارک کو چاک کر دیا اس ملعون بدبخت نے آپ ﷺ سے اتنی زیادتی کی کہ اپنا ناپاک تھوک رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینکا اور کہا:

"میں نے ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یا اللہ! اس ملعون پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے۔"

ابوطالب بھی اس وقت اس جگہ پر موجود تھے، انہوں نے عتبہ بن ابولہب سے کہا:

"میں نہیں جانتا تجھے کون سی چیز محمد (ﷺ) کی دعا کے تیر سے بچا سکے گی۔"

عتبہ لعین تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہا تھا، راستے میں جب اس نے ایسی جگہ پر ڈیرہ ڈالا، جہاں پر بے شمار درندے تھے تو ابولب نے اہل قافلہ سے کہا:

"آج کی رات تم سب ہماری مدد کرو کیونکہ میں ڈرتا ہوں محمد (ﷺ) کی دعا میرے بیٹے کے حق میں آج کی رات اثر کرے۔"

اس پر سب نے اپنے اپنے سامان کو اکٹھا کیا اور نیچے اوپر رکھ کر ایک اونچا ڈھیر کر کے اوپر عتبہ کے سونے کے لیے جگہ بنائی۔

پھر اس کے چاروں اطراف گھیر ڈال کر بیٹھ گئے، اس کے بعد اللہ رب العزت نے ان پر نیند طاری کر دی ایک شیر آیا اور اس نے ایک ایک کے منہ کو سونگھا، پھر اس نے ڈھیر پر جست لگائی اور عتبہ پر پنجہ مارا اور اس کے سینہ کو پھاڑ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہجرت کے تیسرے سال حضرت عثمان الغنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرما دیا، اور ارشاد فرمایا:

”یہ جبرائیل علیہ السلام کھڑے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میں ان کو عثمان (رضی اللہ عنہ) کے عقد میں دے دوں۔“

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے ہجرت کے نویں سال وصال فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر انور کے پاس بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بخاری)

١٩ حضرت زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر پاک تھیں، ان کا نکاح مکہ مکرمہ میں ان کے خالہ زاد حضرت ابو العاص بن الربیع (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوا تھا۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہجرت کی ان کے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان اسلام قبول کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی نکاح میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے سپرد فرما دیا۔

جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی آزادی کے لیے فدیہ بھیجا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص (رضی اللہ عنہ) کے فدیہ میں وہ ہار بھیجا، جو ان کے گلے کی زینت بنا رہتا تھا، جسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہار کو ملاحظہ فرمایا تو دل پر سخت رقت طاری ہو گئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

”اگر تم دیکھو اور مناسب سمجھو تو زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قیدی فدیہ سمیت واپس لوٹا دو۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ایسا ہی کریں گے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی مبارک ہو گی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو العاص (رضی اللہ عنہ) سے عہد لیا کہ وہ زینب (رضی اللہ عنہا) کو مدینہ

منورہ میں بھیجے گا، حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ اس پر رضا مند ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری شخص کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ حضرت رضی اللہ عنہا کو لے آئیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "مکہ کے اندر نہ جانا بلکہ مکہ سے باہر وادی ناجج کے بطن میں ٹھہرنا۔ اور جب وہ زینب (رضی اللہ عنہا) کو تمہارے حوالے کر دیں تو تم ان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ جانا۔"

اس واقعہ کے اڑھائی سال بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر آئے ان کے ساتھ مکہ والوں کا سامان تجارت تھا، اس تجارتی قافلے کی واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے، جب انہوں نے قافلہ پر قابو پالیا تو ارادہ کیا، ابو العاص رضی اللہ عنہ کے مال پر قبضہ کر لیں اور انہیں قتل کر دیں۔

یہ خبر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

> "یا رسول اللہ ﷺ! کیا کسی مسلمان کو کسی کو عہد و امان میں لینے کا حق نہیں ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "ہاں ہے۔"

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

> "یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ گواہ رہیں میں نے ابو العاص کو امان دے دی ہے۔"

جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس صورت حال کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

> "تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ مشرکین کا یہ سارا مال تمہارے لیے غنیمت ہو

جائے۔“

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں شرم کرتا ہوں کہ اپنے دین کو اس ناپاک مال سے پلید کر دوں۔“

اس کے بعد وہ مکہ مکرمہ چلے گئے اور اس مال کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا اور کہا:

”اے مکہ والو! میں نے تمہارا مال تمہیں پہنچا دیا، اب میرے ذمہ تمہارا کچھ نہیں ہے۔“

اہل مکہ نے کہا:

”ہاں ٹھیک ہے۔“

اس کے بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”تم گواہ رہو کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“

اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے، اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو سابقہ نکاح پر ہی ان کے ساتھ رخصت فرما دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہجرت کے آٹھویں سال میں ہوا، اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا۔

حضرت ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

”جس وقت زینب رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

”ان کو غسل دو۔“

”پھر جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہہ بند مبارک بھیجا کہ اس سے ان کو کفن دو جو جسم سے پیوست ہو۔“

> اس کے بعد میت تیار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر مبارک میں اتارا تدفین کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔" (سیرت ابن ہشام)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی آخری پاک اولاد اور مدینہ منورہ میں ذی الحجہ 8 کو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ جو کہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ مبارک خبر پہنچائی، رسول اللہ ﷺ سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے، اور دو بھیڑوں کا عقیقہ فرمایا پھر ان کے سر مبارک کو مونڈھ کر بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے مسکینوں پر صدقہ فرمایا، اور سر کے بالوں کو زمین میں دفن کیا، اس کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے کے لیے حضرت ام سیف رضی اللہ عنہا جو کہ ایک آہن گر کی بیوی تھیں ان کے سپرد فرمایا، ام سیف کے شوہر کا نام یوسف تھا، اور رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے حضرت ابوسیف رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "میں نے کسی کو اپنے عیال پر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مہربانی فرماتے نہ دیکھا، جب رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے تشریف لے جاتے تو ہم بھی ساتھ ہوتے تھے، رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو آغوش مبارک میں لے کر خوب پیار فرماتے، اور حضرت ابوسیف رضی اللہ عنہ بھٹی میں آگ جلائے ہوتے، اور ان کے گھر میں دھواں ہوتا تھا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو میں پہلے جا کر ان کو خبر کر دیتا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں تاکہ وہ

اپنا کام چھوڑ دیں۔“

جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نزع کے عالم میں ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سرہانے پہنچے، دیکھا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جان کنی کے عالم میں ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی آغوش مبارک میں لٹایا، پھر آپ ﷺ کے چشم ہائے اطہر سے آنسو جاری ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

> ”اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے سبب غمگین ہیں میری آنکھیں روتی ہیں اور دل جلتا ہے۔“

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

> ”یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ روتے ہیں، آپ ﷺ نے تو میت پر رونے سے منع فرمایا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ”اے عوف کے فرزند! جس حالت کا تم نے مشاہدہ کیا ہے، یہ میت پر رحمت و شفقت کا اظہار ہے جو کہ اس کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے، اور میں نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ اس آواز کی ہے جو مصیبت کے وقت نکلتی ہے اور میں منع کرتا ہوں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے، لیکن آنکھوں سے پانی جاری ہونا رحم و شفقت کی وجہ سے ہے، اور جو رحم و شفقت نہیں کرتا اس پر رحم نہ ہو گا۔“

جب رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مبارک سے آنسو جاری ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع

فرمایا، انہوں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ بھی تو روتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"رونا رحمت ہے اور چیخنا چلانا شیطانی کام ہے۔"

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان پر پانی ڈالا، اور رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے، اس کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو چھوٹے تخت پر اٹھایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو قبر میں تارا جارہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ (سیرت النبی ﷺ)

◆ ۲۱ حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک روشن دان تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس روشن دان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا انتظار فرمایا کرتے تھے، ایک دن رسول اللہ ﷺ اس انتظار میں تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"یہاں پر کسی کو نہ آنے دینا۔"

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت بچپن کے عالم میں تھے، وہ رینگتے رینگتے رسول اللہ ﷺ کے مبارک قدموں میں چلے گئے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا:

"یارسول اللہ ﷺ یہ کون ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ میرا بیٹا ہے۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا:

"آپ ﷺ اسے پیار فرماتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"اسے تو آپ ﷺ کی امت شہید کرے گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے حیران ہو کر پوچھا:

"کیا میری امت شہید کرے گی؟"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"ہاں.... رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی امت اگر آپ ﷺ فرمائیں تو میں آپ ﷺ کو وہ مقام دکھادوں جہاں پر ان کی شہادت ہوگی۔"

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عراق کے ایک علاقہ کی طرف اشارہ کیا، وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی جس کی رنگت سرخ تھی رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہوئے کہا:

"یہ کربلا کی مٹی ہے۔"

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے آپ ﷺ کے لیے حریرہ پکایا ہوا تھا، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے کھڑی کے ایک پیالے میں دودھ کھجوریں اور مکھن تحفے کے طور پر بھیجیں، رسول اللہ ﷺ نے حریرہ تناول فرمایا میں پانی لے کر آگے بڑھا تاکہ آپ ﷺ اپنے دست مبارک دھو لیں، رسول اللہ ﷺ تناول فرما کر فارغ ہوئے تو قبلہ کی طرف رخ انور کر کے سر مبارک جھکا لیا اور بہت روئے آپ ﷺ کی چشم ہائے اطہر سے آنسو بہہ رہے تھے ہم آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کانپ گئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انتہائی معصومیت کے ساتھ پوچھا:

"بابا، آپ (ﷺ) کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ (ﷺ) اس قدر رو رہے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"بیٹا! تم سے میں آج اتنا خوش ہوں کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا میرے دوست جبرائیل علیہ السلام ابھی ابھی آئے تھے مجھے بتا رہے تھے کہ تم شہید کر دیے جاؤ گے اور تمہاری شہادت گاہ بھی دکھا دی ہے، جو پراگندہ ہو جائے گی اس بات سے میرا دل تنگ ہوا تھا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

"یا اللہ! تیری جو مصلحت ہے اس طرح کر۔" (سیرت النبی ﷺ، سیرت ابن ہشام)

۲۲ ایک روز رسول اللہ ﷺ منبر پر رونق افروز تھے۔ اللہ رب العزت کی حمد اور شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ آپس میں اختلاف کرتے ہو اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہو، تم نہیں جانتے کہ میری دوستی میرے اہل بیت کی دوستی میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دوستی قیامت تک میری امت پر فرض ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"صدیق (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں یہاں ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے قریب آؤ۔"

وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آئے تو آپ ﷺ نے انہیں گلے لگا لیا آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے فرطِ محبت سے آنسو ٹپک رہے تھے، پھر حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا اور فرمایا:

> "مسلمانو! یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہ انصار و مہاجر کے امام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں دنیا میں انہیں اپنا باپ بناؤں اور آخرت میں اپنا رفیق بناؤں۔ یہ میرا دوست ہے اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب مجھے سارا مکہ جھٹلا رہا تھا۔ مجھے اس شخص نے اس وقت جگہ دی، جب سب نے مجھے نکال دیا اس وقت میری مدد کی جب سب مجھے تنگ کرتے تھے اس نے مجھے مال دیا میری مدد کی، مجھے اپنی بیٹی دی۔ پھر اپنے مال سے میرے لیے تمام ضروریات خریدیں۔ اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو، میں صدیق کے دشمنوں سے بیزار ہوں، میرا اللہ ان سے بیزار ہے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اس سے بیزار ہوں تو وہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) جو لوگ مجلس میں حاضر ہیں، وہ ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "اے ابو بکر! (رضی اللہ عنہ) یہاں تم بیٹھ جاؤ یہ جتنی باتیں میں نے کہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے کہنے کا حکم دیا ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "عمر ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟"

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ مجلس میں سے اٹھے اور آگے بڑھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، آپ ﷺ کی مبارک آنکھو

سے آنسو بہہ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ آواز بلند فرمایا:

"مسلمانو! یہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں، یہ مہاجرین و انصار کے سردار ہیں، یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا تھا کہ اسے اپنا دوست اور مددگار بناؤ اور اس سے مشورہ لیا کرو، یہ وہ شخص ہے جس کے دل پر زبان پر اور ہاتھ پر حق اترا، یہ ہمیشہ حق بات کہتا ہے خواہ کتنی ہی کڑوی ہو، یہ وہ شخص ہے جو سچی بات کہنے سے نہیں ڈرتا، ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، اس کے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے، یہ اہل بہشت کے لیے چراغ ہے، اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو، اللہ ایسے لوگوں سے بیزار ہے میں بھی ایسے لوگوں سے بیزار ہوں، میں بھی ایسے لوگوں سے بیزار ہوں۔"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عثمان (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟"

"عثمان رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بوسہ دیا اور فرمایا:

"اے مسلمانو! یہ مہاجرین و انصار کے شیخ ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ ان کو میں اپنا رفیق بناؤں، اپنا اماد بناؤں ا۔ دو بیٹیاں ان کے نکاح میں دوں، اگر میرے پاس تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں ان کو دیتا، یہ وہ شخص ہے جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اس کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے قریب آئے اور کہنے لگے:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ کھڑا ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میرے قریب آؤ۔"

حضرت علی ؓ مزید قریب آ گئے، آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو اپنے ساتھ لگا کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، پھر ارشاد فرمایا:

> "اے مسلمانو! یہ علی ابن ابی طالب (ؓ) ہیں، یہ مہاجرین و انصار کے انصار کے سردار ہیں، یہ میرے بھائی ہیں، یہ میرے چچا کے بیٹے ہیں، یہ میرے داماد ہیں، یہ میرا خون ہیں۔ میرا گوشت ہیں۔ حسن (ؓ) و حسین (ؓ) کے باپ ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے میرے غم اپنے ذمہ لے لیے تھے، یہ اللہ کے شیر ہیں، اللہ کی تلوار ہیں، ان کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"
>
> "جو ان چاروں سے بیزار ہوگا۔ اللہ سے بیزار ہوگا، میں بھی اس سے بیزار ہوں گا۔ جو لوگ مجلس میں حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک میری یہ باتیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔"
>
> اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا:
>
> "اے مسلمانو! اگر اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس وقت تک کرتے رہو، جب تک کہ تمہاری کمریں کمان کی طرح خمیدہ نہ ہو جائیں، اس وقت تک روزے رکھو جب تک تم کمزوری سے کھینچی ہوئی کمان کی طرح نہ ہو جاؤ، اس وقت تک نماز ادا کرو جب تک کہ تمہارے گھٹنے خم نہ ہو جائیں، اتنی عبادت کے باوجود اگر تمہارے دل میں میرے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سے ایک کے بارے میں بھی بغض یا دشمنی آ گئی تو تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔"

پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو تنگ دل تھے، اور پیاری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

۲۳ رسول اللہ ﷺ کو اپنے پیارے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی وصال سے پیشتر جب آپ ﷺ بستر اطہر پر لیٹے ہوئے تھے تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کو بلوایا۔ وہ آپ ﷺ کا پیغام مبارک سن کر دوڑتے ہوئے آئے اور رسول ﷺ کی اس حالت کو دیکھ کر دل پر رقت طاری ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے قریب بلایا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اوپر جھک کر زور زور سے رونے لگے، رسول اللہ ﷺ نے محبت سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے جسم اطہر سے لگا لیا، اور ان کی طرف دیکھ کر خود بھی اشک بہانے لگے، پھر تھوڑی دیر بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو تسلی دی۔ اس سے ان کے دل کو اطمینان نصیب ہوا۔

۲۴ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> ''ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، جب وصال کا وقت قریب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں غمناک ہوگئیں، پھر فرمایا:
>
> ''تمہیں خوشخبری ہو تمہیں اللہ نے زندگی دی، اللہ نے تمہیں پناہ دی، اللہ نے تمہاری مدد فرمائی، میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، بے شک میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا ہوا نذیر ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے شہروں اور بندوں میں اللہ تعالیٰ سے سرکشی نہ کرو موت قریب آئی اور اللہ تعالیٰ سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ، اور لبریز جاموں کی طرف پلٹنا ہے، پس تم اپنے نفسوں اور شخص پر جو میرے

بعد تمہارے دین میں داخل ہو میری طرف سے سلام کہو۔"

(حکایات صحابہؓ)

◆ ۴۵ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں:

"جب وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ بستر پر دراز تھے ان کے ارد گرد اہل بیت حاضر تھے، اس حالت کو دیکھ کر میں بے حال ہو گیا اور رونے لگا۔ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت در اقدس پر حاضر تھی، انہوں نے جب میرے رونے کی آواز سنی تو بے اختیار رونے لگے اور روتے ہوئے کہنے لگے:

"اے علی (ؓ) دروازہ کھولو کہ ایک مرتبہ پھر ہم رسول اکرم ﷺ کا چہرہ انور دیکھ لیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا:

"میرے دوستوں کے لیے دروازہ کھول دو۔"

جب دروازہ کھلا تو اشراف مہاجر اور انصار آئے، آپ ﷺ نے انہیں صبر و سکون کی وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اگرچہ تمہارا ظہور دنیا میں سب سے آخر میں ہوا لیکن جنت میں تم سب سے پہلے داخل ہو گے۔ اپنے دین پر ثابت قدم رہو، اور قرآن کو اپنا رہنما بناؤ۔ شریعت کے احکام سے غافل نہ ہونا۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آنکھیں بند کر لیں، اور پسینے کے مبارک قطرات چہرہ انور پر ظاہر ہونے لگے، میں نے صحابہ کرام ؓ کو اشارہ کیا تو وہ باہر چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے نصیحت کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہ صدیقہ (ؓ)! تمہارے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھروں میں رہو، اور صبر اور پاکدامنی اختیار کرو۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان باتوں سے اس قدر روئیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیاری آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے۔" (سیرت النبی ﷺ، حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم)

◆۲۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ سے واپسی کا سفر طے کر رہے تھے کہ رات میں ہماری ملاقات ایک قوم سے ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

"تم کون ہو۔"

وہ عرض کرنے لگے:

"یارسول اللہ ﷺ ہم مسلمان ہیں۔"

یہ گفتگو جاری تھی کہ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک عورت بیٹھی چولہا جلا رہی تھی، اور اس کے نزدیک اس کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا، جب چولہے میں آگ خوب اچھی طرح روشن ہوگئی تو وہ عورت اپنے بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

"آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟"

"ہاں.... میں اللہ کا رسول ہوں۔"

وہ عورت انتہائی عقیدت واحترام سے کہنے لگی:

"یارسول اللہ ﷺ میرے باپ آپ ﷺ پر قربان، کیا ایک ماں اپنے بچے پر جس قدر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس زیادہ مہربان نہیں ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہاں... بے شک تو ٹھیک کہتی ہے۔"

اس پر عورت نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! پھر ماں تو اپنے بچے کو کبھی آگ میں نہیں ڈالتی
تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آگ میں کیسے ڈالے گا۔"

عورت کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ پر سخت رقت طاری ہوگئی، اور آپ ﷺ کی پیاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ان صحابیہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب میں ڈالے گا جو سرکش ہے، اور اس کی
ایک نہیں مانتا۔" (سیرت ابن ہشام، سیرت النبیؐ)

◆۲۷ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا تلاوت فرمائی:

"یارب! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے، ان میں سے جس
نے میری اتباع کی وہ میری جماعت ہے اور جو میری نافرمانی
کرے تو تو غفور رحیم ہے۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت فرما رہے تھے، اور آپ ﷺ کی پیاری آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔

"(یااللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر
معاف کر دے تو تو بے شک غالب اور حکمت والا ہے۔"

اس کے بعد نبی رحمت ﷺ دست مبارک اٹھا کر اپنی امت کے لیے رو رو کر اللہ رب العزت سے دعا فرمانے لگے، جب آپ ﷺ نے انتہائی زاری فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ وہ جا کر دریافت کریں کہ میرے پیارے محبوب ﷺ کیوں رو رہے ہیں، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا:

"آپ ﷺ کے آنسو بہانے کی وجہ کیا ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے وجہ بیان فرما دی تو اللہ رب العزت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام

سے کہا:

"جاؤ اور میری طرف سے میرے پیارے نبی (ﷺ) کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے بارے میں راضی کریں گے۔"

(سیرت النبی ﷺ)

◆ ۲۱ ایک مرتبہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس میں سے تشریف فرما تھے، آنے والے صحابی نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! اسلام سے پہلے جاہلیت کا دور دورہ تھا ہم بتوں کو پوجتے تھے بیٹی پیدا ہونے کو اپنے لیے عار محسوس کرتے، ہماری عزت گوارہ نہیں کرتی تھی اس لیے ہم غیرت میں آکر اپنی زندہ اور اولاد کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر دیتے تھے۔

یارسول اللہ ﷺ! میری بیٹی جب چلنے پھرنے اور باتیں کرنے کے قابل ہو گئی تو میرے دل میں اس کے متعلق خیال پیدا ہوا، میں نے اسے آواز دی تو خوشی خوشی دوڑتی ہوئی میرے قریب آئی، میں اسے اپنے ہمراہ آبادی سے باہر لے گیا، وہ اپنے انجام سے بے خبر میرے ساتھ خوش خوش لہجے میں ابا ابا کہتے ہوئے میرے پیچھے بھاگتی چلی آ رہی تھی، آبادی سے باہر میری زمین تھی جس میں ایک کنواں تھا، جب میں کنویں پر پہنچا تو میں نے اپنی معصوم بیٹی کو ہاتھ سے پکڑ کر کنوئیں میں پھینک دیا وہ مسلسل مجھے ابا ابا پکار رہی تھی، مگر میرے دل میں اس کے لیے ذرا بھی رحم نہ آیا، اور اس کی موت واقع ہو گئی۔"

وہ صحابی یہ واقعہ سنا رہے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک صحابی نے واقعہ سنانے والے صحابی

سے فرمایا:

"آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کو غمگین و افسردہ کر کے کیا لیا ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے منع کرنے والے صحابی سے ارشاد فرمایا:

"اس کو مت منع کرو ایک مرتبہ پھر اس واقعہ کو بیان کرو۔"

جب ان صحابی نے دوبارہ واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا شکر کرو کہ اس نے زمانہ جاہلیت کے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔" (پیارے نبی ﷺ کے آنسو)

۲۹ رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے تھے، اور جب ہم مقام زوعرا کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے، اور دست مبارک اٹھا کر دیر تک اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا مانگتے رہے۔ پھر سجدے میں چلے گئے، اور کافی دیر تک اسی حالت میں پڑے رہے، پھر سر مبارک اٹھا کر دعا کے لیے دوبارہ دست مبارک پھیلا دیے، اس کے بعد کافی دیر تک سجدے میں سر مبارک رکھ کر بڑی ہی رقت کے ساتھ روتے رہے، دعا مانگی پھر پیشانی مبارک زمین سے اٹھائی دعا اور سجود سے فراغت فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگی تھی، جس کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا تو میں شکریہ کے لیے سجدے میں چلا گیا، اور مزید دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے وہ بھی قبول

فرمائی تو میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد پھر دعا و زاری کی اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی قبول فرمالیا تو میں سجدے میں چلا گیا۔"

(سیرت النبی ﷺ)

◆ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا یہ سن کر کفار مکہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر پل پڑے، اور آپ رضی اللہ عنہ کو بے انتہا پیٹا، عتبہ بن ربیعہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر بے تحاشا تھپڑ مارے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگوں کو اطلاع ہوئی تو وہ بھاگتے ہوئے آئے، اور آپ رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ سے چھڑوا کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر چھوڑ آئے۔

کفار مکہ کے تشدد کی وجہ سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو چکے تھے، جب کافی دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ اور قبیلے کے دیگر لوگ ارد گرد کھڑے تھے۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ہوش میں آتے ہی پوچھا:

"رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں؟"

ان کے قبیلے والوں نے یہ سنا تو سخت غصے ہوئے اور آگ بگولا ہو کر وہاں سے چل دیے اور جاتی دفعہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کو مایوسی کے عالم میں کہہ گئے:

"جب تک یہ محمد (ﷺ) کی محبت سے باز نہیں آجاتے ان کا مقاطعہ کیا جائے اور ان کو کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دیا جائے۔"

قبیلے والے تو یہ بات کہہ کر چلے گئے، مگر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے محبت کے ساتھ کھانا لاکر اپنے بیٹے کے سامنے رکھ دیا اور کہا:

"دن بھر کے بھوکے ہو کھانا کھالو۔"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا،
جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ کرلوں۔"

عین اس وقت حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا:

"رسول اللہ ﷺ خیریت سے ہیں، اور دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔"

اس پر حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے، زخموں سے نڈھال تھے، اپنی والدہ محترمہ کا سہارا لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، تو نبی رحمت ﷺ نے جھک کر ان کو چوما اور آپ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر بے اختیار آپ ﷺ کی پیاری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔

(سیرت النبی ﷺ، اللہ کے آخری رسول ﷺ، فرزندان اسلام، ج:1)

◆ ۳۱ بخاری شریف میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

"اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا فرما
اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔"

اسی طرح ابو یعلیٰ میں روایت درج ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فرمایا:

"دو عظیم چیزوں جنت اور جہنم کو مت بھولو۔"

پھر آپ ﷺ اتنا روئے کہ آپ ﷺ کی پیاری آنکھوں سے اتنے آنسو جاری ہوئے کہ ان سب مبارک آنسوؤں نے آپ ﷺ کی ریش مبارک کے دونوں پہلوؤں کو تر کردیا، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم جانتے جو کچھ آخرت کے بارے میں میں جانتا ہوں تو تم مٹی
پر چلتے اور اپنے سروں پر خاک ڈالتے۔" (بخاری، ابو یعلیٰ)

◆ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کی تیرھویں رات اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کے لیے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت کی شفاعت مرحمت فرمائی، اور آپ ﷺ نے چودھویں کی رات پھر امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت کی شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے پندرھویں کی رات اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ رب العزت نے تمام امت کی شفاعت منظور فرمائی، مگر وہ شخص جو اللہ کی رحمت سے اونٹ کی طرح دور بھاگ گیا، اور گناہوں پر اصرار کر کے خود ہی دور سے دور ہوتا چلا گیا اس شفاعت سے محروم رہے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

> ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام کے لیے بھیجا، میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی:
>
> ”جلدی کیجیے۔“
>
> میں رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ ﷺ پندرہ شعبان کی رات کے سلسلے میں گفتگو فرما رہے تھے۔“
>
> حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا:
>
> ”اے انس! بیٹھ میں تجھے شعبان کی پندرھویں رات کی بات سناؤں ایک بار یہ رات میری باری کی رات تھی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لحاف میں لیٹ گئے، رات کو میں بیدار ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو نہ پایا، میں نے اپنے دل میں کہا شاید رسول اللہ ﷺ ماریہ قبطیہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف تشریف لے گئے ہوں، میں اپنے گھر سے باہر نکلی، جب میں مسجد سے گزری تو میرا پاؤں آپ ﷺ پر پڑا (آپ ﷺ) سجدے میں پڑے دعا گریہ فرما رہے تھے:

''میرے جسم اور خیال نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا، اور یہ میرا ہاتھ ہے میں نے اس ہاتھ سے کبھی اپنے جسم کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا۔

''اے اللہ! تجھ سے ہی ہر عظیم کام کی امید کی جاتی ہے، میرے اس چہرے نے تجھے سجدہ کیا، جسے تو نے پیدا فرمایا۔ اسے صورت بخشی اس میں کان اور آنکھ پیدا فرمائی۔''

پھر آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

''یا اللہ! مجھے ڈرنے والا دل عطا فرما جو شرک سے بری اور منزہ ہو۔''

پھر آپ ﷺ سجدہ میں چلے گئے (آپ ﷺ کی مبارک) آنکھوں میں آنسو تھے اور میں نے سنا، آپ ﷺ اس وقت فرما رہے تھے:

''یا اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو کے طفیل تیرے عذاب تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا، جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں تھی۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے حمیرا! کیا تم نہیں جانتی کہ پندرہ شعبان کی رات ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگ آگ سے آزاد فرماتا ہے، مگر چھ آدمی اس رات بھی محروم رہتے ہیں۔ عادی زانی، والدین کا نافرمان، شرابی، رحم نہ کرنے والا، چغل خور اور چنگ و رباب بجانے والا۔''

ایک روایت میں رباب بجانے والے کی جگہ مصور ذکر ہے۔"

(پیارے رسول ﷺ کے آنسو)

◆ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے پہلے مسواک فرماتے، رات کو تین بار مسواک فرماتے سونے سے پہلے نیند سے بیداری کے بعد اور نماز سے قبل، عام طور پر وان کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ وحی آتی تو رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر گرانی ہوتی، درد ہوتا، سر مبارک پر مہندی لگاتے، گھر میں قرآن پڑھتے، مگر نماز میں مختصر سورتیں تلاوت فرماتے تا کہ عام مسلمان لمبی قرأت سے تنگ دل نہ ہوں، اکیلے ہوتے تو بہت روتے، قرآن آہستہ پڑھتے اور آہستہ پڑھنے کی تلقین فرماتے، قرآن پاک کو خوش آوازی سے پڑھتے۔ عذاب کی آیات پر بے حد روتے۔" (رسول اللہ ﷺ کے آنسو)

تبسم و مسکراہٹ

مزاح، تبسم اور مسکراہٹ فرمانا بھی رسول اللہ ﷺ کے شب و روز کے معمولات میں شامل تھا۔ آپ ﷺ کا مزاح بھی بڑا لطیف اور زود اثر ہوتا تھا۔

دیکھا جائے تو انسانی فطرت حزن و مسرت کا مرقع ہے، اور قناعت کے ساتھ مسکراہٹ سے ہی حیات انسانی کا کارواں رواں دواں ہے۔ رسول مکرم ﷺ کی پوری حیات مبارکہ ایک کھلی کتاب کی مانند ہمارے سامنے ہے، آپ ﷺ نے کس طرح اللہ رب العزت کے مقصد جلیل کے لیے اپنی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ وقف کر رکھا تھا، اور انتہائی دلسوزی، دردمندی اور سنجیدگی سے فلاح انسانی کے لیے ہمہ وقت کوشاں و مصروف رہے، لیکن عجب بات یہ ہے کہ رسول محترم ﷺ نے کسی مرحلہ پر بھی ترش یا عبوست کو پسند نہ فرمایا۔

نبی معظم ﷺ کی ذات گرامی فطری تقاضوں کو اخلاقی معیار کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لیے وقف رہی۔ آپ ﷺ نے مزاح میں بھی متانت کا پہلو ملحوظ رکھا۔ آپ ﷺ کبھی کھلکھلا کر یا قہقہہ لگا کر نہ ہنسے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی ہنسی ہمیشہ تبسم تک ہی محدود رہی۔

◆ ۱ حضرت عبداللہ بن حارث ؓ کہتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی مزاح کرنے والا نہیں دیکھا ہے۔" (جامع ترمذی، الوفا، شمائل ترمذی)

◆ ۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا گیا:

"رسول اللہ ﷺ کبھی مزاح بھی فرماتے تھے؟"

تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا:

"ہاں.... لیکن ہر کسی کے ساتھ نہیں بلکہ مخاطب کے محل و مقام اور

استعداد کے مطابق ایسا فرماتے تھے۔"

علماء کرام تو یہاں تک فرماتے ہیں:

> "رسول اللہ ﷺ کی قدرتی حیثیت اس قدر تھی کہ اگر آپ ﷺ مزاح نہ فرماتے تو لوگوں کا آپ ﷺ سے ملنا جلنا اور ملاقات کرنا دشوار ہو جاتا۔ تو اس رعب و دبدبہ کو ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قصداً مزاح فرمایا کرتے تھے۔"

نبی معظم ﷺ کا مزاح مبارک بڑا ہی پروقار اور اخلاقیات کی اعلیٰ اقدار کا جامع ہوا کرتا تھا، اور پھر آپ ﷺ کا مزاح فرمانا بہت ہی بامقصد ہوا کرتا تھا کہ اس سے تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے بڑے کثیر اور آسان مواقع میسر آتے تھے۔

کہا جاتا ہے:

"میٹھے بول میں جادو ہے۔"

اس جادو بھرے اخلاق سے اپنی بات سننے والے کو سمجھانا اور قائل کر لینا بہت آسان ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بڑے آدمی کی چھوٹی بات کو بھی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کی تو ہر بات ہی بڑی ہے، آپ ﷺ کا اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مزاح فرمانا ان کے دل کو کس قدر سکون و راحت بخشتا ہو گا جس سے ان کے ایمان کو بھی جلا ملتی ہو گی، وگرنہ آپ ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے:

> "اے لوگو! اگر تم لوگ وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو ان باتوں کی دہشت اور خوف کی وجہ سے تمہارا ہنسنا بہت کم اور رونا بہت زیادہ ہو جائے، یہاں تک کہ تم کھانا پینا چھوڑ دو، اور تم جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف نکل جاؤ۔" (طبرانی کبیر، الترغیب والترہیب)

تبسم (مسکراہٹ) ہنسی اور قہقہہ سب کی مراد ایک ہی ہے، لیکن کیفیات میں فرق ہے، چہرے کی وہ خوشی جس میں دانت ظاہر ہوں اور آواز بھی ہو کہ پاس بیٹھے ہوئے لوگ سن

لیں تو یہ قہقہہ ہے۔ اگر آواز دور نہ جائے، قریب تک جاسکے تو یہ ہنسی ہے اور جس ہنسی میں بالکل آواز نہ ہو، وہ تبسم (مسکراہٹ) ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

''زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔'' (جامع ترمذی، مسند احمد حنبل، مشکوٰۃ)

◆ ۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

''رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا اور میں نے ایسا خطبہ پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تمہیں معلوم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔''

یہ بات سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے۔ اور سسکیاں بھر کر رونے لگے۔'' (بخاری، مسلم)

◆ ۳ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تم لوگ لذتوں کو توڑنے والی (موت) کو کثرت سے یاد کرو تو تم اس چیز سے باز رہو جو میں دیکھ رہا ہوں، بس لذتوں کو ختم کرنے والی موت کا کثرت سے ذکر کرو، کیونکہ قبر جو دن بھی گزرتا ہے، وہ اس میں پکار کر کہتی ہے کہ میں تنہائی کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں.....'' الخ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

درج بالا حدیث میں ہر وقت کھلکھلا کر ہنسنے کی ممانعت کی گئی ہے، جس کی وجہ سے انسان فکر آخرت اور خوف خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے، البتہ مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا اخلاق اور مروت کا اظہار کرتے ہوئے مسکرانا، خوش ذوقی کے لیے تبسم ریز ہونا، یا کسی بات پر اس قدر مسکرانا کہ دانت دکھائی نہ دیں درست اور جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا شب و روز معمول مبارک یہی تھا کہ آپ ﷺ عام طور پر تبسم (معمولی مسکراہٹ) فرماتے تھے، جیسا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

> ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی انتہائی درجہ کی ہنسی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کے منہ کے اندرونی حصہ کو دیکھ لوں، بلکہ آپ ﷺ صرف تبسم فرماتے تھے۔''

کبھی کبھار آپ ﷺ کسی عجیب بات پر یا نادر واقعہ پر تبسم سے تھوڑا زیادہ مسکراتے، اور بعض اوقات آپ ﷺ کا اس قدر کھلکھلا کر ہنسنا بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگتیں۔

ایک صحابی نے عرض کیا:

> ''یارسول اللہ ﷺ میں نے سفید اور سیاہ دھاگہ اپنے تکیے کے نیچے رکھا تھا، جب تک ان میں فرق ظاہر نہیں ہو، میں سحری کھاتا رہا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ اس صحابی کے اس عمل پر کھلکھلا کر ہنسے۔'' (جامع البیان)

شارح بخاری ان روایات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ اکثر احوال میں صرف تبسم فرماتے تھے اور بعض اوقات ضحک بھی فرماتے۔ جو کہ تبسم سے اوپر اور قہقہہ سے کم ہے اور یہ بہت ہی شاذ و نادر پیش آیا ہے۔ داڑھوں کا ظہور بہت زیادہ تعجب کے وقت، بشری طبع پر عمل کرتے ہوئے واقع ہو۔''

اور بعض نے کہا:

> ''انیاب ضواحک، نواجذ داڑھوں ہی کو کہا گیا ہے، اس لیے باب الصیام میں نوجذ داڑھوں کا ذکر ہے، اس میں کسی خاص موقع پر قہقہہ لگا لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بسا اوقات کھل کر مسکرا لیتے تھے، حالانکہ ان کے

دلوں میں ایمان پہاڑوں سے بھی زیادہ تھا، اور بہر حال جو مکروہ چیز ہے وہ کثرت کے ساتھ ہنسنا ہے کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور یہی مذموم ناپسند ہے۔" (بخاری)

- ۴ رسول اللہ ﷺ کی پھوپی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پھوپھی جان! کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جاسکتی۔"

یہ سن کر وہ رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی عمر رسیدہ پھوپھی کو روتے دیکھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"پھوپھی جان! فکر نہ کریں! یہ سچ ہے کہ کوئی عورت بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان عورت کو جوان بنا کر جنت میں بھیجے گا۔"

اس پر وہ خوش ہوگئیں۔ (شمائل ترمذی، المواہب اللدنیہ)

- ۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آیا اور درخواست کی:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے سواری کے لیے اونٹ چاہیے۔"

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

"میں تو تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا۔"

اس نے کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے تو اونٹ چاہیے، میں اونٹنی کے بچے کو کیا

کروں گا۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔" (ادب المفرد)

◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے، چونکہ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا ہوتا تھا تو اکثر آپ ﷺ ان سے دل لگی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزاحاً یوں مخاطب فرمایا:

"اے دو کانوں والے!"

یہ ایسے ہی ہے جیسے ہم کسی باریش شخص کو "داڑھی والا" کہہ کر پکاریں یا کسی کو "سر والا" کہہ دیں۔" (شمائل ترمذی)

◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ سنجیدہ نہیں رہا کرتے تھے، نہ ہی میل جول میں تکلف برتتے تھے، میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر کے پاس ایک بلبل تھی، وہ اس سے کھیلا کرتا تھا، ایک دن وہ مرگئی۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ابو عمیر کو افسردہ دیکھا، پوچھا:

"ابو عمیر! تمہیں کیا ہوا؟ کس وجہ سے پریشان ہو؟"

بتایا گیا:

"اس کی بلبل مرگئی ہے جس کی وجہ سے ہر وقت پریشان رہتا ہے۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا:

یا ابا عمیر! ما فعل النغیر؟

''اے ابوعمیر! بلبل کا کیا بنا؟'' (البدایہ)

یہ لفظ جو کہ (ہم وزن الفاظ جیسے قافیہ) کے ساتھ مزاح کا ایک انداز ہے۔ جیسے ہم اپنی زبان میں کسی سے کہیں:

''بتاؤ نعمان تمہارا کون ہے نگہبان؟''

یہ جملہ ''یا اباعمیر!'' اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے بطور مزاح کے ارشاد فرمایا، مگر قربان جائیں! اس مزاح میں بھی علوم و معارف کے کتنے دریا بہا دیے ہیں۔

علمائے اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے اس جملے سے سو سے زائد مسائل کا استنباط فرمایا ہے۔ علامہ ابن القاص رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بدیہی مزاحیہ جملہ کے فوائد و معارف پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ (المواہب اللدنیہ)

◆ ٦ حضرت ام نبیط رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''ہم نے ایک لڑکی کی شادی بنو نجار میں کی۔ جب اس کی رخصتی کا موقع آیا تو ہم بنو نجار کی عورتوں کے ساتھ مل کر دف بجا بجا کر کہہ رہی تھیں۔''

اتینا کم فحیو نا نحییکم
و لو لا الذهب الاحمر ما حلت بوایکم

ترجمہ: ''ہم تمہارے پاس آئی ہیں، ہم تمہیں مبارک دیتی ہیں! تم ہمیں مبارک دو۔ اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو کوئی بھی تمہاری وادی میں آنے کو تیار نہ ہوتا۔''

اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت ام نبیط رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''کیا ہو رہا ہے؟''

حضرت ام نبیط رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''میں نے وہ شعر دہرایا تو آپ ﷺ نے دوسرے مصرع کو وزن پر فرمایا:

ولو لا الحنطة المسر أماسمت عذاریکم۔

ترجمہ: ''اگر سرخ گندم نہ ہوتی تو تم اتنی صحت مند نہ ہوتیں۔'' (سبل الہدیٰ والرشاد)

◆ ۹ رسول اللہ ﷺ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے، حالانکہ اتنے خوبرو نہ تھے، ایک مرتبہ آپ ﷺ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ یہ اپنا سامان بیچنے میں مشغول ہیں۔ آپ ﷺ اس کے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے، اور اپنے دونوں بازوؤں کو ان کی بغلوں کے نیچے سے ڈال کر ان کی کمر اپنے سینہ مبارک سے لگالی اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے، وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے اور انہوں نے کہا:

''ارے بھئی! کون ہے؟ چھوڑ دو مجھے!''

آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش کھڑے رہے، جب حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے آنکھ چرا کر تھوڑا سا دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ میرے آقا رحمت ﷺ ہیں تو بس پھر کیا تھا۔ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ اپنی کمر کو سینہ مبارک سے چپکا کر ملنے لگے گویا انوار و برکات رسالت کو اپنے اندر منتقل کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ نے مزاحاً فرمایا:

''کون ہے جو اس غلام کو خرید لے؟''

حضرت ابوزاہر رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے:

''یارسول اللہ ﷺ میں گھٹیا اور کھوٹا ہوں مجھے کون خریدے گا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے زاہر! (رضی اللہ عنہ) تو اللہ کے ہاں کھوٹا نہیں ہے، اس کے ہاں تو تمہاری بڑی قیمت ہے۔'' (شمائل ترمذی)

◆ ۱۰ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی، تب میں جوان تھی، ہمارے ساتھ کچھ اور مسافر بھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''تم لوگ آگے بڑھ جاؤ!''

جب وہ قدرے دور چلے گئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا:

''آؤ دوڑ لگاتے ہیں، دیکھتے ہیں کون آگے بڑھتا ہے؟''

جب دوڑ شروع ہوئی تو کچھ فاصلے پر جب میں آگے نکل گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر خاموشی اختیار فرمائی، پھر جب میری عمر کچھ زیادہ ہوئی تو ایک سفر میں پھر آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا، اس دوڑ میں آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

''یہ اس پہلی دوڑ کا بدلہ ہے، جو میں تم سے ہار گیا تھا۔'' (حیاۃ الصحابہؓ)

◆ ۱۱ 10 ھ میں قبیلہ سلامان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، وہ کل سات افراد تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی سب نے اسلام قبول کیا اور ضروری مسائل سیکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر شخص کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے علاقے کے حالات دریافت فرمائے، انہوں نے عرض کیا:

''قحط سالی کا شکار ہے! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اللہ ہمارے علاقے کو سیراب فرمادے۔''

آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم اسقھم الغیث فی دارھم۔

ترجمہ: ''یا اللہ! ان کے علاقے میں باران رحمت نازل فرما کر ان کو سیراب فرما۔''

قبیلہ سلامان کے وفد نے کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! اپنے ہاتھ بھی بلند فرمائیں کیونکہ اس طرح

قبولیت کی زیادہ امید ہوتی ہے۔“

یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیے، اور ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، اس کے بعد یہ لوگ اپنے وطن کو چلے گئے، ان کو معلوم ہوا کہ عین اسی دن اور اسی وقت بارش ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد)

◆ ۱۲ غزوہ احد میں بنو معاویہ الفارس کے غلام حضرت رشید ؓ بھی بڑی شجاعت کے ساتھ لڑ رہے تھے گھمسان کی جنگ تھی، وہ بنو کنانہ کے ایک زرہ پوش مشرک سے جا ٹکرائے، مشرک نے نعرہ لگایا:

”میں عویف کا بیٹا ہوں۔“

بنو حاطب کے غلام حضرت سعد اس کے مقابلے پر آئے۔ اس مشرک نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر وار کیا، اور ان کو شہید کر دیا۔ حضرت رُشید رضی اللہ عنہ اس مشرک پر حملہ آور ہوئے اور اس کے کندھے پر ایسا بھرپور وار کیا، جس نے اس کی زرہ کو کاٹتے ہوئے اسے دو ٹکڑے کر دیا، اور نعرہ لگایا:

”لے اس کا بدلہ لے میں فارسی غلام ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھا اور حضرت رُشید (ؓ) کا نعرہ بھی سماعت فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم نے یہ کیوں نہ کہا۔ لے میں انصاری غلام ہوں۔“

اتنے میں ابن عویف مشرک کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور حضرت رُشید ؓ پر حملہ آور ہوا اور نعرہ لگایا:

”میں عویف کا بیٹا ہوں۔“

حضرت رُشید ؓ نے اس مشرک کے حملے کا جواب دیا، اور اس کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی، جس نے اس کے خود کو کاٹ کر اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیے اور نعرہ لگایا:

"لے میں انصاری غلام ہوں۔"

یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

"تم نے بہت اچھا کیا اے ابو عبداللہ!"

آپ ﷺ نے اسے کنیت عطا فرمائی حالانکہ اس کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

(اسد الغابہ معرفتہ الصحابہ)

◆ ۱۴ 10 رمضان المبارک 8ھ کو رسول اللہ ﷺ اپنے دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، مقام ذی طویٰ میں آپ ﷺ نے لشکر کی ترتیب کی حضرت خالد بن ولید ؓ کو دائیں جانب مقرر فرمایا، انہیں مکہ کے زیریں حصہ سے داخل ہونے کا کہا اور حجون میں رسول اللہ ﷺ کا انتظام کرنے کا حکم ملا، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کو پیدل فوج پر مقرر فرمایا تمام دستے اپنے اپنے راستوں پر چل پڑے۔

جب آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کی عورتوں کو دیکھا (مجاہدین کے) گھوڑوں کے موہنوں پر دوپٹے مار رہی ہیں تو آپ ﷺ حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کی طرف دیکھ کر مسکرا دیے۔ (سیرت ابن ہشام)

◆ ۱۵ ایک بار عینیہ نامی ایک شخص نے مقام غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹیوں پر چھاپہ مارا، قبیلہ غفار کے ایک صحابی اپنی بیوی کے ساتھ ان کی حفاظت پر مامور تھے، عینیہ نے ان کو قتل کر دیا اور ان کی بیوی کو اور اونٹوں کو لے کر بھاگ گیا۔

سب سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا، چنانچہ وہ صبح ہوتے ہی ہتھیار لے کر غابہ جانے کا ارادہ سے نکلے، جب ثنیۃ الوداع پر چڑھے تو انہیں دشمن کے گھوڑے نظر آئے، انہوں نے سلع پہاڑ پر چڑھ کر مسلمانوں کو نعرہ لگا کر خبردار کیا اور خود دشمنوں کے پیچھے دوڑنے لگے، اور اکیلے ہی تیروں سے ان کو واپس کرنے لگے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پکار سن کر مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے نشانات سے دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے. رسول اللہ ﷺ بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے. بالآخر کچھ جانور چھڑوا لیے گئے. تین دشمن مارے گئے جبکہ ایک مسلمان شہید ہوا۔

غفاری کی بیوی کسی طریقے سے دشمنوں کے نرغے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی. وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو پورا واقعہ سنایا پھر کہنے لگی:

"یارسول اللہ! ﷺ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دشمن سے مجھے نجات دلوادی تو میں اس اونٹنی کو قربانی کروں گی۔"

آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

"تو نے اس اونٹنی کو برا بدلہ دیا۔ جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے تجھے نجات دلوائی ہے، تو اسے ذبح کرنا چاہتی ہے، اس چیز میں نذر کا اعتبار نہیں ہے جو تیری ملکیت نہ ہو۔" (سیرت ابن ہشام)

۱۵ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کے لیے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر چھپر بنایا گیا تاکہ آپ ﷺ وہاں سے میدان جنگ ملاحظہ فرماتے رہیں. دشمنوں کے کسی فرد کی آپ ﷺ تک رسائی نہ ہو سکے۔

اس چھپر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور دعا میں مشغول تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آگئی پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا:

"ابوبکر! خوش ہو جاؤ، یہ جبرائیل ہیں جن کے دانتوں پر غبار ہے۔"

پھر آپ ﷺ قرآن پاک کی آیت مبارکہ تلاوت کرتے ہوئے چھپر سے باہر تشریف لائے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾

ترجمہ: "اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔"

(سورۃ القمر: 45۔ سیرت النبیؐ)

◆ ۱۲ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"احد کے دن میرے بائیں بازو پر ایک زخم لگا، یہ زخم مجھے ایک لمبے آدمی نے لگایا تھا، وہ مجھے زخمی کرتا ہوا آگے بڑھ گیا، خون مسلسل بہنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"زخم پر پٹی باندھ لو۔"

میری والدہ ام عمارہ (رضی اللہ عنہا) میرے پاس آئیں انہوں نے میرے زخم پر پٹی باندھ دی، پھر مجھ سے کہا:

"بیٹے اٹھو، آگے بڑھو اور کفار سے جنگ کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ام عمارہ (رضی اللہ عنہا) بہت بہادر خاتون تھیں، مردوں کا سا حوصلہ رکھتی تھیں، اتنے میں وہی شخص سامنے آ گیا، جس نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ام عمارہ! یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔"

یہ سن کر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص پر حملہ کر دیا اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگائی، جس سے وہ سینے کے بل گرا۔

یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے، جس سے آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

"ام عمارہ! تو نے بدلہ لے لیا۔" (طبقات ابن سعد)

◆ ۱۳ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ جب سب لوگ آپ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے تو میری والدہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ ﷺ کے قریب آ گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ام عمارہ کے بیٹے ہو؟"

میں نے عرض کیا:

"جی ہاں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"پھینکو۔"

میں نے گھوڑے پر سوار ایک مشرک کو پتھر مارا۔ پتھر گھوڑے کی آنکھ میں لگا، گھوڑا بے قابو ہو کر سوار سمیت گر پڑا، پھر میں نے مسلسل اتنے پتھر برسائے کہ وہاں ایک چھوٹا سا ڈھیر لگ گیا۔

رسول اللہ ﷺ دیکھ کر مسکرا رہے تھے، اچانک آپ ﷺ کی نظر میری والدہ کے کندھے کے زخم پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی ماں کی خبر لو، اپنی ماں کی خبر لو اس کے زخم پر پٹی باندھو۔"

ان کے زخم کا گھاؤ اتنا گہرا تھا کہ سال بھر کے علاج کے بعد ٹھیک ہوا۔"

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے دن ارشاد فرمایا:

"جب بھی میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا میں نے ام عمارہ (رضی اللہ عنہا) کو دیکھا کہ وہ میری حفاظت میں ڈھال بنی ہوئی تھی۔"

اس کے اعزاز میں آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

"اللہ تعالیٰ تمہارے اہل خانہ پر برکتیں نازل فرمائے تمہارے سوتیلے باپ کا مقام فلاں فلاں سے بہتر ہے۔"

میری والدہ نے عرض کیا:

"دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب فرمائے۔"

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دے۔"

حضرت عبداللہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ میری ماں نے یہ دعا سنی تو کہا:

"اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں۔" (طبقات ابن سعد)

۱۸ حضرت انس بن مالک ؓ نے دس برس تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ ان دس سال کے دوران سفر و حضر میں حضرت انس بن مالک ؓ آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں:

"اتنے طویل عرصے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر غصہ نہیں فرمایا۔"

"ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بازار بھیجا جب میں بازار میں پہنچا تو ایک جگہ بچے کھیل رہے تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا جب کچھ دیر گزر گئی تو آپ ﷺ اس جگہ پہنچے آپ ﷺ چپکے سے میرے پیچھے کی طرف آئے اور مجھے پکڑ لیا۔ میں نے جب آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے انیس! جس کام کے لیے میں نے بھیجا ہے اسے جا کر کرو!"

(انس کی جگہ انیس فرمایا یعنی پیارے انس) (سنن ابی داود)

۱۹ حضرت سفینہ ؓ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ سفر کے دوران لوگوں کے پاس سامان کچھ زیادہ تھا تو انہیں اٹھانے میں تنگی ہو رہی تھی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا:

"چادر بچھاؤ!"

میں نے چادر بچھائی تو انہوں نے سارا سامان میری چادر میں اکٹھا کر دیا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا:

''سفینہ! اے اٹھاؤ!! تم بوجھ اٹھانے والی کشتی ہو۔''

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد دو دو تین تین اونٹوں حتیٰ کہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھالیتا تھا۔'' (تاریخ اسلام)

اس طرح ایک واقعہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''جب ایک بار سفر میں لوگوں کو سامان اٹھانے میں دقت ہونے لگی تو سب نے سامان میرے اوپر لاد دیا رسول اللہ ﷺ میرے قریب سے گزرے تو فرمایا:

''بریدہ! تم تو سامان اٹھانے والے اونٹ لگ رہے ہو۔'' (تاریخ اسلام)

۲۰ حضرت ابن ابی الورد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرا رنگ سرخی مائل تھا، رسول اللہ ﷺ نے میری طرف نظر کرم فرمائی اور کہا:

''تم تو گلاب کا پھول لگ رہے ہو۔'' (شرح السنۃ)

۲۱ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے دنوں میں جب خندق کھودی جا رہی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں بڑی سرگرمی دکھائی، رسول اللہ ﷺ انہیں اس زور و شور سے کام کرتے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

مسلسل کھدائی سے تکان کے باعث انہیں نیند آ گئی، حضرت عمارہ انصاری رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سو رہے ہیں تو انہوں نے ان کے ہتھیار اتار دیے، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اتنی گہری نیند سو رہے تھے کہ انہیں ہتھیار اتار دیے جانے کا پتہ بھی نہ چلا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس قدر بے خبری سے سوتا ہوا پایا مسکرائے اور انہیں جگاتے ہوئے فرمایا:

"اے نیند والے اٹھو!" (سیرۃ النبیؐ)

◆ ۲۲ حضرت ام خالد ؓ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ بچپن میں اپنے والدین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اس وقت انہوں نے سرخ رنگ کی قمیص زیب تن کی ہوئی تھی وہ ابھی بچی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی قمیص دیکھ کر فرمایا:

"یہ سنہ ہے سنہ۔"

(یہ حبشی زبان کا لفظ ہے جو کسی چیز کی خوبصورتی دیکھ کر خوش طبعی کے لیے کہا جاتا ہے)

اس طرح ایک بار آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سیاہ رنگ کی پھولدار چاد آئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے پوچھا:

"بتاؤ یہ چادر کسے دینی چاہیے؟"

صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ جسے بھی دیں ٹھیک ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام خالد ؓ کو طلب فرمایا۔ اور وہ چادر انہیں عطا کی او فرمایا:

"اسے پہنو! اور استعمال کرتی رہو۔"

پھر آپ ﷺ نے اس چادر کی خوبصورت دھاریوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"یہ سنہ ہے سنہ۔"

حضرت ام خالد ؓ یہ سن کر بہت لطف اندوز ہوئیں۔ (طبقات ابن سعد)

◆ ۲۳ حضرت معمر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں:

"حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی خدمت کا شرف حاصل ہو، جب رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں قربانی فرمائی تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے بال تراشنے کا حکم دیا، میں نے استرا پکڑا

اور آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو مزاح کی غرض سے فرمایا:

"اے معمر! اللہ کے رسول ﷺ نے اس حال میں اپنا سر تیرے حوالے کیا جب کہ تیرے ہاتھ میں استرا ہے۔"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! واللہ! یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے۔" (مسند احمد)

۲۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے دلیہ بنایا، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں، آپ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔

میں نے ان سے کہا:

"تم بھی کھاؤ۔"

انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔

میں نے کہا:

"کھاؤ! ورنہ میں تمہارے منہ پر مل دوں گی۔"

انہوں نے پھر بھی نہ کھایا، چنانچہ میں نے وہ دلیہ تھوڑا سا ان کے منہ پر مل دیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور آپ ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

"اے سودہ! تم بھی یہ عائشہ کے منہ پر ملو!"

یہ فرما کر آپ ﷺ نے مجھے پکڑ لیا اور فرمایا:

"عائشہ کے چہرے پر ملو!"

جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دلیہ میرے منہ پر ملا تو رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ مسکرائے۔" (الرسول)

۲۵ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ مزاح اور دل لگی فرمایا کرتے تھے۔"

حضرت عبد اللہ بن حارث ؓ فرماتے:

"رسول اللہ ﷺ چند بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے فرماتے:

"بچو! تم میں سے مجھے سب سے پہلے جو پکڑے گا اسے اتنا انعام دیا جائے گا۔"

"چنانچہ بچے آپ ﷺ کو پکڑنے کے لیے آپ ﷺ کی طرف دوڑ لگاتے تو کچھ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر اور کچھ سینہ اقدس پر گرتے تو آپ ﷺ ان کو چوم کر اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔" (مسند احمد)

۲۶ حضرت محمد بن ربیع ؓ کہتے ہیں:

"مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات یاد ہے کہ میری عمر اس وقت پانچ سال تھی، آپ ﷺ ہمارے پاس آتے اور آپ ﷺ نے کلی فرما کر پانی میرے منہ پر پھینک دیا۔" (شرح زرقانی، مواہب اللدنیہ)

۲۷ حضرت عبد اللہ بن بسر مازنی ؓ کہتے ہیں:

"ایک دن میری والدہ نے انگوروں کا ایک گچھا دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دے آؤ۔ میں انگور لے کر آپ ﷺ کی طرف آیا اور راستے میں سارے انگور کھا گیا بعد میں جب میری والدہ نے آپ ﷺ سے پوچھا:

"کیا عبد اللہ نے آپ ﷺ کو انگور دیے تھے؟"

رسول اللہ ﷺ نے انکار میں جواب دیا۔

اس کے بعد جب بھی میں آپ ﷺ کے پاس جاتا تو آپ ﷺ مجھے از راہ مزاح فرماتے:

"او چال باز۔" (سبل الہدیٰ والرشاد)

۲۸ حضرت صہیب رومی ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جبکہ ان کی آنکھ آئی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے، حضرت صہیب رومی ؓ بھی ساتھ کھانے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجوریں کھاتا دیکھ کر فرمایا:

"کمال ہے! آنکھ آئی ہوئی ہے اور کھجوریں کھا رہے ہو!"

حضرت صہیب رومی ؓ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میں صحیح آنکھ کی طرف سے کھا رہا ہوں۔"

یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے۔ (سنن ابن ماجہ، مسند احمد)

۲۹ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ایک بار میرے حجرہ میں جلوہ فرما ہوئے تو حجرہ کے پردے ہوا سے اڑنے لگے، ایک بار جب پردہ اڑا تو پردے کے پیچھے کچھ گڑیاں جو میں نے رکھی ہوئی تھیں، ان پر آپ ﷺ کی نظر پڑ گئی، آپ ﷺ نے ان گڑیاں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"عائشہ (ؓ) یہ کیا ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ یہ گڑیاں ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے پروں والے ایک گھوڑے کو دیکھ کر پوچھا:

"عائشہ! (ؓ) یہ کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"یہ گھوڑا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس کے اوپر کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! یہ گھوڑے کے پر ہیں۔''

آپ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے کہا:

''بھلا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں۔''

میں نے کہا:

''کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا پروں والا تھا۔''

یہ سن کر آپ ﷺ کھلکھلا کر ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔'' (سنن ابی داود)

۲۰ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارے ساتھ کچھ اعرابی بھی تھے، ہماری طرح اعرابی بھی پانی تک جلد پہنچنے کی کوشش کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پہلے پانی پر قبضہ کر کے حوض بھر لیا، اور اس کے ارد گرد پتھر رکھ دیے، اور اس پر چمڑا پھیلا دیا تاکہ اس کے ساتھی آ جائیں اور پانی لے لیں، ایک انصاری آیا اور اس نے اپنی اونٹنی کو وہاں پانی پلانا چاہا اعرابی نے روکا، جب انصاری نے پلانے پر زور دیا تو اعرابی نے لکڑی اٹھا کر انصاری کے سر پر ماری جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا، انصاری چونکہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کا ساتھی تھا اس نے اسے سارا ماجرا سنایا تو اس نے بگڑ کر کہا:

''ان اعرابیوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ! کے پاس ہیں، یہ بھوک کے مارے خود ہی بھاگ جائیں گے۔''

یہ لوگ کھانے پینے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جایا کرتے تھے اور کھا پی لیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی سلول نے کہا:

"جب اعرابی محمد (ﷺ) کے پاس سے چلے جائیں، تب محمد ﷺ کو کھانا دیا کرو تا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی کھا لیں۔"

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا:

"اب جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہم عزت دار ذلیلوں کو نکال دیں گے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں نے اس منافق کی بات سن لی چنانچہ میں نے اپنے چچا کو خبر دی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا، رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سلول کو بلایا، اور اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ مکر گیا اور قسم کھالی، رسول اللہ ﷺ نے اسے سچا اور مجھے جھوٹا قرار دیا میرے چچا نے آ کر مجھ سے کہا:

"تو نے یہ کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ تجھ سے ناراض ہوئے ہیں اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا جانا ہے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مجھے اتنا دکھ ہوا کہ کسی کو اتنا نہ ہوا ہوگا میں سخت افسوس کی حالت میں سر جھکائے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیے، آپ ﷺ کی اس ادا سے اس قدر خوشی ہوئی کہ اگر مجھے دنیا میں ابدی زندگی بھی مل جاتی تو بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔" (جامع ترمذی)

۳ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ ﷺ ہنس پڑے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ کس بات سے ہنسے ہیں؟"

"آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرا ہنسنا مومن کے معاملہ پر تعجب کی وجہ سے ہے کہ اس کا ہر معاملہ خیر پر ہے۔ اگر اس کو بھلائی ملتی ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے لیے خیر ہے مومن کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ جس کا ہر معاملہ خیر ہی ہو۔" (سنن دارمی۔ مسند احمد)

◆ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک بدو آیا اس نے ان الفاظ سے دعا کی:

"اے اللہ! میری اور محمد ﷺ کی مغفرت فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور کی مغفرت نہ فرما۔"

اس کی یہ دعا سن کر آپ ﷺ ہنسے اور فرمایا:

"تو نے ایک کشادہ شے کو تنگ کر دیا ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

خُورد و نوش

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں بہت تھوڑا کھانا کھایا۔ اور بعض دفعہ کئی کئی روز کے روزے جن کو صوم وصال کہا جاتا ہے رکھتے رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا تناول نہ فرمایا۔

◆ ۱ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی شکم سیری نہ فرمائی۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال میں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ ان سے کھانا طلب نہ فرماتے اور نہ ہی اظہار خواہش فرماتے۔ اگر وہ کھانا پیش کرتے تو تناول فرمالیتے۔ جو کچھ پیش کرتے کھا لیتے اور جو پلاتے نوش فرمالیتے۔" (مدارج النبوۃ)

◆ ۲ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم کھانے اور پینے میں عیش وعشرت نہیں کرتے جس طرح چاہتے ہو؟ بے شک میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا (بعض) دقل میں اتنی چیز بھی میسر نہ ہوتی کہ جس سے آپ ﷺ پیٹ بھر لیتے۔" (دقل ایک کھانا ہے جس میں کھجوریں اور دیگر اجناس ملی ہوتی ہیں۔ اور یہ فقرا کی خوراک ہے) (مسلم ترمذی۔ مدارج النبوۃ)

◆ ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کئی کئی رات پے در پے بھوکے گزار دیتے کہ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود نہ ہوتا تھا۔

حالانکہ اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔" (ترمذی)

◆ 4 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ہم کبھی پورا مہینہ آگ نہیں جلاتے تھے، ہمارا کھانا صرف پانی اور کھجوریں ہوتا تھا مگر یہ کہ کبھی کہیں سے تھوڑا سا پکا ہوا گوشت آ جاتا۔"

(بخاری، مسلم)

◆ 5 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے تمام عمر جو کی روٹی سے بھی مسلسل دو یوم میں پیٹ نہیں بھرا۔" (ترمذی)

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں اور ان جیسی بہت سی دیگر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ اس جہانِ فانی کے خورد و نوش کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے، ورنہ اگر وہ چاہتے تو تہامہ کے پہاڑ آپ ﷺ کے لیے سونے کے بنا دیے جاتے۔ (الحدیث)

حقیقت تو یہ ہے:

مالکِ کونین ہیں گو کچھ پاس رکھتے نہیں!
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

رسول اللہ ﷺ خود فرماتے ہیں:

أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔

ترجمہ: "مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔" (بخاری)

خورد و نوش کے تحت درج بالا احادیث مبارکہ یا ایسی ہی دیگر روایات کی بناء پر تاجدارِ انبیاء محبوبِ کبریا ﷺ کو غریب، نادار یا مفلس کہنا سخت حرام ہے، اگر توہین کی نیت سے کہے گا تو کفر کا اندیشہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الشیخ تقی الدین سبکی نے "السیف المسلول" میں نقل کیا ہے کہ فقہائے

(اندلس نے متفقہ طور پر اس شخص کے قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا فتویٰ دیا، جس نے دوران مناظرہ رسول اللہ ﷺ کا استخفاف کیا اور (توہینا) آپ ﷺ کو یتیم کہہ کر نام لیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا زہد ضروری تھا۔ اور قصد و اختیار سے نہ تھا اگر اچھے کھانوں پر قدرت پاتے تو ضرور کھاتے (یعنی مجبوراً تھوڑا اور سادہ کھانا تناول فرماتے کہ ملتا نہ تھا) (انتہیٰ)

ایسے ہی ایک مصری شخص نے دوسرے سے بطریق طعن و ذلت کہا:

"تو کون ہے تیرا باپ تو بکریاں چراتا تھا۔"

اس شخص نے جواباً کہا:

"میرے باپ نے بکریاں چرائیں تو نبی کریم ﷺ نے بھی تو بکریاں چرائی ہیں۔"

اس پر بعض علماء نے تفریر کا حکم دیا اور بعض نے قتل کا کیونکہ اس نے اپنی ذات سے عیب و عار کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا استخفاف توہین کیا، ہاں اگر بطور مسئلہ یا بطور واقعہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریاں چرائیں تو جائز ہے۔" (مدارج النبوۃ ج:1)

◆ ۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی شخص اللہ کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ یا السلام علیکم کہہ کر) گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے:

لَا بَيْتَ لَكُمْ وَلَا عِشَاءَ۔

"تمہارے لیے اس گھر کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور کھانے میں بھی تم شریک نہیں ہو سکتے۔"

(یعنی نہ یہاں رہ سکتے ہو نہ کھا سکتے ہو)

اگر کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لینا (بسم اللہ وغیرہ کہنا) بھول جائے تو شیطان اپنے بھائیوں سے کہتا ہے:

"تم نے رہنے کے لیے گھر پالیا۔"

اور جب بندہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا بھول گیا تو شیطان کہتا ہے:

کتم المبیت والعشاء۔

"گھر میں رہنے کے ساتھ ساتھ کھانے میں بھی شریک ہو سکتے ہو۔" (مسلم)

کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

کھانے سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں

◆ ۱ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا چاہیے۔" (ترمذی)

◆ ۲ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا، اسی طرح کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کھانا لینا ہو تب بھی دایاں ہاتھ استعمال کریں۔ (مسلم)

◆ ۳ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا چاہیے، کھانے میں جتنے ہاتھ شامل ہوں گے، اتنی ہی برکت ہوگی۔ (ابوداؤد۔ مشکوۃ)

◆ ۴ کھانے کی ہر مقدار اور ہر طرح کے کھانے پر قناعت کر لینا یعنی جتنا اور جیسا کھانا مل جائے اس پر راضی رہنا اور اللہ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیے۔" (امام مالک)

◆ ۵ کھانا کھانے کے لیے اکڑوں بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں، اور سرین زمین پر ہو یا ایک گھٹنا کھڑا ہو اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا دونوں گھٹنے زمین پر بچھا کر قعدہ کی حالت میں بیٹھے اور آگے کی طرف ذرا جھک کر کھانا کھائے۔

(عمدۃ القاری)

◆ ۶ جوتے اتار کر کھانا کھائیں۔ (دارمی)

◆ ۷ کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ ہو اور بڑا ہو ان سے شروع کرائیں۔ (مسلم)

- ۸ دسترخوان زمین پر بچھا کر کھانا کھائیں۔ (بخاری، شمائل ترمذی)
- ۹ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یا بِسْمِ الله علی برکته الله) پڑھ کر کھانا شروع کریں۔ (ابوداؤد)
- ۱۰ اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آ جائے تو یوں پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ (ابوداؤد، ترمذی)
- ۱۱ کھانے میں پھونک نہ ماریں۔ (ترمذی)
- ۱۲ دسترخوان پر مختلف کھانے ہوں تو ہاتھ گھمانا جائز ہے۔ (ترمذی)
- ۱۳ گوشت کا بڑا پارچہ ہو تو اس کو چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہے۔ (بخاری، مسلم)
- ۱۴ تیز گرم کھانا نہ کھائیں ذرا دم لیں سہانا ہو جائے تب کھائیں۔ (مسند احمد)
- ۱۵ کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ زمین پر گر جائے تو چاہیے کہ اسے اٹھا لے اور صاف کر کے کھا لے۔ اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ (مسلم)
- ۱۶ جب کھانا کھا چکے تو انگلیوں کو چاٹ لے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)
- ۱۷ کھانا کھانے کے درمیان کوئی آ جائے تو اس کو کھانے کی دعوت دیں۔ (ابن ماجہ)
- ۱۸ جس خادم نے کھانا پکایا ہو، اسے کھانے میں شامل کرنا یا اس کو کھانے میں سے کچھ الگ دے دینا چاہیے۔ (مسلم)
- ۱۹ اس گھر میں خیر و برکت ہوگی جس گھر میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کی عادت ہو۔ (ابن ماجہ)
- ۲۰ جو شخص پیالے میں کھائے اور پھر اسے چاٹے تو پیالہ (وغیرہ) اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)
- ۲۱ اگر آپ کا ساتھی کھا رہا ہے، تو حتی الوسع اس کا ساتھ دیں تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھا لے، مجبوری ہو تو عذر کرلیں۔ (ابن ماجہ)

۲۲ دسترخوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)

۲۳ کسی دوسرے کے دسترخوان پر کھانا کھائے تو اس کے لیے یہ دعا بغیر ہاتھ اٹھا پڑھ لے۔

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَّنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔ (ترمذی)

۲۴ کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۲۵ کھانا کھانے کے بعد جب انگلیاں چاٹیں تو پہلے بڑی انگلی۔ اس کے بعد کلمے والی انگلی اس کے بعد انگوٹھا (اگر باقی انگلیاں استعمال ہوئی ہوں تو بعد میں)۔ (طبرانی)

۲۶ دسترخوان اٹھ جائے تو یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنِيً عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری، ترمذی)

۲۷ کھانا کھانے میں سرکہ کا استعمال رکھیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۲۸ کھانا کھانے کے بعد پانی نہ پئیں (پہلے یا درمیان میں پی لیں) (زادالمعاد)

۲۹ کھانا کھانے کے بعد فوراً نہیں سونا چاہیے، یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے۔

(زادالمعاد)

۳۰ دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا چاہیے۔ (زادالمعاد)

۳۱ ٹیک لگائے بغیر کھانا کھائیں۔ (بخاری)

ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے قبض ہوتی ہے اور قبض تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔

۳۲ جب موسم کا پہلا پھل کھائیں تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا اٰخِرَهٗ۔

اس کے بعد پہلے کسی معصوم بچے کو کھلائیں بعد میں خود کھائیں۔ (زادالمعاد)

۲۲ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ تا کہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔ (خصائل ترمذی)

پانی پینے سے پہلے آپ ﷺ کی سنتیں

جس طرح کھانا اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے، اسی طرح پانی بھی اللہ کی بیش بہا نعمت ہے، جس کا کوئی بدل نہیں، اور بغیر خدا کی مدد کے اس کا حصول محال ہے پانی کا ایک ایک گھونٹ جس کو انسان اپنے حلق میں انڈیلتا ہے۔ خدا کی قدرت کاملہ کے کرشمہ کے ساتھ ہی اس تک پہنچتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قرآن سے عربی لگائیں

ترجمہ: "اور چلائیں ہم نے رس بھری ہوائیں پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تم نہیں اس کا خزانہ کرنے پر قادر۔" (سورہ الحجر)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

قرآن سے عربی لگائیں:

"بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے۔ اگر ہم چاہیں کر دیں اس کو کھارا، پھر کیوں نہیں احسان مانتے۔" (سورہ الواقعہ)

۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔" (بخاری)

۲ مسلم کی روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔

"(اس طرح پانی پینا) سیراب کرتا ہے، صحت بخش ہے اور جلد ہضم

ہوتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات عالیہ ہیں:

۱ دائیں ہاتھ سے پانی پئیں کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پانی پیتا ہے۔ (مسلم)

۲ تین سانس میں پانی پئیں اور سانس برتن سے منہ الگ کر کے لینا چاہیے۔ (مسلم، ترمذی)

۳ پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہیں۔ (بخاری)

۴ پینے کی چیز میں پھونک نہ ماریں۔ (ابوداؤد)

۵ پانی دیکھ کر پینا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

۶ پانی بیٹھ کر پینا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

۷ آب زمزم کھڑے ہو کر پئیں۔ (بخاری، ترمذی)

۸ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پئیں۔ (بخاری، ترمذی)

۹ مشکیزے (اور جس جگہ سے ایک دم پانی آنے کا خدشہ ہو) کو منہ لگا کر نہ پینا چاہیے۔ (مسلم، ترمذی)

۱۰ چاندی یا سونے کے برتن میں نہ کھانا کھانا چاہیے اور نہ پینا۔ (آپ ﷺ نے فرمایا، جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا ہے یا پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخی آگ بھڑکاتا ہے)۔ (بخاری، مسلم)

۱۱ برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے نہ پینا چاہیے۔ (ابوداؤد)

۱۲ شب کو رکھا ہوا پانی دن کو پینے میں استعمال کریں، (یعنی ٹھنڈا پانی نوش کرنا) (بخاری)

۱۳ جو شخص دوسروں کو پلائے، اس کو خود آخر میں پینا چاہیے۔ (ترمذی)

۱۴ خود پی کر دوسروں کو دینا ہو تو (پہلے) دائیں جانب والے کو دینا چاہیے۔ (بخاری، ترمذی)

◆ ۱۵ ہر پینے کی چیز پی کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔

اور دودھ پینے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا لَنَا مِنْهُ۔ (ترمذی)

غذائے مبارک

رسول اللہ ﷺ مخصوص غذاؤں کا تکلف نہ فرماتے تھے، بلکہ اہل مدینہ کی عام روش کے مطابق، جو کچھ حاضر ہوتا، مثلاً گوشت، ترکاری، پھل روغن زیتون، شہد، کھجور وغیرہ تناول فرمالیتے تھے۔

گوشت

رسول اللہ ﷺ کو گوشت بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے گوشت کو کھانوں کا سردار فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے شوربے والا اور بھنا ہوا گوشت بھی تناول فرمایا۔

◆ ۱ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھنا ہوا گوشت کھایا۔“ (شمائل ترمذی)

◆ ۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”ایک بار سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں ایک عورت نے دو چپاتیاں اور تھوڑا سا پکا ہوا گوشت ہدیتاً پیش کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالے میں رکھ کر کسی چیز سے ڈھانپ دیا اور تاجدار عرب وعجم ﷺ کے حضور پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ پیالہ اٹھا کر دیکھا تو وہ گوشت اور روٹی سے بھرا

ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا حیران رہ گئیں، اور سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تمہارے پاس یہ کہاں سے آیا؟"

انہوں نے عرض کیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ: "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پیاری بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تجھے حضرت مریم علیہا السلام کے مشابہ بنایا ہے، ان کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جب کوئی ان سے پوچھتا کہ یہ چیز کہاں سے آئی ہے تو وہ یہی جوب دیتیں۔"

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

پھر آپ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے وہ گوشت اور روٹی سیر ہو کر تناول فرمائی، مگر پیالہ میں گوشت (اور روٹی) بدستور موجود رہا، پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ کھا ہمسایوں میں تقسیم فرما دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں خیر کثیر اور برکت عطا فرمائی۔"

(خصائص کبریٰ ثانی

◆ ۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہم غزوہ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک پتھر اس طرح نکلا، جو کسی طرح ہم سے نہ ٹوٹ سکا، جب ہادی اکبر ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور خندق میں اترے، حالانکہ آپ

ﷺ تین دن کے فاقہ سے تھے، اور آپ ﷺ کے شکم مبارک پر پتھر بندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ایک کدال اس پتھر پر ماری تو وہ ریت کے ٹیلے کی طرح ریزہ ریزہ ہوگیا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"اس کے بعد میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے پوچھا:

"کچھ کھانے کا انتظام ہو تو بتاؤ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت فاقہ سے دیکھا ہے۔"

انہوں نے کوئی پونے تین وسق جو نکالے اور ایک بکری کا بچہ تھا اسے ذبح کیا، میری بیوی نے جو کا آٹا پیسا اور گوشت کی ہنڈیا چولہے پر چڑھا دی، ادھر میں نے سیاح افلاک ﷺ کی خدمت اقدس میں چپکے سے عرض کی:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر میرے یہاں تشریف لے چلیں۔ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے۔ اور تھوڑا سا جو کا آٹا ہے۔"

سید موجودات ﷺ بہ آواز بلند تمام لوگوں میں اعلان فرما دیا:

"اے خندق کھودنے والو! جابر (رضی اللہ عنہ) نے تمہاری دعوت کی ہے، جابر (رضی اللہ عنہ) کے گھر چلو۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"جب تک میں نہ آؤں ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور روٹی بھی پکائی شروع نہ کرنا۔"

پھر ہادی برحق ﷺ تشریف لائے، اور لعاب دہن مبارک کو گوندھے ہوئے آٹے میں اور ہانڈی میں ڈال کر دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے روٹی پکانے والی کو بلوایا اور ہدایت فرمائی کہ ہانڈی کو چولہے سے نہ اتارنا اور پیالے بھر بھر کر کھلاتی رہنا۔"

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

> "خندق والے ہزار آدمی تھے، خدا کی قسم سب نے آسودہ ہو کر کھایا اور پھر بھی ہانڈی بھری ہوئی اسی طرح جوش ماری تھی اور آٹے میں بھی کچھ کم نہ ہوا تھا۔" (صحیحین)

رسول اللہ ﷺ نے مختلف جانوروں کا گوشت تناول فرمایا، آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسلسل معمول کے مطابق گوشت تو نہ کھایا۔ البتہ گوشت آپ ﷺ کی غذا کا معمول ضرور تھا، اور آپ ﷺ نے اسے وقتاً فوقتاً تناول فرمایا۔ آپ ﷺ نے جن جانوروں کا گوشت تناول فرمایا، ذیل میں بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بکری کا گوشت

۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> "رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے (بکری) کا گوشت آیا۔ اس میں سے دست (بونگ) کا گوشت خدمت اقدس میں پیش کیا گیا، کیونکہ دست کا گوشت آپ ﷺ کو پسند بھی تھا، اور آپ ﷺ نے اسے دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔" (شمائل ترمذی)

۲ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

> "میں نے نبی محترم ﷺ کے لیے ہانڈی تیار کی، چونکہ دست (بونگ) کا گوشت حضور ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ اس لیے میں نے ایک بونگ پیش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ پھر دوسری طلب فرمائی، میں نے خدمت اقدس میں پیش کر دی پھر آقائے نامدار ﷺ نے اور دست طلب فرمایا تو میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں۔"

تاجدار عرب و عجم ﷺ فرمانے لگے:

"مجھے قسم ہے اس ذات مقدسہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تو خاموش رہتا تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا. یونہی نکلی رہتی۔" (سبحان اللہ تعالیٰ) (خصائل کبریٰ جز ثانی)

◆ ۳ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بہترین گوشت پیٹھ کا ہے۔" (ترمذی)

◆ ۴ رسول اللہ ﷺ نے گوشت کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ بخاری کی ایک حدیث ہے:

جس کے راوی حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں بکری کا شانہ ہے، اور اس میں سے گوشت کاٹ کر تناول فرما رہے ہیں، آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے شانہ اور وہ چھری رکھ دی، جس سے گوشت کاٹ رہے تھے، پھر کھڑے ہوئے اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔" (بخاری)

◆ ۵ ابن ماجہ ہی میں حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا پھر اپنے ہاتھ پتھروں سے صاف کرتے دوبارہ وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔"

(ابن ماجہ)

◆ ۶ رسول اللہ ﷺ کو پشت اور دست کا گوشت بہت زیادہ پسند تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک روز رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گوشت آیا۔ وہ دستی کا تھا، آپ

ﷺ اس میں سے دانتوں کے ساتھ توڑ کر تناول فرما رہے تھے۔" (ترمذی)

۷ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس مہمان تھا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے بکری کے گوشت کے ایک حصہ بطور خاص بھنوایا، اور پھر اس میں سے چھری کے ساتھ کاٹ کاٹ کر مجھے عنایت کرتے جاتے تھے۔ (ترمذی)

نیل گائے (گوخر)

۱ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک گوخر دیکھا اور اس کو شکار کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابوقتادہ! اس گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟"

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! اس کا پاؤں ہمارے پاس ہے۔"

"رسول اللہ ﷺ نے اسے پکڑا اور تناول فرمایا۔" (بخاری، مسلم)

خرگوش

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم نے مقام مرالظہران میں ایک خرگوش کو (اس کے مقام سے) نکالا۔ لوگ اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے، مگر میں نے اسے پکڑ ہی لیا۔ اور اسے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے سرین یا رانیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت انور میں بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

"آپ ﷺ نے تناول فرمالیا۔" (بخاری)

مرغ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت تناول فرمارہے تھے۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ترمذی فی الشمائل)

حباریٰ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا۔"

(حباریٰ کے معنی میں علماء کرام کا اختلاف ہے، کسی نے "بھٹ تیتر" کسی نے "بٹیرا" اور کسی نے "چرز" اس کا ترجمہ بتایا ہے، مصباح اللغات نے اس کا ترجمہ "سرخاب" لکھا ہے۔

(سنن ابی داؤد، ترمذی)

مچھلی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"میں نے جیش خبط: کا جہاد کیا ہم پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ امیر مقرر کیے گئے۔ ہم کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی، سمندر نے ایک مچھلی کنارے پر پھینکی ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی، اس کو "عنبر" کہا جاتا تھا، ہم اسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔"

ایک دن حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ایک مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی اور اسے زمین پر رکھا وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ اونٹ سوار اس کے نیچے سے گزر گیا، جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کو عرض کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کھاؤ وہ رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے، اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا کچھ گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ "

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"ہم نے اس مچھلی کا گوشت بارگاہ عالیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا، اور تاجدار انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تناول فرمایا۔ " (بخاری، مسلم)

◆ ۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمول کی غذاؤں میں مچھلی کا شمار بھی ہوتا ہے۔ احادیث میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مچھلی کا گوشت پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمایا۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی بھی حلال جانور اور پرندے کو ذبح کر کے کھانے کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے، مگر مچھلی کا معاملہ اس سے یکسر مختلف ہے، ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت درج ہے وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہمارے لیے دو مردے حلال ہیں اور دو خون (مردے سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہے جبکہ خون سے مراد کلیجی اور تلی ہے)" (ابن ماجہ)

قدید

◆ ۱ تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا:

"مجھے بھی قدید عنایت فرمائیے۔ "

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قدید سامنے رکھا تھا، اس میں سے اسے بھی عطا فرمایا۔

اس عورت نے عرض کیا:

"اپنے منہ سے نکال کر دیجئے۔ "

آپ ﷺ نے اپنے منہ سے نکال کر اسے عطا فرمایا، اور وہ کھا گئی، اس روز کے بعد کبھی بھی اس عورت کے منہ سے قبیح اور فحش کلام سننے میں نہ آیا۔ (خصائص کبریٰ جز اول)

(قدید خشک کیا ہوا گوشت ہوتا ہے۔ جسے پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے۔)

ثرید

ثرید اہل عرب کے نزدیک ایک بہترین کھانا خیال کیا جاتا ہے، تاجدار انبیاء ﷺ ثرید کو بڑی چاہت سے تناول فرماتے تھے۔

◆ ١ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین کھانا روٹی کا ثرید اور حیس کا ثرید تھا۔" (ابی داؤد)

ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی کی اس روایت سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

◆ ٢ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔" (شمائل ترمذی)

◆ ٣ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس کے کناروں سے کھاؤ درمیان سے نہ کھاؤ، کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

◆ ٤ حضرت عکراش بن ذویب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہمارے پاس ایک بڑا پیالہ لایا گیا، جس میں بہت سا ثرید اور بوٹیاں تھیں، میرا ہاتھ پیالے میں ہر جانب بڑھتا تھا (یعنی میں اپنے آگے سے نہیں کھاتا تھا، بلکہ کبھی کہیں سے اور کبھی کہیں سے) جبکہ رسول اللہ

ﷺ اپنے آگے سے تناول فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔"

پھر ہمارے آگے ایک طباق لایا گیا، جس میں مختلف قسم کی کھجوریں تھیں، میں اپنے آگے سے ہی کھاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ طباق کی مختلف جگہوں سے تناول فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عکراش! اب جہاں سے تیرا جی چاہے کھا کیونکہ یہ کھانا ایک قسم کا نہیں۔"

پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے ہاتھوں کی تری کو اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر مل لیا اور فرمایا:

"اے عکراش! یہ اس کھانے کا وضو ہے جو آگ سے پکایا گیا ہو۔"

(ترمذی، مشکوۃ)

جو یا گندم کی روٹی کو گوشت کے شوربے میں پکانا یا گوشت کے شوربے میں روٹی توڑ کر بھگونا تاکہ اچھی طرح گل جائے ثرید کہلاتا ہے، "ثرید خبز" روٹی اور شوربے سے اور "ثرید حیس"، کھجور، گھی اور روٹی سے تیار کیا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

کدو

سراپا رحمت و کرم نبی مکرم ﷺ کو کدو بہت پسند تھا اور آپ ﷺ اکثر جب میسر ہوتا اسے تناول فرماتے اور اپنی غذا کے معمولات میں اس کا شمار رکھتے۔

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور دعوت دی، میں بھی ساتھ ہی تھا۔ اس درزی نے جو کی روٹی اور شوربا پیش خدمت کیا، جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے، میں نے رسول

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو تلاش فرما کر تناول فرما رہے تھے، میں اس روز کے بعد ہمیشہ کدو کو پسند کرنے لگا۔"

(بخاری، مسلم، ترمذی)

٢ حضرت جابر بن طارق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کدو کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جا رہے ہیں، میں نے عرض کیا:

"ان کا کیا بنے گا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"سالن میں اضافہ کیا جائے گا۔" (ترمذی)

٣ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صاحب قرآن ﷺ کو کدو بہت پسند تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کسی دعوت میں تشریف لے گئے، یا کھانا حاضر خدمت کیا گیا۔ اس کھانے میں کدو تھا، چونکہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کدو مرغوب ہے، اس لیے میں اس کے قتلے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سامنے کر دیتا تھا، اور سرکار دو عالم ﷺ تناول فرما لیتے تھے۔" (شمائل ترمذی)

روٹی

رسول اللہ ﷺ کا غذا میں روٹی کھانا باقاعدہ معمول نہ تھا، ہاں جب کبھی میسر آ جاتی تو اسے اپنی غذا کے معمول میں شامل فرما لیتے، حضور ﷺ نے اکثر جو کی روٹی تناول فرمائی ور کبھی کبھی گندم کی بھی، مگر کبھی بھی میدہ کی روٹی (جیسے پوری یا کلچہ، نان وغیرہ) تناول نہ رمائی۔

١ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

"کیا کبھی رسول اللہ ﷺ نے میدہ کی روٹی تناول فرمائی ہے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"اخیر عمر تک آپ ﷺ کے حضور کبھی میدہ پیش ہی نہیں کیا گیا۔"

پھر سائل نے پوچھا:

"پھر جو کی روٹی کیسے پکاتے تھے؟"

انہوں نے جواب دیا:

"جو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو (موٹے موٹے) تنکے اڑ جاتے، باقی گوندھ کر پکا لیتے تھے۔" (بخاری، شمائل ترمذی، مشکوٰۃ)

سرکہ

نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے نہ صرف سرکہ تناول فرمایا، بلکہ اس کی تعریف بھی فرمائی، سرکہ جب میسر ہوتا تو آپ ﷺ کی غذا کے معمول میں شامل ہوتا۔

۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سرکہ بھی کیسا بہترین سالن ہے۔" (ترمذی)

۲ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نبی کریم غفور و رحیم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

"کیا تیرے پاس (کھانے کے لیے) کوئی شے ہے؟"

میں نے عرض کی:

"سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وہی لے آؤ، وہ گھر سالن سے خالی نہیں، جس میں سرکہ ہو۔" (شمائل ترمذی)

یہ واقعہ کتب سیر میں قدرے تفصیل سے مذکور ہے، فتح مکہ کے دن جبکہ حضور ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، تو تب یہ واقعہ پیش آیا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”شہنشاہ کونین ﷺ کے حضور سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور سرکہ پیش کرنے میں شرم آ رہی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ام ہانی بلا تکلف لے آؤ۔“

آپ ﷺ نے سوکھی روٹی کو پانی میں بھگو کر نرم کیا، پھر اوپر نمک چھڑک کر سرکہ سے تناول فرمایا، اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ کے ساتھ ہزارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم الشان فوج تھی، آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے تمام سیاہ و سپید کے مالک تھے، اگر چاہتے تو اظہار خواہش فرمانے پر مختلف انواع و اقسام کے انتہائی لذیذ کھانے حاضر ہو جاتے، مگر اللہ رے سادگی کہ سوکھی ہوئی روٹی تناول فرمائی جا رہی ہے، اور پھر اللہ رب العزت کے حضور اس نعمت کا شکر بھی ادا کیا جا رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا شب و روز کا معمول سادہ غذا کا استعمال تھا۔

◆ ۳ حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

”میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں موجود تھی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟“

انہوں نے کہا:

”ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سرکہ بہترین سالن ہے، اور وہ گھر کبھی غریب نہ ہوگا، جس میں سرکہ موجود ہے۔" (ابن ماجہ)

سرکہ سالن کے طور پر استعمال میں لانا سنت نبوی (ﷺ) میں شمار کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے سرکہ کو پسند فرمایا ہے۔

روغن زیتون

◆ ۱ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تاجدار انبیاء ﷺ نے روٹی کو روغن زیتون سے چپڑ کر تناول فرمایا۔" (مدارج النبوۃ، ج ۱)

◆ ۲ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو، اس لیے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔" (شمائل ترمذی، مشکوۃ، دارمی)

◆ ۳ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی:

"رسول اللہ ﷺ کو جو کھانا پسند تھا اور رغبت سے تناول فرماتے تھے، وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔"

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"پیارے صاحبزادو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا۔"

انہوں نے فرمایا:

"ضرور پسند آئے گا۔"

چنانچہ وہ اٹھیں، تھوڑے سے جو لے کر آئیں، انہیں باریک کیا اور ہانڈی میں الا پھر اس پر تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا، پھر کچھ مرچیں اور زیرہ پیش کر ڈالا، اور پکا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا۔“ (ترمذی)

اے کاش کہ ہم مسلمان پُرتکلف کھانوں کے بجائے، کبھی کبھی ایسے سادہ کھانے پکوا ر سنت نبوی ﷺ سمجھتے ہوئے کھائیں، اور شکم سیری کے ساتھ ساتھ سنت کا ثواب بھی حاصل ریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زیتون کا تیل کھاؤ، اس کو لگاؤ کیونکہ یہ پاک طیب اور مبارک ہے۔“

(ابن ماجہ)

ی، مکھن، پنیر

حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

”میں نے گھی گرم کر کے ایک برتن بھر لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ہدیۃً پیش کیا، آپ ﷺ نے قبول فرما لیا، اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھونک ماری اور برکت کی دعا فرما دی

اور اصحاب سے فرمایا:

”ام اوس (رضی اللہ عنہا) کا برتن واپس کر دو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن واپس کیا، تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا خیال کیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے گھی قبول نہیں فرمایا۔

حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئیں خدمت اقدس میں حاضر ہیں اور عرض کرنے لگیں:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں نے گھی اس لیے گرم کیا تھا کہ آپ ﷺ تناول فرمالیں گے۔"

آپ ﷺ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا کی بات سے سمجھ گئے کہ دعا قبول ہوگئی ہے اور برتن گھی سے بھر گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ام اوس (رضی اللہ عنہا) سے کہہ دو ہم نے گھی قبول فرمالیا اور تناول بھی فرمالیا ہے، اب خود یہ گھی کھائیں۔"

ام اوس (رضی اللہ عنہا) نے وہ گھی رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرماجانے کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک کھایا، اس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جھگڑا ہوا (یعنی اس وقت برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہوگیا)

(الخصائص الکبریٰ۔ جزو ثانی)

◆ ۲ بنی بسر سلمین سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے تناول فرمانے کے لیے مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔"

رسول اللہ ﷺ مکھن اور کھجوروں کو پسند فرماتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

◆ ۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ پنیر تناول فرما کر وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر ایک دفعہ دیکھا کہ بکری کا شانہ تناول فرمارہے تھے، لیکن وضو نہیں فرمایا۔" (ترمذی)

انجیر

◆ حضرت ابوالدرداء ؓ ارشاد فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے انجیر سے بھرا ہوا تھال لا کر پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا:

”کھاؤ۔“

چنانچہ ہم نے اس میں سے کھایا اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا:

”اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی پھل بہشت سے زمین پر اتر سکتا ہے تو میں کہوں گا یہی وہ پھل ہے، اس لیے کہ بلاشبہ انجیر جنت کا میوہ ہے، اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے، اور گنٹھیا کے مرض میں فائدہ مند ہے۔“ (ابن جوزی)

◆ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں:

”میں نے دو طباق انجیر بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیں، رسول اللہ ﷺ نے خود بھی تناول فرمائیں اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے بھی فرمایا:

”کھاؤ۔“ (مشکوٰۃ)

بہی (سفرجل)

پیارے نبی ﷺ نے جن غذاؤں کو معمول کے مطابق شرف قبولیت بخشا، ان
ں بہی (سفرجل) بھی شامل ہے۔ گو یا معمول کے مطابق زیادہ استعمال نہیں ہوا، مگر غذائی
مولات میں اسے بھی دخل حاصل ہے، رسول اللہ ﷺ نے جس بھی غذا کو بطور طعام استعمال
ا، وہ انسانی جسم کے لیے قدیم اور جدید طب کے ماہرین آج تک کرتے آرہے ہیں،
ق کے بعد آج کے ماہرین ان چیزوں کے خواص آج معلوم کر رہے ہیں، جن کا

فرمان ہمارے پیارے نبی ﷺ نے چودہ سو سال قبل کر دیا ہوا ہے، بہی کو عربی میں جل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سفرجل کھاؤ کیونکہ اس سے دل کا دورہ دور ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں مبعوث فرمایا، جس کو جنت کا سفرجل نہ کھلایا ہو، کیونکہ یہ فرد کی طاقت کو چالیس افراد کے برابر کر دیتا ہے۔“ (ابن ماجہ)

◆ ٢ حضرت علمہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے دست مبارک میں سفرجل تھا، جس سے آپ ﷺ کھیل رہے تھے، جب میں بیٹھ گیا تو انہوں نے رخ انور میری جانب کر کے فرمایا:

”اے اباذر! یہ دل کو قوت دیتا ہے، سانس کو خوشبودار بناتا ہے، اور سینہ سے بوجھ کو ہٹا دیتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے سفرجل کو اکثر اوقات نہار منہ کھانے کی تاکید فرمائی ہے

تربوز

◆ ١ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تربوز ایک کھانا بھی ہے اور مشروب بھی ریحان کے ساتھ، یہ مثانہ دھو کر صاف کر دیتا ہے، پیٹ کی صفائی کرتا ہے، کمر سے پانی نکال دیتا ہے، قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ چہرے کو نکھارتا ہے، اور بدن

سے ٹھنڈک کو ختم کرتا ہے۔" (مسند فردوس)

◆ ۲ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

> "نبی کریم ﷺ تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

تربوز کا شمار نبی کریم ﷺ کے پسندیدہ پھلوں میں ہوتا ہے، آپ ﷺ اس کو شوق و رغبت سے کھایا کرتے تھے، اس کے بے شمار طبی اور غذائی فوائد ہیں، جن کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ نے اور دیگر اطباء کرام نے بیان فرمایا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر ایک عام سا پھل کتنے فوائد کا حامل ہے، جو انسانی جسم پر بڑے ہی صحت مندانہ اثرات ڈالتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اکثر تربوز کو کھجور کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے، اور اس میں یہ حکمت بیان فرماتے تھے:

> "اس کی گرمی کو اس کی ٹھنڈک مار دیتی ہے، اور اس کی ٹھنڈک کو اس کی گرمی مار دیتی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہر غذا کی طبی خاصیت ہر انداز سے جانتے تھے، اور جس بھی غذا کے طبی فوائد کا بیان آپ ﷺ نے فرمایا، آج کے طبی ماہرین حیران ہوتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال قبل یہ خواص بیان فرما رہے ہیں، جبکہ آج تحقیق کے بعد ان حقائق کا اعتراف ہو رہا ہے۔

جَو

رسول اللہ ﷺ نے اپنی معمول کی غذاؤں میں جو کو بھی شرف طعام بخشا ہے، آپ ﷺ نے جو کو بڑی رغبت کے ساتھ استعمال فرمایا، احادیث میں جو کی افادیت کا ذکر بیان ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو جو بہت پسند تھے، رسول اللہ ﷺ نے جو کو ہر

اعتبار سے استعمال فرمایا ہے۔ جو کی روٹی، جو کے ستو اور جو کا دلیہ بنا کر تناول کرنے کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔

- ۱ ابن ماجہ کی ایک روایت میں جو کے دلیے کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

> ”رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو ارشاد ہوتا کہ اس کے لیے جو تیار کیا جائے، پھر ارشاد فرماتے تھے:
>
> ”یہ مریض کے دل سے غم کو دور کر دیتا ہے، اور اس کی کمزوری کو ایسے اتار دیتا ہے، جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر غلاظت اتار دیتا ہے۔“ (ابن ماجہ)

اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مریض کے لیے جو کا دلیہ بطور غذا اور دوا نہایت مفید ہے، مرض کی وجہ سے جسم میں ہونے والی نقاہت اور کمزوری کو رفع کرتا ہے، اور قوت مداخلت میں اضافہ کرتا ہے۔

اس طرح احادیث میں جو کی روٹی کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

- ۲ حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> ”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا، اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا:
>
> ”یہ اس کا سالن ہے۔“
>
> ”اور پھر تناول فرمالیا۔“ (سنن ابی داؤد)

- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ حدیث روایت فرماتے ہیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

> ”رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) جو کے آٹے میں پھونک مارتے تھے، پھونک مارنے سے اس کے ہلکے ریشے اڑ جاتے، باقی موٹا آٹا اور اس کا چھان بورا ہم گوندھ لیا کرتے تھے۔“ (شمائل ترمذی)

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھانوں میں جو کی روٹی کا استعمال کثرت سے فرماتے تھے، اور دیگر اجناس کی روٹیوں کے مقابلے میں جو کی روٹی کو زیادہ پسند فرماتے تھے، جو سے ستو بھی بنائے جاتے ہیں، اور ستو کا ذکر بھی بے شمار احادیث میں آیا ہے۔

- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں مدینہ طیبہ میں وارد ہوا تو میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی، انہوں نے مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی دعوت دی اور فرمایا:

”میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا، جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیا، اور اس مسجد میں نماز پڑھواؤں گا، جس میں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔“

”چنانچہ میں ان کے پاس ٹھہر گیا، اور انہوں نے مجھے ستو اور کھجور کھلائے اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔“ (بخاری)

کھجور و جو

کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی۔

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو کے ساتھ کیا۔“ (شمائل ترمذی)

- حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے (میرے درخواست کرنے پر) رسول اللہ

ﷺ ان میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ وہ بھی تناول فرمانے لگے تو انہیں روک دیا اور فرمایا:

"تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو، تم مت کھاؤ۔"

"وہ رک گئے، سید الانبیاء ﷺ تناول فرماتے رہے۔"

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

"پھر میں نے تھوڑے سے جو لیے اور چقندر کے ساتھ پکا کر حاضر خدمت کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے علی! (رضی اللہ عنہ) یہ کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے مناسب ہے۔" (ترمذی)

کھجور

رسول اللہ ﷺ کی پسندیدہ، مرغوب اور معمول کی غذاؤں میں کھجور کی اہمیت بہت زیادہ ہے، احادیث کی کتب میں جا بجا ہمیں کھجوروں کے بارے میں تذکرہ ان کی طبی اور دیگر خواص کے ساتھ ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جہاں پر کھجوریں بطور غذا کثرت کے ساتھ استعمال کی ہیں، وہاں پر دوسروں کو بھی اس کی اہمیت وافادیت بتائی ہے۔

1. ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس گھر میں کھجور ہو، اس گھر والے کبھی بھوکے نہ رہیں گے۔" (مسلم)

اس حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کھجور کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ جس گھر میں کھجوریں موجود ہیں، گویا اس گھر والوں کو کسی غذا کی حاجت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے بھی اس بات کو تقویت ملتی ہے جس کی روایت حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا نے فرمائی ہے۔

◆ ۲ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

> ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ گھر ایسا ہے
> کہ جسے اس میں کھانا نہ ہو۔“

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ گھر جس میں کھانے پینے کی دیگر غذائیں تو موجود ہوں مگر کھجوریں نہ ہوں تو گویا اس گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

◆ ۳ روایات میں ہمیں یہ بھی ملتا ہے کہ اکثر اوقات رسول اللہ ﷺ نے روٹی کے ساتھ کھجور کو بطور سالن کے استعمال کیا، چنانچہ سنن ابوداؤد میں حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

> ”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جو کی روٹی کے ٹکڑے پر کھجوریں
> رکھے ہوئے تھے پھر ارشاد فرمایا:
> ”یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے۔“ (سنن ابوداؤد)

یعنی رسول اللہ ﷺ کو کھجوریں اس قدر پسند تھیں کہ ان کو روٹی کے ساتھ بطور سالن بھی تناول فرمایا، اس چیز کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکھن اور تربوز کے ساتھ بھی کھجوریں تناول فرمائی ہیں۔

◆ ۴ حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ”ایک شام رسول اللہ ﷺ نے مجھے ساتھ لیا، چلتے چلتے راستے میں
> حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت الفاروق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیا،
> اور ہم سب ایک انصاری کے باغ میں گئے۔
> رسول اللہ ﷺ نے باغ کے مالک سے فرمایا:
> ”ہمیں نیم پکی ہوئی کھجوریں کھلاؤ۔“
> وہ انصاری گیا اور کھجوریں لے کر آیا، اس میں سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے سیر ہو کر کھجوریں تناول فرمائیں۔“ (بیہقی)

◆ ۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری عورت کے ہاں تشریف لے گئے، میں بھی ہمراہ تھا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بکری ذبح کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا۔ پھر ایک برتن میں کچھ کھجوریں رکھی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے بھی کچھ تناول فرمایا، پھر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لے گئے، اور وضو کر کے نماز ظہر ادا فرمائی، پھر واپس تشریف لائے، تو اس عورت نے (دوبارہ) بچا ہوا گوشت پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تھوڑا سا) تناول فرمایا، اور دوبارہ وضو فرمائے بغیر (یعنی پہلے ہی وضو سے) نماز عصر ادا کی۔'' (ترمذی)

چقندر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معمول کی غذاؤں میں چقندر کا شمار بھی ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چقندر کو پسند فرمایا، اور دوسروں کو بھی اسے کھانے کی تلقین فرمائی، جس کا تذکرہ احادیث میں ملتا ہے۔

◆ ۱ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

> ''ہم جمعہ کے روز بہت خوشی محسوس کرتے تھے، کیونکہ اس دن ایک بوڑھی عورت آتی تھی، جو چقندر کی جڑیں اور جو ہنڈیا میں ڈال کر خوب اچھی طرح پکاتی تھی، اللہ کی قسم! اس میں نہ تو چربی ہوتی تھی اور نہ چکنائی، ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے قریب جاتے، اسے سلام کہتے اور وہ اپنا پکوان ہمارے آگے رکھ دیتی، ہم اسے کھا کر جمعہ کے روز خوش و خرم رہتے۔'' (بخاری، مسلم)

◆ ایک بار پھر درج ذیل حدیث تحریر کی جاتی ہے، ترمذی شریف میں حضرت ام

المنذر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل ہے، آپ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف آور ہوئے، اور ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، میرے ہاں اس وقت کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں وہ پیش کیے گئے، وہ دونوں تناول فرماتے رہے، اور اس کے دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب تم مزید نہ کھاؤ کیونکہ ابھی بیماری سے اٹھنے کی وجہ سے کمزور ہو، پھر میں نے ان کے لیے چقندر کا سالن اور جو کی روٹی پکائی، اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! علی، تم اس میں سے کھاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔“ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چقندر کا سالن خوش ہو کر تناول فرماتے تھے۔

کھجور اور ککڑی

١. حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔“ (بخاری، مسلم، شمائل ترمذی، مشکوٰۃ)

٢. حضرت ربیعہ بنت معوذ عفرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میرے چچا معاذ بن عفرا (رضی اللہ عنہ) نے تازہ کھجوروں کا ایک تھال جس پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں، مجھے دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا، رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے آئے ہوئے کچھ زیورات رکھے تھے، آپ ﷺ نے ان میں سے لپ بھر کر مجھے عنایت فرمایا۔“ (ترمذی)

کھجور، خربوزہ، تربوز

◆ ۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو خربوزہ اور کھجور ایک ساتھ تناول فرماتے ہوئے دیکھا۔" (ترمذی، مدارج النبوۃ)

◆ ۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ تربوز کو تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔"

(شمائل ترمذی، مدارج النبوۃ)

◆ ۳ ابی داؤد میں یہ زائد ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کھجور کی گرمی کو تربوز کی سردی سے اور تربوز کی سردی کو کھجور کی گرمی سے ختم کیا جائے گا۔" (مشکوٰۃ)

◆ ۴ مدارج النبوۃ میں ہے:

"رحمت عالم ﷺ النخل (یعنی وہ گودہ جو کھجور کے درخت سے گوند کی مانند نکلتا ہے) کو بہت پسند فرماتے تھے۔" (مدارج النبوۃ)

انگور وکشمش

رسول اللہ ﷺ ہر غذا کی طبی افادیت کا ذکر ضرور فرماتے تھے، منقہ کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے انسانی جسم پر اچھے اثرات مرتب کرنے کا ذکر اکثر احادیث میں کیا ہے۔

منقہ بڑے انگور کو سکھا کر تیار کیا جاتا ہے۔

◆ ۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تمہاری افادیت کے لیے منقہ موجود ہے، یہ رنگت کو نکھارتا بلغم کو خارج کرتا، اعصاب کو مظبوط بناتا، کمزوری کو رفع کرتا، مزاج کو خوشگوار بناتا سانس کو خوشبودار کرتا اور غم کو دور کرتا ہے۔“ (ابو نعیم)

◆ ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے ہر روز سرخ منقہ کے اکیس دانے کھائے وہ تمام امراض سے بچا رہے گا۔ جن سے خوف لگتا ہے۔“

◆ ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”منقہ کھایا کرو لیکن اس کا چھلکا اتار دیا کرو، اس لیے کہ اس کے چھلکے میں بیماری اور گودے میں شفا ہے۔“ (ذہبی)

اکثر احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ منقہ کو پانی میں بھگویا کر اس کا شربت بنا کر نوش فرمایا کرتے تھے۔

◆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو انگور کے خوشے اس طرح تناول فرماتے ہوئے دیکھا کہ (چھوٹا سا) منہ میں لے کر دانے توڑنے اور تنکوں کو باہر کھینچ لیتے۔“ (مداج النبوۃ)

مشہور ہے کہ ہاتھوں سے دانے توڑ کر منہ میں ڈالتے تھے۔

◆ کتب سیر میں ہے:

”جب اہل طائف نے تاجدار انبیاء ﷺ کی دعوت اسلام کا انتہائی بری طرح جواب دیا، تو واپسی پر رحمت عالم ﷺ زخمی حالت میں عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ میں تشریف لے گئے، تو انہوں نے اپنے غلام مدرس کے ہاتھ ایک تھال میں انگور کا ایک خوشہ پیش کیا جسے

رحمت عالم ﷺ نے تناول فرمالیا۔" (مدارج النبوۃ، مواہب اللدنیہ)

◆ ٦ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے، اور گھر میں داخل ہونے کا (ان) سے اذن مانگا اور فرمایا:

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔"

حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے جواباً عرض کیا:

"وعلیکم السلام۔"

مگر اتنی آہستہ آواز سے کہ سنائی نہ دے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ سلام فرمایا، اور حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے ہر بار جواب دیا، مگر بہت آہستہ آواز سے رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے تو حضرت سعد بن عبادہ ؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میں نے ہر مرتبہ آپ ﷺ کے سلام کو سنا اور جواب بھی عرض کیا، مگر اتنی آہستہ کہ سنائی نہ دے، میں نے یہ اس لیے کیا کہ میں آپ ﷺ کے سلام سے زیادہ برکت حاصل کروں۔"

پھر (ان کی گزارش پر) رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے خدمت اقدس میں خشک انگور (کشمش) پیش کیے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو تناول فرمایا، جب فارغ ہوئے تو فرمایا:

"تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا ہے، اور فرشتوں نے تمہارے حق میں برکت و رحمت کی دعا کی ہے، اور روزہ داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا ہے۔" (مشکوٰۃ)

دودھ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی معمول کی غذاؤں میں دودھ کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ آپ ﷺ نے بکری، گائے اور اونٹنی کے دودھ کو پسند فرمایا ہے، اور خوش ہو کر نوش فرماتے تھے۔

◆ ١ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"میں سوائے دودھ کے ایسی کسی شے کو نہیں جانتا، جس کے اجزاء ایک ہی وقت کھانے اور پینے کا کام دے سکیں۔" (ترمذی)

◆ ٢ حضرت طارق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے لیے اونٹنی کا دودھ ایک مفید شے ہے، اس لیے کہ یہ ہر قسم کے درختوں سے چرتی ہے، اور اس میں ہر مرض سے شفا ہے۔"

(ابن عساکر)

گائے کا دودھ بھی رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے، اور اسے بھی امراض میں شفا کا باعث قرار دیتے تھے۔

◆ ٣ حضرت ابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"گائے کے دودھ سے علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شفا رکھی ہے۔ کیونکہ یہ قسم کے درختوں پر چرتی ہے۔" (طبرانی)

احادیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکری کا دودھ بھی خوش ہو کر نوش فرماتے تھے، اور اس کو پسند فرماتے تھے۔

◆ ٤ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے لیے گھر میں بکری پالی گئی، بکری کا دودھ دوہا

گیا، پھر اس میں (حضرت) انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں واقع کنوئیں کا پانی شامل کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے یہ دودھ قبول فرمایا اور نوش کیا۔"

(بخاری)

⑤ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزوں کو رد نہیں کرنا چاہیے۔

① تکیہ
② تیل خوشبو
③ دودھ۔" (شمائل ترمذی)

⑥ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، وہ ایک برتن میں دودھ لے کر آئیں رسول اللہ ﷺ نے اسے نوش فرمایا، میں دائیں اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بائیں جانب تھے، آپ ﷺ نے (نوش فرمانے کے بعد) مجھے فرمایا:

"اب پینے کا حق تیرا ہے، ہاں اگر تو بخوشی قبول کرلے، تو خالد کو ترجیح دے دے۔"

میں نے عرض کیا:

"میں آپ ﷺ کے پس خوردہ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔"

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"جب کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی چیز کھلائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ۔

"اور جب کسی کو اللہ تعالیٰ دودھ عطا فرمائے تو کہے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دودھ کے علاوہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں، جو کہ کھانے اور پینے کا کام دیتی ہو۔" (ابی داؤد، شمائل ترمذی)

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، مجھ میں بھوک برداشت کرنے کی بڑی صلاحیت تھی میں بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا ایک دن میں سرِ راہ ہوا بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے کلام اللہ کی آیہ مبارکہ پوچھی، میں نے ان کو اس لیے مخاطب کیا تھا کہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں، مگر وہ نہ لے گئے، پھر حضرت عمر الفارق رضی اللہ عنہ گزرے، میں نے ان سے بھی آیہ مبارکہ پوچھی، یہ بھی اس لیے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں، مگر انہوں نے بھی ساتھ نہ لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اور مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل اور چہرہ کی کیفیت جان گئے تھے، اور فرمایا:

"میرے ساتھ چلو۔"

میں ساتھ ہولیا، یہاں تک کہ اپنے خانہ اقدس میں تشریف لے گئے، میں بھی اجازت لے کر اندر چلا گیا، وہاں دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا رکھا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"دودھ کہاں سے آیا؟"

گھر والوں نے عرض کیا:

"فلاں صحابی نے خدمت عالیہ میں ہدیۃً بھیجا ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابی ہریرہ!"

میں نے عرض کیا:

"لبیک یارسول اللہ ﷺ۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اہل صُفہ کو بلاؤ۔"

اہلِ صُفہ اسلام کے مہمان تھے، جب کوئی صدقہ خدمت عالیہ میں پیش کیا جاتا تو تمام اہلِ صُفہ کو عنایت فرما دیتے، اگر ہدیہ ہوتا تو خود بھی تناول فرماتے، اور اہل صفہ کو بھی عنایت فرماتے، غرضیکہ میں بلانے کے لیے چل دیا، میں دل میں خیال کرتا تھا کہ اتنے تھوڑے سے دودھ سے اتنے زیادہ آدمیوں کا کیا بنے گا؟ اگر مجھے پیاس بجھانے کو مل جاتا تو ٹھیک تھا، اب جبکہ اصحاب صفہ تشریف لائیں گے تو مجھے حکم ہوگا کہ ان کو پلاؤ بہر حال تعمیل ارشاد کرتے ہوئے میں اصحاب صفہ کو لے گیا، سب آ کر بیٹھ گئے تو مجھے ارشاد ہوا۔"

"اے ابوہریرہ!"

میں نے عرض کیا:

"لبیک یارسول اللہ ﷺ"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ دودھ اٹھاؤ اور اصحاب صفہ کو پلاؤ۔"

میں نے پیالہ لیا اور باری باری ہر آدمی کو پیالہ دیتا رہا، جب وہ دودھ

سے اچھی طرح سیراب ہو جاتا تو پیالہ مجھے لوٹا دیتا، یہاں تک کہ تمام اصحاب صفہ سیراب ہو گئے، اور میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے وہ پیالہ مجھ سے لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا۔ اور تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھ کر فرمایا:

"اے ابوہریرہ!"

میں نے عرض کیا:

"لبیک یارسول اللہ ﷺ!"

آپ ﷺ فرمانے لگے:

"اے ابی ہریرہ! اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔"

میں نے عرض کیا:

"آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے یارسول اللہ ﷺ۔"

پھر مجھے ارشاد ہوا:

"بیٹھ جاؤ، اور دودھ پیو۔"

میں نے دودھ پیا (پیالہ واپس کرنے لگا تو) آپ ﷺ نے فرمایا:

"اور پیو۔"

میں نے پیا، آپ ﷺ مجھے فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں پیتا رہا۔

بالآخر میں نے عرض کیا:

"اب نہیں پی سکتا، مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب کوئی گنجائش نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ پیالہ میں نے خدمت عالیہ میں پیش کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے وہ پیالہ مجھے پکڑا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد دودھ نوش فرمالیا۔" (بخاری، خصائص الکبریٰ)

۸ حضرت فضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک برتن میں دودھ دوہا. آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا، اور بچا ہوا مجھے عنایت فرما دیا، میں نے وہ دودھ پیا تو سیراب ہو گیا، میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! سات بکریوں کا دودھ پی جاتا تھا، مگر سیراب نہ ہوتا تھا (لیکن آج تھوڑا سا پی کر سیراب ہو گیا)۔" (خصائص الکبریٰ)

۹ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے بھائی جیش بن خالد سے روایت ہے:

"جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (ان کے آزا کردہ غلام) عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی کے ہمراہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گزرے اورر ام معبد رضی اللہ عنہا سے گوشت اور دودھ کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے عرض کی:

"ہم قحط زدہ ہیں، کوئی بھی چیز پاس نہیں۔"

خیمہ میں ایک طرف ایک کمزور سی بکری کھڑی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اس بکری کے متعلق دریافت فرمایا تو حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"کمزور ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں جا سکی۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس میں دودھ ہے؟"

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"بھلا اس میں دودھ کہاں؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تو اس کی اجازت دیتی ہے کہ میں اس کا دودھ لے لوں؟"

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، اگر آپ ﷺ دودھ دیکھتے ہیں تو وہ دودھ لیجئے۔"

رسول اللہ ﷺ نے بکری منگوائی، اور اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا، پھر بسم اللہ پڑھ کر دعا فرمائی، (تو اس وقت) بکری کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے، اور وہ جگالی کرنے لگی، رسول اللہ ﷺ نے اتنا بڑا برتن طلب فرمایا جو کہ ایک پورے قافلے کے لیے کافی ہو، پھر اس میں اپنے دست مبارک سے دودھ دوہا وہ برتن دودھ سے بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے وہ دودھ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا، یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئیں، پھر اپنے ساتھیوں کو بلایا، جب سب سیراب ہو گئے تو سب کے آخر خود نوش جاں فرما دیا۔ پھر حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے (اسلام پر) بیعت کی اور چل دیے۔" (مشکوۃ)

جنتی دودھ

◆ 1 رسول اللہ ﷺ نے جنتی دودھ بھی نوش فرمایا، کتب احادیث وسیر میں معراج کا واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے شمع رسالت کے پروانوں کو اس واقعہ کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

"پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا، اس کے بیر (پھل) اتنے بڑے تھے کہ گویا مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان، وہاں سے چار نہریں جاری تھیں، دو اندر کو جا رہی تھیں اور دو باہر کو، جبرائیل امین (علیہ السلام) نے بتایا:

"اندر جانے والی نہریں جنت کی ہیں، اور باہر والی نیل اور فرات ہیں۔"

پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا، اور میرے پاس ایک پیالہ شراب کا، ایک دودھ کا اور ایک شہد کا لایا گیا، میں نے دودھ والے پیالے کو

اختیار کیا (یعنی دودھ نوش فرمالیا)

جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا ہے۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

◆ ۲ مسلم شریف کی ایک روایت میں بیت المقدس سے نکلتے وقت دودھ نوش فرمانے کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ)

◆ ۳ "ابن بن حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے بعد مجھے ساتویں آسمان سے آگے لے جایا گیا، یہاں تک کہ ایک نہر پر پہنچے، جس پر یاقوت، موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے ہوئے تھے، اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

"حوض کوثر ہے، جو کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے رب نے عطا فرمایا ہے۔"

شہد

رسول اللہ ﷺ کی پیاری غذاؤں میں شہد کا استعمال بھی کثرت سے ہوتا ہے، شہد آپ ﷺ کو بہت ہی پسند تھا اور اس کا شمار مرغوب غذاؤں میں ہوتا ہے، پینے والی چیزوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ شہد پسند تھا۔

◆ ۱ بخاری شریف کی ایک حدیث میں آیا ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں شہد کا استعمال مسلسل رکھا، اور ہمیشہ تندرست رہے۔" (بخاری)

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص ہر مہینے میں کم از کم تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لے، اس کو اس مہینے میں کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی۔“ (بیہقی، ابن ماجہ)

۳ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اسے شہد پلاؤ۔“

وہ پھر آ کر کہنے لگا:

”شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا:

”اسے شہد پلاؤ۔“

اس طرح وہ حال بیان کرتا رہا، تین مرتبہ آ چکا چوتھی بار رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اسے شہد پلاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے، اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے۔“

اس نے پھر شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گا۔“ (بخاری، مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شہد غذا بھی ہے اور علاج بھی، رسول اللہ ﷺ کا چاروں مرتبہ اسہال کے مریض کے لیے شہد تجویز کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے، ایک مرتبہ مریض کو شہد پلانے سے بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ختم نہیں ہو سکتے تھے، تین مرتبہ جب شہد پلایا تو وہ جراثیم ہلاک ہو گئے، اور چوتھی مرتبہ شہد پلانے سے جراثیم اور دیگر زہریلا مواد اس کے پیٹ سے نکل گیا، اور مریض صحت یاب ہو گیا۔

کھیرا

رسول اللہ ﷺ نے کھیرے کو پسند فرمایا ہے۔ بخاری اور مسلم کی اکثر احادیث میں کھیرے کا تذکرہ ملتا ہے، آپ ﷺ کی پیاری پسندیدہ غذاؤں میں کھیرے کا بھی شمار ہوتا ہے۔

◆ ١ بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل ہے، آپ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

> "میری امی جان یہ چاہتی تھیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں (رخصتی کے بعد) جاؤں تو ذرا موٹی ہو کر جاؤں اس مقصد کے لیے کئی دوائیں دی گئیں لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا، پھر میں نے کھیرا اور کھجور کھائے اور خوب موٹی ہوگئی۔" (بخاری)

◆ ٢ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

> "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ (آپ ﷺ) کھیرے کے ساتھ کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔" (ترمذی)

جنتی پھل

◆ ١ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

> "ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا:
>
> "آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے۔
>
> (مجھے اللہ تعالیٰ نے) انگور کا خوشہ دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ اس کو تناول فرمالیں۔""

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ خوشہ قبول فرمالیا۔ (خصائص الکبریٰ، جز ثانی)

مختلف کھانے

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کی روٹی کے ساتھ چقندر تناول فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوہ (شرینی) کو بھی بہت پسند فرماتے تھے۔

"وہ حلوہ (شرینی) جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے، اس کا نام "مجع" تھا کہ ایک قسم کی کھجور تھی، جسے دودھ کے خمیر کے ساتھ تیار کیا جاتا تھا۔" (مواہب لدنیہ)

- مروی ہے:

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک تجارتی قافلہ آیا، جس کے ساتھ آٹا اور شہد تھا۔"

ایک روایت میں آتا ہے:

"آٹا، گھی، میدہ اور شہد تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے تھوڑا تھوڑا خدمت فیض درجت میں پیش کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی، پھر دیگچی منگوائی اور ان سب اشیاء سے حلوہ تیار کروایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"اسے کھاؤ۔ یہ وہ چیز ہے جسے اہل فارس حیس کہتے ہیں۔"

اور یہ بھی مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حریرہ اور خزیرہ بھی تناول فرمایا۔" (مدارج النبوۃ)

- حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک روز خوب دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، تو میں نے "خزیرہ" تیار کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔"

(مدارج النبوۃ، ج ۱)

۵ رسول اللہ ﷺ نے بھنا ہوا جگر بھی تناول فرمایا۔" (مدارج النبوۃ)

۶ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"شاہ روم کی طرف سے خدمت اقدس میں سونٹھ کے مربہ کا بھرا ہوا برتن ارسال کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں بھی تقسیم فرمایا، اور خود بھی تناول فرمایا۔" (ابونعیم)

ناپسند کھانا

۱ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے حضور کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس میں سے تناول فرمالیتے، اور جو بچتا اسے میری طرف بھیج دیتے ایک مرتبہ میری طرف ایک ایسا پیالہ بھیجا جس سے کچھ بھی تناول نہ فرمایا گیا، کیونکہ اس میں لہسن تھا۔"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا لہسن حرام ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"نہیں، بلکہ میں اس کی بو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"جس چیز کو آپ ﷺ ناپسند فرماتے ہیں، میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔" (مسلم)

۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص لہسن یا پیاز کھائے، اسے چاہیے کہ وہ ہم سے جدا رہے۔"

یا فرمایا:

”ہماری مساجد سے دور رہے۔“

یا فرمایا:

”اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اہتمام فرماتے تھے کہ الفاظ بھی وہی ادا ہوں، جو زبان وحی ترجمان سے ادا ہوئے، اس لیے راوی نے کہا یہ فرمایا، یہ فرمایا، حالانکہ اگر ان میں سے ایک بھی بیان فرما دیتے تو لہسن کی کراہت تو بہر حال ثابت ہو ہی جاتی۔

◆ ۳ بے شک رسول اللہ ﷺ کے پاس ہنڈیا لائی گئی، جن میں مختلف قسم کی سبزیاں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے بو محسوس کی تو فرمایا:

”اسے فلاں فلاں (صحابہ) کے پاس لے جاؤ۔“

اور ہدیہ پیش کرنے والے سے فرمایا:

”تو کھالے، اس لیے کہ جن سے میں سرگوشی کرتا ہوں، تم ان سے سرگوشی نہیں کرتے۔“ (بخاری، مسلم)

جنت کا طعام

رسول اللہ ﷺ ہماری طرح دنیاوی کھانوں کے محتاج نہیں تھے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سید الانبیاء ﷺ (سوائے ذات باری کے) کسی بھی شے یا فرد کے محتاج نہیں۔

◆ ۱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے مسلسل سحری و افطاری کھائے بغیر روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک آدمی نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ صوم وصال (پے در پے بغیر سحری و افطاری کھائے کئی کئی دن کا روزہ) رکھتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

۲ حضرت سلمہ بن نفیل الکوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت فیض درجت میں بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے عرض کیا:"

"یارسول اللہ ﷺ! کیا کبھی آپ ﷺ کے لیے آسمان سے کھانا بھی آیا ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

"کیا جنت سے کھانا آیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں..... بے شک آیا ہے۔"

اس نے عرض کیا:

"کس برتن میں آیا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"سخنہ (ایک برتن کا نام ہے) میں آیا۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"وہ کہاں گیا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا، اور مجھے وحی بھیجی ہے کہ میں دنیا سے تشریف لے جانا والا ہوں، تم لوگوں میں ٹھہرنے والا نہیں ہوں، اور تم بھی میرے بعد زیادہ مدت نہیں ٹھہرو گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم لوگ کوئی

ایسی بات کہو، اور میرے پاس اس حالت میں آؤ کہ سٹھے ہوئے ہو اور تم ایک دوسرے کے پیچھے جاؤ میرے سامنے قیامت ہے، دو شدید موتیں واقع ہوں گی، اور اس کے بعد ایسے سال آئیں گے، جن میں زلزلے ہوں گے، یعنی آفات و حوادث برپا ہوں گے۔"

(الخصائص الکبریٰ، جز ثانی)

پانی

رسول اللہ ﷺ ٹھنڈے اور شیریں پانی کو پسند فرماتے تھے۔

◆ ۱ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے لیے 'سقیا' سے (ٹھنڈا اور) میٹھا پانی منگوایا جاتا تھا۔"

مروی ہے:

"'سقیا' ایک چشمہ ہے۔ جو مدینہ طیبہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے۔"

مدارج النبوۃ میں درج ہے:

"بئیر سقیا مدینہ طیبہ سے تقریباً 36 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔"

(سنن ابی داؤد، مدارج النبوۃ)

◆ ۲ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ کو پینے کی چیزوں میں ٹھنڈی اور میٹھی چیز (زیادہ) محبوب تھی۔" (ترمذی)

◆ ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ڈول آب زمزم کا لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نوش فرما لیا، حالانکہ آپ ﷺ اس وقت کھڑے تھے۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

◆ ۳ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا، میں نے اٹھ کر مشکیزہ کا منہ کتر کر اپنے پاس رکھ لیا۔''

(شمائل ترمذی)

کچی لسی

◆ ۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ اپنے ایک صحابی کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہ انصاری صحابی اپنے باغ کو پانی دے رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

''اگر تمہارے پاس رات کا باسی پانی مشکیزہ میں ہو تو لاؤ، ورنہ ہم منہ لگا کر (نہر یا کناری سے) پانی نوش فرما لیتے ہیں۔''

انہوں نے عرض کیا:

''میرے پاس رات کا باسی پانی مشک میں ہے۔''

وہ انصاری (صحابی) اپنے جھونپڑے میں گئے، پیالے میں پانی ڈالا پھر اس میں بکری کا دودھ دوہا (یعنی کچی لسی بنائی) اسے رسول اللہ ﷺ نے نوش جاں فرمایا، انہوں نے دوبارہ ایسے ہی کیا، تو ان صحابی نے بھی نوش کیا، جو آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔'' (بخاری)

◆ ۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا، پھر اس میں کنوئیں

کا پانی جو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا، ملایا گیا، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا گیا، تاجدار انبیاء ﷺ نے نوش جاں فرمایا (نوش فرمانے کے بعد جو لسی بچ گئی، وہ بطور تبرک تقسیم فرمانے لگے تو) بائیں طرف حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور دائیں طرف ایک اعرابی بیٹھے تھے۔"

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! (پہلے) ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو دیجئے۔"

مگر آپ ﷺ نے اعرابی کو پیالہ پکڑا دیا، جو دائیں طرف تھا اور ارشاد فرمایا:

"دائیں طرف (کیونکہ) دایاں مقدم ہے۔"

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا:

"دائیں طرف والے زیادہ حقدار ہیں، دائیں طرف والے زیادہ حقدار ہیں۔ غور سے سنو دائیں طرف والوں کو پہلے دیا کرو۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

۳ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

"میں نے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کہا:

"اے ابو بکر! (رضی اللہ عنہ) تم ہجرت کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ واقعہ مجھے سناؤ۔"

حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

"ہم ساری رات چلتے رہے، اگلے دن بھی چلتے رہے، جب دوپہر کا وقت ہوا اور لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوئی، تو ہم ایک لمبے پتھر کے سایہ میں اترے، میں نے ہاتھوں سے جگہ کو ہموار کیا تاکہ رسول اللہ ﷺ آرام فرما سکیں، اور میں گرد و نواح کی نگرانی کروں، جب رسول اللہ ﷺ سو گئے اور میں نگرانی کرنے لگا تو سامنے ایک چرواہا آتا ہوا دکھائی

دیا میں نے اس سے جا کر کہا:

”تیری بکریوں میں دودھ ہے؟“

اس نے کہا:

”ہاں!“

میں نے پوچھا:

”کیا دھوئے گا؟“

اس نے کہا:

”ہاں!

پھر اس نے ایک بکری پکڑی اور پیالہ میں دودھ نکالا، میرے پاس ایک برتن تھا کہ جس کے ساتھ آپ ﷺ وضو فرماتے اور پانی اور دودھ نوش فرماتے تھے، میں نے دودھ اس برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ڈال لیا، پھر میں بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو ابھی تک محو خواب تھے، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا پھر جب رسول اللہ ﷺ خود بیدار ہوئے تو میں نے ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اس میں تھوڑا سا پانی ملایا اور عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اسے نوش فرمالیں۔“

چنانچہ آپ ﷺ نے نوش فرمالیا۔ یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا۔“ (بخاری، مسلم)

نبیذ

◆ ١ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”ہم ایک مشکیزہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے نبیذ بناتے تھے، اوپر کی طرف سے مشکیزہ کا منہ بند کر دیا جاتا تھا، اور نیچے اس کا دہانہ تھا، ہم

صبح اس میں نبیذ ڈالتے، تو نبی رحمت ﷺ رات کو پی لیتے، اگر رات کو
ڈالا جاتا تو صبح نوش جاں فرماتے تھے۔" (مسلم)

نبیذ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ منقہ یا کھجور کوٹ کر پانی میں ملا دیتے ہیں تا کہ پانی میٹھا ہو جائے، اگر بلحاظ موسم، ایک دو روز رکھا جائے تا کہ شرینی سے لب چپکنے لگیں، تو اسے نبیذ کہتے ہیں، اگر فوراً پی لیا جائے تو اسے نقیع کہتے ہیں، اگر تیز ہو جائے تو مکروہ ہے، اگر کف یا جھاگ اٹھ جائے تو حرام اور خمر ہے۔ (مدارج النبوۃ)

ستو

◆ ۱ حضرت سیود بن نعمان رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں، فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے پاس ستو لائے گئے، انہوں نے ان کو (پانی میں) گھول کر نوش فرمایا۔" (بخاری)

پینے کا طریقہ

◆ ۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔" (بخاری، مسلم)

◆ ۲ مسلم میں اتنا زائد ہے:

رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

"اس طرح پینا خوب سیراب کرتا ہے، اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار ہے۔" (بخاری، مسلم)

◆ ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے برتن میں (یعنی کوئی چیز پیتے وقت برتن سے

منہ جدا کیے بغیر) سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔"

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ایک ہی سانس میں پانی نہ پیو، جیسا کہ اونٹ پیتا ہے، بلکہ دو تین سانس لے کر پیو، جب پیو تو بسم اللہ پڑھو اور برتن منہ سے جدا کرو تو الحمدللہ کہو۔" (ترمذی)

۵ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے اور پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔" (ابی داؤد، مشکوٰۃ)

۶ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشک کا دہانہ موڑ کر (یعنی مشکیزہ سے منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں یہ بھی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات کو پانی پینے کے لیے اٹھا، مشک کا منہ کھولا تو اس میں سے سانپ نکلا۔" (سنن ابن ماجہ)

۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔" (بخاری، مسلم)

۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں ایک ڈول میں آب زمزم لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوا، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے کھڑے ہی نوش جاں فرمایا۔" (بخاری، مسلم)

◆ ۱۰ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"میں نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر کوفہ کے چبوترہ پر (یعنی دار القضا میں) لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بیٹھا، یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت آ گیا، پھر میرے لیے (وضو کے لیے) پانی لایا گیا، میں نے نوش فرمایا، پھر منہ اور ہاتھ دھوئے۔"

پھر راوی نے سر اور پاؤں کا ذکر کیا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا، اور فرمایا:

"کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینا پسند نہیں کرتے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا، جس طرح کہ میں نے کیا ہے۔" (بخاری)

علماء کرام ان روایات کی اس طرح مطابقت فرماتے ہیں کہ آب زم زم اور آب وضو کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے، اور باقی پانی بیٹھ کر پیئے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا مطلب یہ ہی ہے:

"ہر پانی کھڑے ہو کر پینا منع نہیں ہے۔"

کھانے کے وقت بیٹھنے کا طریقہ

◆ ۱ حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کھانا کھاتے وقت جوتے اتار لو، کیونکہ یہ سنتِ جمیلہ ہے۔" (حاکم)

◆ ۲ یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یوں ہے:

"جب کھانا رکھا جائے تو جوتے اتار لو اس سے تمہارے پاؤں کے لیے راحت ہے۔" (مشکوٰۃ)

۳ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا:

"میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔" (بخاری، ترمذی)

۴ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے نہ تو خوان (میز) پر کھانا کھایا، نہ (چھوٹی چھوٹی) طشتریوں میں اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ کے لیے (باریک) چپاتی پکائی گئی۔"

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

"پھر آپ ﷺ کس چیز پر تناول فرماتے تھے۔"

انہوں نے جواب دیا:

"یہی (چمڑے کے) دستر خوان پر۔" (بخاری، شمائل ترمذی)

۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت فیض درجت میں کھجوریں پیش کی گئیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکڑوں بیٹھے تناول فرما رہے تھے۔"

(مسلم، ترمذی)

گرا لقمہ اٹھانا، انگلیاں اور برتن چاٹنا

۱ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک بار رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے، تو روٹی کا ایک ٹکڑا (زمین پر) پڑا ہوا دیکھا، آپ ﷺ نے اٹھایا، اور اسے پونچھ کر تناول فرمالیا اور ارشاد فرمایا:

"اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) اچھی چیز کا احترام کرو، کیونکہ یہ چیز (یعنی روٹی)

جب کسی قدم سے بھاگی ہے، تو لوٹ کر نہیں آئی۔" (ابن ماجہ)

۲ حضرت عبداللہ بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی محترم ﷺ نے فرمایا:

"(خبردار) شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ) کھانے میں بھی حاضر ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اسے مٹی وغیرہ لگ جائے تو صاف کر کے کھا لے، اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے، اور جب کھانے سے فارغ ہو تو (اگر انگلیوں کو کھانا لگا ہو تو) انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ معلوم نہیں کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔" (مسلم)

۳ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے، اور پونچھنے سے قبل چاٹ لیتے تھے۔" (مسلم، شمائل ترمذی)

۴ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں اور کھانے کا برتن (پلیٹ، وغیرہ) چاٹنے کا حکم دیا، اور فرمایا:

"تم نہیں جانتے کہ کس نوالہ میں برکت ہے۔" (مسلم، مشکوٰۃ)

۵ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص پیالے میں کھائے اور بعد میں اسے چاٹ لے تو وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے۔" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۶ ایک روایت میں یہ بھی ہے:

"وہ برتن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے بچائے جس طرح تو نے مجھے

شیطان (کے چاٹنے) سے بچایا۔" (مشکوٰۃ)

کھانے سے فراغت کے بعد

۱ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَاجْعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

"سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھانا کھلایا، پانی پلایا اور مسلمان بنایا۔" (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ، وعم نوالہ، اس بات پر بڑی رضامندی ظاہر فرماتا ہے کہ کوئی بندہ کھائے کا لقمہ کھانے اور پانی کا گھونٹ پیئے اور الحمد للہ کہتے۔" (شمائل ترمذی)

۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے ہاتھ میں (کھانے کی) چکنائی (کی بو) ہو، اور وہ بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے اور اس کو کوئی تکلیف پہنچ جائے، تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (کیونکہ اسے لازم تھا کہ ہاتھ دھوتا)۔"

(ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

کھانا زائد مقدار میں کھانے کی ممانعت

۱ حضرت مقدام بن سعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"آدمی نے اپنے پیٹ سے زیادہ برا برتن کوئی نہیں بھرا، ابن آدم کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں، جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں، اگر زیادہ ہی کھانے پر تل جائے تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے۔"

(ترمذی، ابن ماجہ)

◆ ۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی (بہت زیادہ کھانے کی وجہ سے) ڈکار کی آواز سنی تو فرمایا:

"اپنی ڈکار کم کرو، (یعنی تھوڑا کھایا کرو) اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو (دنیا میں) سب سے زیادہ کھاتا تھا۔"

(ترمذی)

سونے چاندی کے ظروف

◆ ۱ ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"جو شخص سونے یا چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔" (مسلم)

◆ ۲ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"حریر اور "دیباج" (ریشمی کپڑے) نہ پہنو، اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ، کیونکہ وہ دنیا میں کافروں کے لیے ہیں، اور آخرت میں تمہارے لیے ہوں گے۔" (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

لباسِ مُقدس

رسول اللہ ﷺ عموماً سادہ اور کم قیمت والا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے، کبھی کبھی (بیان جواز کے لیے) عمدہ لباس بھی استعمال فرماتے، لیکن جلد ہی اتار کر اسے کسی کو عنایت فرما دیتے، آپ ﷺ کو یمنی دھاری چادر جسے عربی میں (حِبَرَہ) کہتے ہیں بہت پسند تھی، اور ایسے ہی کرتہ بھی۔

لباس اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے، لباس پہننے کے بعد چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور سنت رسول ﷺ کے مطابق لباس پہنیں تو یہ لباس پہننا بھی عبادت میں شمار ہوگا، تکبر دکھلاوا اور غیروں کے لباس کا پہننا قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر معاملے میں سادگی اور قناعت اختیار فرماتے تھے، آپ ﷺ نے ایسا لباس زیب تن فرمایا کہ جو دیکھنے میں سادہ مگر پروقار ہوتا، آپ ﷺ اکثر چادر اور تہہ بند زیب تن فرماتے تھے، اس لیے کہ یہ لباس دیگر ملبوسات کے مقابلے میں جسم اطہر پر ہلکا محسوس ہوتا تھا، آپ ﷺ نے کرتہ بھی پہنا ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا، اور اس کی پسندیدگی کی سند ہمیں احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے ملتی ہے، جو اس ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

آپ ﷺ نے کرتے کا استعمال بہت زیادہ کیا ہے، اس کو پہننے اور استعمال کرنے میں دیگر کپڑوں کی نسبت زیادہ آسانی ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے کرتے اور تہہ بند کا دامن نصف پنڈلی تک ہوتا تھا، ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا کہ چلتے ہوئے تکلیف ہو۔

رسول اللہ ﷺ سردی کے موسم میں کمبل کا استعمال بھی فرماتے تھے، چنانچہ امہات المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔"

"ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اپنا کمبل مبارک اوڑھا، حضرت علی ؓ کی پشت مبارک اپنے سینہ اطہر سے لگائی اور حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کی پشت اپنی پشت سے لگائی، حضرت حسن ؓ کو دائیں ہاتھ بٹھایا، اور حضرت حسین ؓ کو بائیں ہاتھ بٹھایا۔ تمام پر اپنا کمبل اوڑھ دیا اور کمبل کے کنارے اپنے پاؤں مبارک کے نیچے دبا دیے، اور دعا کے لیے دست مبارک دراز فرمائے اور فرمایا:

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، میرے خاص ہیں، جو شخص ان سے راضی رہے گا میں اس سے راضی ہوں، جو شخص ان سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا۔

اے اللہ! ان کو اپنا دوست بنا لے، اور ان کے دشمن کو دشمن رکھ، جو ان کی مدد کرے گا تو ان کی مدد فرما، جو ان کو تکلیف پہنچائے گا تو اس کو تکلیف دے۔"

اس موقع پر حضرت جبرائیل ؑ تشریف لائے اور کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! ایسا ہی ہوگا۔"

پھر کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں.... جبرائیل (ؑ) تم ہمارے ساتھ ہو۔"

اس اہم واقعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کے وقت کمبل اوڑھ رکھا تھا، اور اپنا ہی کمبل اپنے اہل بیت پر ڈال کر دعا کی۔

رسول اللہ ﷺ نے عمامہ بھی باندھا ہے، آپ ﷺ کا عمامہ مبارک بہت بڑا نہ ہوتا کہ سر کو اس کے بوجھ سے تکلیف ہو، اسی طرح آپ ﷺ کا عمامہ نہ اتنا مختصر ہوتا جو سر کو

سردی اور گرمی سے نہ بچا سکے، بلکہ آپ ﷺ کا عمامہ مبارک درمیانہ سائز میں ہوتا، آپ ﷺ عمامہ کے کنارے کو اپنی ٹھوڑی مبارک کے نیچے داخل کر لیتے۔ اس سے گردن سردی و گرمی دونوں کے اثرات سے محفوظ رہتی، دوسرے یہ کہ اس سے عمامہ کا ٹھہراؤ بہتر ہوتا تھا۔

اس سے یہ فائدہ تھا کہ بالخصوص اونٹ اور گھوڑے کی سواری کے وقت تیز رفتاری کی صورت میں بھی عمامہ مضبوطی سے سر مبارک پر جما رہتا، چونکہ رسول اللہ ﷺ نے عمامہ باندھا ہے، اور یہ آپ ﷺ کے ملبوسات میں شامل ہے، اس لیے عمامہ باندھنا سنت، مبارکہ ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جاتی ہے، اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ٹوپی بھی پہنی ہے، مگر رسول اللہ ﷺ عمامہ بھی باندھتے تھے، یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا:

> ''ہم میں اور ان میں (مشرکین میں) فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے،
> یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں، اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں،
> اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔''

رسول اللہ ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔

(شرح مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ ﷺ چادر بھی اوڑھتے تھے، احادیث مبارکہ میں آتا ہے:

''آپ ﷺ چادر کو پسند فرماتے تھے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسند ہوتی تھی۔''

یعنی اوڑھنے کے کپڑوں میں چادر سب سے زیادہ پسند تھی، جبکہ پہننے کے کپڑوں میں کرتہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھا۔ غزوہ بدر کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے چادر مبارک اوڑھ رکھی تھی۔

روایت میں آتا ہے:

”جب مسلمانوں اور کفار کے مابین جنگ چھڑ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کفار کی کثرت تعداد کو ملاحظہ فرما رہے تھے، اور مسلمانوں کی قلتِ تعداد کا بھی مشاہدہ فرما رہے تھے قلب اطہر پر رقت طاری ہوگئی، مسلمانوں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے عریش بنایا تھا، اس میں تشریف لائے اور قبلہ کی طرف رخ انور کر کے دعا میں مشغول ہو گئے، اس وقت عریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس طرح دست مبارک اٹھائے کہ بغل پاک کی سفیدی ظاہر ہوگئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوش مبارک سے چادر گر گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

”اے اللہ! اپنے وعدہ کو پورا فرما، جو تو نے مجھ سے کیا ہے۔
اے اللہ! اگر تو نے آج مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کرا دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔“

یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا:

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زاری حد سے گزر چکی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہوگا۔“

پھر حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر مبارک جو کہ دوش اقدس سے گر چکی تھی، اسے اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کندھوں پر ڈال دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سینہ سے لگا لیا۔ (سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تہہ بند پہنا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پاجامہ کو پسند فرمایا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پاجامہ پہنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پاجامہ ثابت نہیں ہے، مگر اسے پہننے کی اجازت ہے۔

کسم یا زعفران کا کپڑا مرد کے لیے جائز نہیں گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد ہے، چنانچہ مردوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کا لباس نہ پہنیں جسے رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہو، اس بارے میں ترمذی میں آتا ہے:

> ”قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پر دو پرانی لنگیاں تھیں، جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں، مگر ان پر زعفران کا کوئی اثر نہیں رہا تھا۔“ (ترمذی)

موٹے کپڑے پہننا اور اگر لباس پرانا ہو جائے تو اس کو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے اور سنت مبارکہ ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

> ”جب تک پیوند لگا کر نہ پہن لو کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔“ (ذوقِ مصطفی ﷺ)

رسول اللہ ﷺ پیوند لگے کپڑوں کو پہننا پسند فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو آپ ﷺ نے پیوند لگے کپڑے ہی زیب تن کیے ہوئے تھے، چنانچہ ترمذی کی حدیث پاک میں ہے:

> حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
>
> ”ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک پیوند لگی چادر اور ایک موٹی لنگی دکھائی اور یہ فرمایا۔“
>
> ”رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا تھا۔“ (ترمذی)

لباس قرآن کی روشنی میں

لباس ایک ایسی چیز ہے، جو ہر انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے، لباس ایسا ہو جو انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ شرم و حیا کے تقاضوں کو بھی کماحقہ پورا کرتا ہو، اور پھر انسانی شخصیت کو پروقار بناتا ہو، لباس ہی سے کسی بھی انسان کے ذہنی کردار کا اندازہ ہوتا ہے:

اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ

ترجمہ: ”اے اولاد آدم! ہم نے تمہارے لیے لباس پیدا کیا جو کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو بھی چھپاتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔“ (سورہ الاعراف:26)

اس آیت کریمہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ایسے لباس کو پسندیدگی کا شرف بخشا ہے، جس سے انسان کا ستر بھی چھپ جائے، اور انسان اس لباس کو پہن کر خوبصورت بھی نظر آئے، جو لباس صرف باعث زینت ہو، اور ستر ڈھانپنے کا مقصد مکمل طور پر پورا نہ کرتا ہو، اسلامی نقطہ نگاہ سے مطابقت نہ رکھتا ہو، ایسے لباس سے احتراز کرنا ہی بہتر ہے۔

لباس ہی کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیار ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

”اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری (یعنی عبادت) کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔“ (سورہ الاعراف:31)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”حیا ایمان میں سے ہے، اور ایمان جنت میں سے ہے، اور بے حیائی بدی ہے، اور بدی آگ میں سے ہے۔“ (ترمذی)

اللہ رب العزت نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو جنت میں رکھا تو ان کو اس وقت بھی لباس فاخرہ سے نوازا، مگر وہ لباس ایسا تھا جسے بار بار بدلنے کی

ضرورت نہ تھی ہر حال میں پاکیزہ تھا، لیکن جب آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھالیا، تو ان سے جنت کا لباس فاخرہ اتروالیا گیا، اور وہ اپنے جسم کے قابل شرم حصوں کو درخت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے، اپنے جسم کو درخت کے پتوں سے فوری طور پر چھپانا اس بات کی دلالت ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان میں شرم وحیا کا مادہ پیدا کر رکھا ہے، ورنہ ستر ڈھانپنے کا اور کوئی مقصد نہ تھا، اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اس واقعہ کا ذکر کر کے لباس کی اہمیت کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

"پس جب ان دونوں نے درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ان پر کھل گئے تو اپنے اوپر درخت کے پتوں کو جوڑنے لگے۔"

(سورہ الاعراف:22)

اللہ تعالیٰ لباس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(سورۃ النحل کی آیت نمبر 81 قرآن سے لگائیں)

"اور تمہارے لیے ایسی قمیض بنائیں جو گرمی سے تمہاری حفاظت کرے اور ایسی قمیض (زرہیں) بنائیں جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں۔" (سورہ النحل:81)

ایسا لباس پہننا جس سے ستر پوشی کے تقاضے پورے نہ ہوتے ہوں، جسم برہنہ دکھائی دیتا ہو، کسی بھی صورت جائز نہیں ہے، اس لیے کہ انسان کا فطری تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے جسم کے قابل شرم حصوں کو ہر ممکن طور پر چھپا کر رکھے، جدید فیشن کی آڑ میں ایسا لباس جو کہ عریانی وفحاشی کا مظہر ہو، پہن کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دے، اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی اطاعت کرنے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے:

"شیطان کی پیروی نہ کرو، اور اس کے بہکاوے میں نہ آؤ۔
ہر ممکن کوشش کرو کہ کہیں شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ
مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا
جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

"اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کرا دیا، ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا تاکہ ان کو ان کا پردہ کا بدن دکھائی دینے لگے اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو ہم شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔" (سورہ الاعراف: 27)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایسا لباس پہنتے ہیں، جس سے جسم کے پوشیدہ حصے ٹھیک طرح چھپے ہوئے نہیں ہوتے، یا اس قسم کا باریک لباس جو کہ خواتین پہنتی ہیں وہ ضرور شیطان کے بہکاوے میں ہیں، اور اس کا باعث ان کا وہ لباس ہے، جو انہوں نے پہن رکھا ہوتا ہے، اور دوسروں کو دعوت نظارہ دینے کا باعث ہوتا ہے۔ اس لیے کہ شیطان کی تو ازل سے ہی کوشش رہی ہے کہ وہ انسان کے پردہ کا بدن دکھلانے کے سامان پیدا کرے، اور مرد و عورتیں ایسا لباس پہنیں کہ جس سے عریانی و فحاشی کو فروغ حاصل ہو، لہٰذا اس قسم کا لباس پہننے سے بچیں، اور ایسا لباس پہنیں، جو اسلامی احکامات کے عین مطابق اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ کی پیروی کے مطابق ہو۔

اللہ رب العزت نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان ایسا لباس پہنے، جس سے

اس کی ستر پوشی ہو. اور لباس کے ہوتے ہوئے اپنا ستر ضرور ڈھانپے. یعنی یہ نہ کرے کہ لباس کو اپنے اوپر حرام ہی کر بیٹھے اور جسم کو برہنہ رکھے. چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ

”آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے کپڑوں کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کسی شخص نے حرام کیا ہے۔“ (سورہ الاعراف: 32)

جنتی لباس

روایات میں آتا ہے:

”حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا جنت میں رہ رہے تھے کہ شیطان لعین نے ان کو بہکایا، اور ایک درخت کا پھل کھانے پر اکسایا. جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے جانے کی ممانعت فرمائی تھی، حضرت حوا سلام اللہ علیہا شیطان مردود کے بہکاوے میں آ گئیں، اور گندم کا خوشہ کھا لیا، پھر حضرت آدم علیہ السلام کو اسے کھانے کی رغبت دلائی. حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کر دیا لیکن چونکہ شیطان لعین کا وار چل چکا تھا. حضرت حوا سلام اللہ علیہا کے مجبور کرنے پر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی کھا لیا۔ اس کا ذائقہ انہیں بہت اچھا معلوم ہوا، یہ لقمہ جو کہ شجر ممنوعہ سے کھایا گیا تھا، تو اس وقت ان کے جسموں سے جنت کے لباس اتر گئے۔“

کہا جاتا ہے:

”یہ لباس جسم انسانی کے ناخنوں کی طرح تھا، اس لیے ناخن حضرت

آدم علیہ السلام کی نسل کو لگائے گئے، تا کہ اس واقعہ کی یاد ہمیشہ تازہ ہوتی رہے، اور ناخنوں سے جنت کے لباس کا واقعہ مدنظر رہے، حضرت آدم علیہ السلام جب کبھی ناخنوں پر نگاہ ڈالتے تو بہشتی لباس کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔"

اللہ رب العزت علم وخبیر ہی جانتا ہے کہ واقعہ کیا تھا۔

جب ان کے جسموں سے جنت کے لباس اتر گئے، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا نے ایک دوسرے کو برہنہ حالت میں دیکھا تو شرم وحیا کے باعث بھاگنے لگے، اور جس درخت کے پاس چھپنے کے لیے جاتے وہ ان سے الگ ہو جاتا، اس بھاگ دوڑ کے عالم میں حضرت آدم علیہ السلام کے بال مبارک عناب کی شاخوں میں الجھ گئے، اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

"اے آدم! (علیہ السلام) مجھ سے بھاگ رہے ہو؟"

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا:

"یا اللہ! میں تجھ سے نہیں بھاگتا ہوں، بلکہ حیا اور ندامت کی وجہ سے چھپنا چاہتا ہوں۔"

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے عناب کے درخت سے کہا:

"مجھے چھوڑ دو۔"

درخت نے جواب دیا:

"اے آدم! (علیہ السلام) مجھ کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، اگر میں خلاف ورزی کروں گا تو میری کیفیت بھی آپ کی مانند ہوگی۔"

اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو پکارا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

"اے آدم! کہاں ہو؟"

انہوں نے عرض کیا:

"یا اللہ! یہاں عناب کے درخت کے نیچے برہنہ حالت میں ہوں، اور اس درخت کی شاخوں نے مجھے پکڑ رکھا ہے۔"

خطاب باری تعالیٰ ہوا:

"اے آدم! تمہاری یہ پریشانی تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے۔"

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تاکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو جنت سے باہر چھوڑ آئیں۔

اس وقت ندا آئی:

"اے جبرائیل! آدم کا خیال رکھنا، اور ان کے ساتھ ان کے دشمن کو بھی نکال دینا، جو اس کی پریشانی کا سبب بنا ہے۔"

اس دوران حضرت آدم علیہ السلام اپنے جسم مبارک کو ڈھانپنے کے لیے جنت کے درختوں سے پتے طلب فرماتے رہے، مگر سب درختوں نے انکار کر دیا، سوائے انجیر کے درخت کے جب حضرت آدم علیہ السلام نے انجیر کے درخت سے پتے طلب فرمائے تو اس نے پتے دے دیے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے:

"وہ درخت جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پتے دیے وہ عود کا درخت تھا۔"

علماء کرام کا اس بارے میں کہنا ہے:

"حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کا جنتی لباس اتر جانا ان دونوں کے لیے تھا، ورنہ وہ فرشتوں کے سامنے برہنہ نہ تھے، یعنی صرف یہ دونوں مبارک ہستیاں ہی ایک دوسرے کو برہنہ حالت میں دیکھ کر شرم و حیا سے چھپ رہی تھیں، جبکہ فرشتے ان کو اس حالت میں نہیں دیکھ رہے تھے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ستر پوشی اور تن ڈھانپنے کی ضرورت شرم وحیا کے تقاضوں کی وجہ سے ہے، اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ”شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے، اور ایمان والا جنت میں جائے گا، اور بے حیائی وفحش گوئی برائی کا حصہ ہے، اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔“ (ترمذی)

ایک اور حدیث پاک جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ”ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، تو جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔“ (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک

لباس ایک ایسی نعمت ہے، جو اللہ رب العزت نے صرف اور صرف انسان کو نوازا ہے، اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے، اور اس میں شرم وحیا کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لیے لباس انسانی جسم کو موسمی اثرات سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ شرم وحیا کے فطری تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک سادہ ہوتا، مگر زینت بخش تھا، صاف انسان ستھرا پاکیزہ لباس ہوتا، لباس کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص خیال فرماتے تھے، جس سے مکمل طور پر ستر پوشی کے تقاضے پورے ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لباس کو پسند فرماتے، جو اخلاقیات کے معیار پر پورا اترتا اور ایسے لباس کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے کہ جو عریانی وفحاشی کا مظہر اور ستر پوشی کے مقصد کو پورا نہ کرتا ہو یا جسے پہن کر غرور وگھمنڈ ظاہر ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک جہاں انسانی جسم کی ضروریات پورا کرتا، وہاں پر آپ کے لباس میں ایک وقار اور اخلاقی اصولوں کی پابندی بھی ہوتی تھی، ایسا لباس کبھی بھی

آپ ﷺ نے نہیں زیب تن فرمایا جسے پہن کر کبر و ریاکاری کا پہلو ظاہری ہو چنانچہ فرماتے ہیں۔

”میں تو بس اللہ کا بندہ ہوں، اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ کو سفید لباس بہت پسند تھا، اور آپ ﷺ دوسروں کو بھی سفید لباس پہننے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ خود بھی سفید لباس زیب تن کر کے فرحت محسوس کرتے۔ بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو سفید کپڑے پہننے کی ترغیب دی۔

① حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”سفید کپڑے پہنا کرو اس لیے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہے۔“ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ ہر کام کا آغاز کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ضرور کرتے، اور دوسروں کو بھی اس بارے میں تلقین فرماتے، چنانچہ متعدد احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفید کپڑے پہننے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

② حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص نئے کپڑے پہنے اور اگر وہ استطاعت رکھتا ہو تو اپنا پرانا لباس کسی مستحق کو خیرات کر دے، اور نئے کپڑے پہنتے ہوئے یہ دعا پڑھے، اور اس دعا کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے گا۔“

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَآ اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيٰوتِيْ۔

”سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے،

جس سے میں اپنا ستر ڈھانپتا ہوں اور جو اس زندگی میں میرے لیے خوبصورتی کا ذریعہ بھی ہے۔'' (ترمذی)

احادیث مبارکہ میں آتا ہے:

''رسول اللہ ﷺ جب بھی کبھی کوئی بھی کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کپڑے کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔''

اس لیے سنت مطہرہ کی پیروی میں ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کو استعمال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ضرور ادا کریں۔

◆ ۳ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے، عمامہ، کرتہ یا چادر تو اس کا نام لے کر فرماتے۔''

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَیْنِهِ اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُبْعَ لَهٗ.

''اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کے خیر کا طلب گار ہوں اور میں تیری پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں اس کپڑے کی برائی سے اور اس کے مقصد کے برے پہلو سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔'' (ابوداؤد)

کپڑے پہنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر بیان کرنا بندہ کو اپنی حفاظت و پناہ میں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

◆ ۴ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور مجھے یہ نصیب کیا بغیر میری محنت کے۔'' (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ کو سفید لباس اس قدر پسند تھا کہ آپ ﷺ نے اس کے پہننے کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس بات کا حکم بھی دیا ہے کہ اپنے مردوں کو بھی سفید کپڑوں میں ہی کفناؤ۔ اس حکم سے سفید لباس کی اہمیت اور شان میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

◆ ۵ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ زیادہ پاک اور زیادہ پسندیدہ ہیں، اور انہی میں اپنے مردے کفنایا کرو۔'' (ترمذی، نسائی)

سفید لباس کی مزید اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے آخری وقت کے لیے سفید لباس کو ہی پسندیدگی کا شرف بخشا ہے۔

◆ ۶ حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''سب میں اچھے وہ کپڑے جنہیں پہن کر تم اللہ تعالیٰ کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سفید ہیں۔ (یعنی سفید لباس میں نماز پڑھو اور مردوں کو کفناؤ)'' (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے جہاں مردوں کو لباس پہننے کے آداب بتائے ہیں، وہاں عورتوں کے لیے بھی لباس کے معاملے میں ضابطہ اخلاق ترتیب دیا ہے، اور بتایا ہے کہ عورتیں کس قسم کا لباس پہنیں، یعنی عورتوں کے لیے ایسا لباس پہننے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، جسے پہن کر عورتوں کے جسم کی جھلک دکھائی دے، باریک لباس کو آپ ﷺ پسند نہیں فرماتے

تھے۔ اگر کسی نے پہن رکھا ہو تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے۔

۷ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہا) باریک کپڑے پہن کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئیں، آپ ﷺ نے ان کی جانب سے چہرہ انور پھیر لیا اور ارشاد فرمایا:

"اے اسماء (رضی اللہ عنہا) عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ ہرگز نہیں دکھائی دینا چاہیے۔ سوائے اس کے اور اس کے۔"

اور اشارہ فرمایا اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف۔" (مشکوٰۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہرگز ہرگز ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے کہ جسے پہن کر بھی وہ برہنہ ہی نظر آئیں باریک لباس پہننے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، اس کے علاوہ بلا ضرورت لباس تیار کروا کر جمع رکھنے سے بھی رسول اللہ ﷺ نے احتراز کیا ہے۔

آپ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ ہمیشہ صاف ستھرا لباس پہنتے اگر کپڑا کسی جگہ سے پھٹ جاتا تو اس کو پیوند لگا لیتے، اور پیوند لگا لباس پہننے میں عار محسوس نہ کرتے، بلکہ دوسروں کو بھی پیوند لگا لباس تلقین فرماتے تاکہ کسی بھی صورت اسراف سے بچا جائے، اور فضول خرچی نہ ہو، چونکہ آپ ﷺ قناعت پسند تھے، اس لیے آپ ﷺ کے خصائص میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ چیزوں کی کثرت کو پسند نہ فرماتے تھے، اور دوسروں کو بھی اس قسم کی تلقین فرمایا کرتے تھے کہ صرف اتنا ہی اپنے پاس رکھو، جس قدر کہ ضرورت ہو، چنانچہ لباس کے معاملے میں بھی رسول اللہ ﷺ کا نظریہ یہی تھا۔

۸ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا)! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے، اور مالداروں کے

پاس بیٹھنے سے بچو. اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک کہ پیوند نہ لگا لو۔"

(ترمذی)

اگر کسی کو ایسی حیثیت اور استطاعت ہو کہ وہ اچھے کپڑے پہن سکتا ہو. یعنی کوئی مالدار شخص ہو. اور اچھا لباس پہن لینے کی استطاعت رکھتا ہو اس کے باوجود وہ ہر وقت پھٹے پرانے اور گندے کپڑوں میں ملبوس رہے تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے. انسان کو چاہیے کہ مال و دولت کے ہوتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی کی روش کو قائم رکھتے ہوئے. اس طرح کے کپڑے زیب تن کرے کہ جس سے اللہ رب العزت کی دی ہوئی نعمت کا اظہار ہوتا ہو. مگر اس سے غرور و تکبر کا پہلو نمایاں نہ ہو۔

◆ ٩ حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

"میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور میرے کپڑے نہایت ہی گھٹیا اور معمولی تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"ہاں ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کس قسم کا مال ہے؟"

میں نے کہا:

"اللہ کا عطا کردہ ہر طرح کا مال ہے. اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے اور غلام۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے۔" (نسائی، مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی مرد عورتوں جیسا لبا

پہنے یا کوئی عورت مردوں جیسا لباس پہن کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے، آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

◆ ۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

> "رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے۔ اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔" (ابوداؤد)

مردوں اور عورتوں پر ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت کی وعید اور حدیث پاک میں بھی آئی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

> "اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سارنگ ڈھنگ اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سارنگ ڈھنگ اختیار کریں۔" (بخاری)

معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت بھی ایسے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں فرماتا، جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اللہ رب العزت نے بھی ایسے افراد پر لعنت بھیجی ہے، قابل غور بات ہے کہ جسے اللہ رب العزت اور اس کا محبوب رسول ﷺ لعنت کا مستحق قرار دیں، اس کے لعنتی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے، اس لیے ایسی ہیئت اختیار کرنے اور اس قسم کا لباس پہننے سے احتراز کرنا ہی ایمان کی نشانی ہے، مردوں کو مردوں والا لباس اور عورتوں کو عورتوں والا لباس پہننا ہی زیب دیتا ہے، ابوداؤد کی حدیث مبارکہ میں بھی ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، جو ایک دوسرے سے تشبیہ کرتے ہیں۔

◆ ۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> "رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبیہ کریں، اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔" (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ کسی بھی معاملہ میں تکبر اور اسراف یعنی فضول خرچی کو پسند نہ فرماتے تھے، اعتدال اور میانہ روی کی روش کو اچھا سمجھتے تھے، اور اس بات کی تلقین فرمایا

کرتے تھے کہ کھانے اور پہننے میں فضول خرچی اور تکبر کا پہلو نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی ایسا کھانا نہ کھایا جائے۔ جس سے فضول خرچی کا پہلو نکلتا ہو۔ اور دوسرے اس قسم کا کھانا کھا کر انسان میں تکبر اور گھمنڈ پیدا ہو۔ اس طرح لباس کے معاملے میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہیے، اور کسی بھی صورت میں بہت زیادہ قیمتی زرق برق لباس نہیں پہننا چاہیے جسے پہن کر انسان تکبر سے اکڑ کر چلے، اس لیے کہ تکبر تو اللہ رب العزت کو بھی ناپسند ہے۔ اس قسم کے کپڑے پہننے سے انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے، ایک تو اس نے فضول خرچی کی، اور اس قدر بیش قیمت لباس پہنا، جبکہ فضول خرچی کرنے کی حدیث پاک میں ممانعت آئی ہے دوم یہ کہ ایسا لباس پہن کر تکبر اور گھمنڈ کیا، عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہرا، کیونکہ کبر تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

◆ ۱۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میرا تہہ بند، جس نے کسی ایک کو بھی ان میں سے چھیننا چاہا، میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔“ (مسلم)

ہمیں چاہیے کہ ایسا لباس زیب تن کریں جس سے انسان میں عاجزی وانکساری پیدا ہو، اور تکبر پیدا نہ ہو۔

◆ ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو، مگر دو باتیں اسراف اور تکبر نہ ہوں۔“ (بخاری)

آپ ﷺ نے اس بات کی بھی سختی سے ممانعت فرمائی ہے کہ جو کوئی اپنا کپڑا تکبر سے نیچے لٹکا ہے، یعنی یہ وعید مردوں کے لیے ہے کہ جو کوئی اپنا کپڑا تکبر سے نیچے لگائے گا، اس کی طرف روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائے گا۔

◆ ۱۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے نیچے کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرا تہہ بند لٹک جاتا ہے، مگر اس وقت کہ میں پورا خیال رکھوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم ان میں سے نہیں جو تکبر سے لٹکاتے ہیں۔" (بخاری)

۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس کے دل میں ذرہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔"

ایک شخص نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ خود صاحب جمال ہے، اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، (غرور تو اصل میں یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے، اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے)۔" (مسلم)

۱۶ ایک اور حدیث پاک میں اسی طرح بیان ہوا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ غرور و تکبر ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہیں، بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے، اور اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔" (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث پاک میں ایسے شخص کے لیے سخت وعید آئی ہے کہ جو غرور و تکبر سے اپنے تہہ بند کو اپنے ٹخنوں کے نیچے تک لٹکاتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراضگی کا اظہار فرمائے گا اور اسے اس فعل کی سزا دے گا، تہہ بند یا شلوار وغیرہ کے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی یہ وعید صرف اس شخص کے لیے ہے، جو غرور و تکبر سے اس طرح کرتا ہے، مگر چونکہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا مردوں کے لیے منع ہے، تو کوئی شخص دانستہ ایسی حرکت کرے، اگرچہ اسے بڑائی کا غرور نہ ہو تو پھر بھی اس کا یہ فعل گناہ کے زمرے میں آئے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے سے منع فرمایا ہے، تکبر سے ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانے کی وعید اس طرح حدیث پاک میں بیان ہوئی۔

◆ ۱۷ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا، اور نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور نہ ان کو پاک صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا، بلکہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔"

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"یا رسول اللہ ﷺ! یہ ناکام و مراد لوگ کون ہیں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایک وہ شخص جو تکبر و غرور سے اپنے تہہ بند کو ٹخنوں کے نیچے تک لٹکاتا ہے، دوسرے وہ شخص جو احسان جتاتا ہے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعے اپنے مالی تجارت کو فروغ دیتا ہے۔"

◆ ۱۸ تہہ بند یا شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا حکم حدیث پاک میں کئی مرتبہ بیان ہوا ہے۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”مومن کی تہہ بند تو اس کی نصف پنڈلی تک رہتا ہے، اور اگر اس کے نیچے ہو تو وہ جہنم میں ہے (یعنی گناہ ہے)۔“

یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی، اور فرمایا:

”اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، جو شیخی کے جذبہ سے اپنا تہہ بند زمین پر گھسیٹے گا۔“ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث پاک جو اس بارے میں بیان ہوئی ہے کہ اس میں بھی بڑی سخت وعید سنائی گئی ہے کہ جو شخص اپنا تہہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے، تہہ بند کا وہ حصہ آگ میں ہے، یعنی کس قدر گناہ کا یہ کام ہے، جس کی طرف توجہ دینے کی دورِ جدید میں اشد ضرورت ہے، اور اس عمل سے خود بھی بچنا چاہیے، اور دوسروں کو بھی اس سے منع رہنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

◆ ۱۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ٹخنوں سے نیچے تہہ بند کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔“ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اس کام کی ممانعت کا حکم نہیں دیا، جس کی خود عملی صورت پیش نہ کی ہو، یعنی آپ ﷺ خود بھی وہ کام نہ کرتے، آپ ﷺ نے لباس کا انتخاب کرنے کے ساتھ ساتھ لباس کو پہننے کے اصول و طریقے بھی وضع فرمائے کہ لباس کس طرح پہننا چاہیے۔

◆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیان فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین ٹخنے تک تھی۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

عام طور پر اکثر مرد حضرات موسم گرما میں قمیص وغیرہ اتار دیتے ہیں یا بنیان پہنتے

میں اکثر حضرات کو دیکھا گیا ہے، کہ وہ شلوار یا تہبند باندھ کر اوپری جسم کو باریک ململ جیسے کپڑے سے ڈھانپ لیتے ہیں، اور اس حالت میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، اور یہ عذر کرتے ہیں کہ چونکہ شدید گرمی ہے، اس لیے ہلکا پھلکا لباس پہن رکھا ہے تاکہ ہوا بھی لگتی رہے، حالانکہ چاہیے تو یہ کہ جب نماز پڑھنی ہو تو اس وقت مکمل طور پر لباس زیب تن ہونا چاہیے، اور لباس ایسا ہو کہ نماز پڑھتے وقت مخل نہ ہو، اللہ رب العزت کے حضور عبادت کی ادائیگی خلوص نیت اور یکسوئی کے ساتھ ہو سکے، اور صاف ستھرا لباس پہن کر اللہ رب العزت کی عبادت کے لیے کھڑا ہونا چاہیے، اس لیے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ سے بڑی کوئی بارگاہ نہیں ہے، اس کے حضور تمام عبادت کی جاتی ہے، اور چاہیے کہ انسان بھی سنور کر اچھا لباس پہنے پھر توجہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں رجوع ہو۔

◆ ۲۱ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو یعنی مکمل لباس پہنا کرو اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ بندہ اس کے حضور میں اچھی طرح بن سنور کر جائے۔“(مشکوٰۃ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے قبل اپنے جسم کو صاف ستھرے لباس سے آراستہ کر لینا چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہی حکم ہے، البتہ مجبوری کی حالت اور ہے، کہ کسی کے پاس صرف اس قدر ہی کپڑا ہو کہ وہ اس سے اپنا ستر ہی بمشکل ڈھانپ سکے، ایسی صورت میں اسلام رخصت کی اجازت دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اصحاب صفہ کے بعض افراد کے پاس صرف اس قدر کپڑا ہوتا تھا، کہ جس سے وہ بمشکل اپنی ستر پوشی قائم رکھتے تھے،

◆ ۲۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے اہل صفہ میں سے ستر آدمیوں کو اس حال میں دیکھا ہے کہ

ان میں کسی کے چادر نہ تھی (جو پورے جسم کو ڈھانپتی ہے) بلکہ یا تو ایک تہہ بند باندھے ہوتے یا کمبل جسے وہ اپنی گردنوں سے باندھ لیتے، کسی کا نصف پنڈلی تک پہنچتا اور کسی کا ٹخنوں تک۔ تو اپنے ہاتھوں سے اسے تھامے رکھتے کہ کہیں شرم گاہ نہ کھل جائے۔‘‘ (بخاری)

اس طرح حضرت مصعب بن عمیر ؓ مکہ مکرمہ کے بہت ہی خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے، نہایت عالیشان زندگی بسر کرتے تھے، سواری کے لیے بہترین گھوڑے صبح سواری کے لیے الگ اور شام کی سواری کے لیے الگ ہوتے تھے۔ لباس انتہائی عمدہ اور صاف ستھرا پہنتے تھے، دن میں کئی کئی لباس بدلتے، مگر جب اسلام قبول کیا تو خاندان والوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور پھر ایسا وقت ان پر آ گیا تھا کہ جسم پر کئی کئی دن ایک کمبل یا چادر ہوتی، مگر اسلام کی محبت میں کبھی اف تک نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام سے پہلے کی زندگی اور اسلام لانے کے بعد زندگی کو سوچتے تو چشمان اطہر میں آنسو آ جاتے۔

◆ ۲۳ حضرت مصعب بن عمیر ؓ کے متعلق حضرت خباب ؓ فرماتے ہیں:

’’ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر مکہ مکرمہ سے ہجرت کی، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئے، تو ہم میں سے کچھ لوگ انتقال کر گئے انہیں اپنا دنیاوی انعام کچھ بھی نہ ملا، ایسے ہی لوگوں میں مصعب بن عمیر ؓ ہیں، وہ احد کی لڑائی میں شہید ہوئے، ان کے جسم پر ایک موٹے کمبل کے سوا کچھ نہ تھا، وہی ان کا کفن بنا اور اس کا بھی یہ حال تھا کہ اگر اس سے سر کو ڈھانپا جاتا تو پیر کھل جاتے، اور پیر ڈھانپتے تو سر کھلا رہ جاتا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا:

’’سر کو کمبل سے چھپا دو، اور پاؤں پر اذخر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔‘‘ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کرنے والوں میں سے کچھ وہ ہیں، جنہیں دین کے لیے قربانیوں کا پھل دنیا میں بھی ملا وہ اس سے

فائدہ اٹھا رہے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

◆۲۴ اگر کسی کو اللہ رب العزت نے اس قدر استطاعت دے رکھی ہو کہ وہ اپنے مال سے دوسروں کی مدد کر سکتا ہے تو وہ اس کا حق بنتا ہے کہ وہ حق داروں اور مستحقین کی مدد کرے، اور اگر کسی کے پاس پہننے کو کپڑے تک نہیں ہیں تو ایسے شخص کو لباس خرید کر دے، اور ان کی ستر پوشی کا اہتمام کرے۔

اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے پہننے والے کے بدن پر رہیں گے، پہنانے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا۔'' (ترمذی)

◆۲۵ اس طرح ایک اور حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

''جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کا سبز لباس پہنا کر اس کی تن پوشی فرمائے گا۔'' (ابو داؤد)

لباس ہی کے ضمن میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس چیز کو پسند فرماتے تھے کہ اگر کسی کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے پورا لباس نہیں ہے، تو جو لوگ صاحب استطاعت ہیں، وہ ایسے لوگوں کو کپڑے مہیا کریں، تاکہ وہ بھی اپنا جسم ڈھانپ سکیں۔

◆۲۶ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ اتنے میں کچھ لوگ آئے تلواریں باندھے ہوئے، موٹے کمبل لپیٹے ہوئے، ان کے جسم کا بیشتر حصہ برہنہ تھا، اور ان میں سے زیادہ تر لوگ قبیلہ مضر کے تھے، بلکہ سب ہی مضری تھے، ان کے فقر و تنگ دستی کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور پریشانی کی وجہ سے

زرد پڑ گیا، پھر آپ ﷺ بیت اطہر گئے، اور باہر آئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور پھر تکبیر کہی، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اور نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ ﷺ نے سورہ نساء کی پہلی آیت مبارکہ اور پھر سورۃ الحشر کے آخری رکوع کی پہلی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی، اور اس کے بعد فرمایا:

"لوگوں کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کریں، دینار دیں، درہم دیں، کپڑے دیں، گیہوں کا ایک صاع (پیمانے کا نام) دیں۔"

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کسی کے پاس کھجور کا نصف ٹکڑا بھی ہو تو وہی دے دے۔"

خطاب سننے کے بعد انصار کا ایک شخص اپنے ہاتھ میں ایک تھیلی لیے ہوئے آیا، جو ہاتھ میں سماتی نہیں تھی، پھر لوگوں نے یکے بعد دیگرے صدقہ دینا شروع کیا، یہاں تک کہ میں نے غذا اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے، لوگوں کے اس صدقہ دینے سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور دمک اٹھا، گویا سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے، تو اس کو اس کا اجر ملے گا، اور جو لوگ اچھے طریقے پر بعد میں عمل کریں گے، ان کا بھی اجر اس کو ملے گا، بغیر اس کے کہ ان اجر کرنے والوں کے عمل میں کوئی کمی کی جائے، اور جس نے اسلام میں کسی برے طریقے کو جاری کیا، تو اسے اس کا گناہ ہوگا اور بعد میں جو لوگ اس برے طریقہ پر چلیں گے، ان کا گناہ بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا، بغیر اس کے کہ برے طریقہ کے جاری کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی ہو۔" (مسلم)

اس طرح اگر کسی کے ہاں ایسے ملازم ہوں۔ جو کہ اس کی کفالت میں ہوں تو اسے چاہیے کہ ان ملازمین اور خادمین کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق لباس پہنائے۔ اس چیز کا اجر اللہ تعالیٰ اسے دے گا۔ اور پھر حدیث پاک میں اس بات کا حکم بھی آیا ہے۔

۲۷ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

> ''لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے، پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے۔ جو وہ خود کھاتا ہے، اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے۔ جو اس کی قوت سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پایا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔''

(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ اس چیز کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی مرد سرخ لباس پہنے، آپ ﷺ نے اس رنگ کا لباس مردوں کے لیے پہننا ممنوع قرار دیا ہے۔

۲۸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

> ''ایک شخص سرخ کپڑے پہنے ہوئے گزرا، اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

(ابوداؤد، ترمذی)

کس قدر غور کا مقام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو سلام کا جواب بھی نہ دیا، جس نے سرخ رنگ کا کپڑا پہنا ہوا تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ خود اس بات کی تلقین فرماتے تھے:

> ''سلام کا جواب دو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے محض اس لیے سلام کا جواب نہیں دیا کہ آپ

ﷺ سرخ رنگ کے لباس کو مردوں کے لیے پہننا ناپسند فرماتے تھے، اس طرح آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دے کر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

اس طرح آپ ﷺ کسم کے رنگے ہوئے کپڑے بھی ناپسند فرماتے تھے، اور سختی سے اس بات کی ممانعت فرماتے تھے کہ کوئی کسم کے رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

◆ ۲۹ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا:

"یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انہیں نہ پہنو۔"

میں نے کہا:

"انہیں دھوڈالوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"انہیں جلادو۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کسم کے رنگے ہوئے کپڑے اور ریشمی لباس کو ناپسند فرماتے ہوئے مردوں کو منع فرماتے تھے کہ وہ اس طرح کے کپڑے پہنیں، نہ صرف منع فرماتے بلکہ آپ ﷺ خود بھی اس طرح کا لباس زیب تن نہ فرماتے تھے، اس طرح لباس کے معاملہ میں عملی نمونہ پیش فرمایا کرتے تھے، خود اپنی زبان اطہر سے فرماتے:

"میں اس قسم کا لباس کبھی نہیں پہنتا۔"

◆ ۳۰ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں، اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں، جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو۔" (ابوداؤد)

ریشمی لباس پہننے والے کو وعید سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، یعنی ریشمی لباس اس قدر ناپسندیدہ قرار دے دیا گیا

کہ اس لباس کو پہننے والے کو آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو جانے کی وعید سنائی گئی۔

۳۱ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو دنیا میں ریشم پہنے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔" (بخاری، مسلم)

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ ریشم مردوں کے لیے کس قدر ممنوع چیز ہے۔ اس لیے اس کے لباس سے احتراز ہی دنیا و آخرت میں بھلائی کا باعث ہے، البتہ عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا، اور اس کی اجازت رحمت فرمائی ہے کہ عورتیں ریشم کا لباس پہن سکتی ہیں۔

۳۲ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے، اور مردوں پر حرام ہے۔" (ترمذی، نسائی)

۳۳ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ریشم اور دیباج کے پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں تمہارے لیے ہے۔" (بخاری)

۳۴ بعض مواقع پر اور کسی مجبوری کے پیش نظر کسی خاص مصلحت کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لیے ریشمی لباس پہننے کی اجازت فرمائی ہے، مثال کے طور پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو ریشم پہننے کی اجازت رحمت فرمائی تھی، اس لیے کہ

ان کے جسم میں خارش تھی۔" (بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو ریشم کی ایک خاص مقدار پہننے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

- حضرت عمر الفاروق ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، پھر آپ ﷺ نے درمیانی انگشت مبارک اور انگشت شہادت کو ملایا اور فرمایا: "لیکن اس قدر۔" (مسلم)

یعنی دو انگلیوں کی مقدار کے برابر ریشم کے استعمال کی مردوں کو اجازت مرحمت فرمائی، اور اس سے زیادہ پہننے کی سختی سے ممانعت کی۔

- اس اجازت ہی کے ضمن میں حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے خالص ریشم کے کپڑے سے ممانعت فرمائی ہے، لیکن ریشم کی دھاریوں کا کپڑا، اور وہ کپڑا جس کے تانے بانے میں ایک سوتی ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔" (ابوداؤد)

- اس طرح بخاری اور مسلم میں روایت بیان ہوئی ہے، راوی بیان کرتے ہیں:

"حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ اور حضرت زبیر بن العوام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک جنگ کے موقع پر جوں پڑنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو اجازت مرحمت فرمائی کہ ریشمی قمیص استعمال کریں، اور اس کو میں نے ان کے جسم پر دیکھا بھی تھا۔"

(بخاری، مسلم)

- ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دومہ کے حکمران اکیدر نے ریشمی کپڑا تحفے کے طور پر بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے ارشاد فرمایا:

”اس کپڑے کو پھاڑ کر، اور اس کے دو پٹے بنا کر فاطماؤں میں تقسیم کردو۔“ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ سر مبارک پر عمامہ باندھنا بھی پسند فرماتے تھے نہ۔ بہت بھاری ہوتا نہ چھوٹا، ایک روایت کے مطابق سات گز لمبائی ہوتی تھی، عمامہ کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے۔ جو پیچھے کی طرف دونوں شانوں کے درمیان اڑس لیتے، سورج کی حدت سے بچنے کے لیے شملہ کو پھیلا کر سر مبارک پر ڈال لیتے۔ اس طرح موسمی حالات کے مطابق کبھی کبھار آخری بل ٹھوڑی مبارک کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد بھی لپیٹ لیتے تھے، کبھی اگر عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کا ایک رومال پٹی کی طرح سر مبارک پر باندھ لیتے۔

کہا جاتا ہے کہ ایسا عموماً سر درد کی شکایت لاحق ہونے پر کرتے۔ آپ ﷺ عمامہ کی صفائی کا خاص خیال رکھتے، اور اس کو میلا نہ ہونے دیتے۔ بالوں میں تیل لگے ہونے کی وجہ سے تیل کی چکنائی سے عمامہ کو بچانے کی خاطر ایک خاص قسم کا کپڑا جسے عربی میں ”قناع“ کہتے ہیں، بالوں پر استعمال کرتے۔

آپ ﷺ اپنے دیگر لباس کی طرح عمامہ کی صفائی بھی رکھتے، اور آپ ﷺ کا عمامہ کبھی بھی میلا یا گندہ نہ دیکھا گیا، سفید کے علاوہ زرد رنگ کا عمامہ بھی آپ ﷺ نے باندھا ہے اور فتح مکہ کے موقع پر سیاہ رنگ کا عمامہ بھی استعمال فرمایا ہے، عمامہ کے نیچے کپڑے کی ٹوپی بھی استعمال میں رہی اور اسے پسند فرمایا۔

روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمامہ کے ساتھ ٹوپی کا استعمال فرمایا کرتے تھے، عمامہ کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی پہن لیتے تھے، گھر میں اوڑھنے کی ٹوپی سر مبارک سے چپکی ہوئی سفر پر نکلتے تو اٹھی ہوئی باڑ دار ٹوپی استعمال فرماتے تھے، سلے ہوئے کپڑے کی دبیز ٹوپی بھی آپ ﷺ نے پہنی ہے احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے عمامہ مبارک کا ذکر آیا ہے۔

◆ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

”رسول اللہ ﷺ عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔“ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمامہ باندھنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، وہی ہمارے لیے نمونہ ہے، اور اس پر عمل کر کے ہی سنت مطہرہ کی پیروی ہوتی ہے، نہ صرف آپ ﷺ نے عمامہ باندھنے کا عمل کر کے دکھایا، بلکہ حکم بھی فرمایا کہ تم لوگ بھی اسی طرح عمامہ باندھا کرو۔

◆ ۱۲۰ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے، اور اس کو (شملہ کو) پیٹھ کے پیچھے لٹکالو۔“ (بیہقی)

ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عمامہ باندھنے میں مسلمانوں کی امتیازی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”کافروں اور مسلمانوں کے عمامہ باندھنے میں کیا فرق ہے۔“

◆ ۱۲۱ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق یہ ہے کہ کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔“ (ترمذی)

سیاہ رنگ کے کپڑے کا عمامہ بھی رسول اللہ ﷺ نے پہنا ہے، اس لیے اس رنگ کا عمامہ پہننا بھی سنت مطہرہ ہے۔

◆ ۱۲۲ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔“ (ترمذی)

۲۳ سیاہ عمامہ کے بارے میں ہی ایک اور حدیث پاک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یا چکنی پٹی تھی۔" (ترمذی)

۲۴ اس طرح حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔" (ترمذی)

۲۵ ایک اور روایت میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

"وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے، سیاہ عمامہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا، اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔" (مسلم، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر توفیق دی ہو کہ وہ اچھے اچھے کپڑے پہن رکھا ہو تو ہو ضرور پہنے تاکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا اثر اس بندے کے جسم پر ظاہر ہو، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔

۲۶ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ پر ظاہر ہو۔" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے رکھے اور گندی حالت میں رہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، ایک شخص کو پراگندہ سر

دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے بالوں کو اکٹھا کرے۔"

دوسرے شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا:

"اس کو ایسی چیز نہیں ملتی، جس سے کپڑے دھولے۔" (نسائی)

۲۰ رسول اللہ ﷺ رنگین اور بھڑکیلے قسم کے لباس کو سخت ناپسند فرماتے تھے، خاص طور پر مردوں کو اس قسم کا لباس پہننے کی آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے، اگر کسی نے پہنا ہو تو آپ ﷺ ناراضگی کا اظہار فرما دیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا ہر حکم بلا کم و کاست تسلیم کرتے تھے، اور اس معاملے میں آپ ﷺ کے اشارے کو بھی سمجھ جاتے تھے۔

۲۱ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کسم کا رنگا ہوا گلابی کپڑا پہنے ہوئے تھا۔"

آپ ﷺ نے پوچھا:

"یہ کیا ہے؟"

"میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اس کپڑے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں، فوراً واپس چلا آیا اور اس کپڑے کو جلا دیا، دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

"تم نے اپنے کپڑے کا کیا کیا؟"

میں نے عرض کیا:

"اس کو جلا دیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دیا، اس لیے کہ عورتوں کے لیے اس قسم کے کپڑے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

(ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ سادہ مگر پر وقار، صاف ستھرا لباس پہننا پسند فرماتے تھے، میلا لباس زیب تن نہ کرتے تھے، اگر کسی وفود سے ملاقات کرنا ہوتی۔ اس وقت لباس کا خاص طور پر اہتمام فرماتے، اور صاف ستھرے کپڑے پہنتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ہدایت فرماتے۔

روایات میں آتا ہے کہ ہجرت کے نویں برس رسول اللہ ﷺ کی تبوک سے واپسی کے بعد عرب کے کئی قبائل گروہ در گروہ مدینہ طیبہ آتے اور اسلام قبول کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اور صحبت کا شرف حاصل کرتے، اس سال اس قدر وفود کی آمد تھی کہ اس سال کو سنۃ الوفود کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ہر وفد کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن فرماتے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی فرماتے کہ وہ بھی عمدہ لباس اور پاکیزہ کپڑے پہنیں، اور پھر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق وفد کو پاک صاف اور صحت افزا مقامات میں ٹھہراتے، اور حتی الوسع ان کی مہمان نوازی اور ضیافت کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

آپ ﷺ ایسا لباس زیب تن فرماتے تھے کہ جسے پہن کر عملی طور پر ستر پوشی ہو جاتی تھی، اور کسی بھی قسم کے عمل کے وقت لباس کی وجہ سے کوئی تنگی نہ ہوتی تھی، آپ ﷺ دوسروں کو بھی باوقار طریقے سے کپڑے پہننے کا حکم صادر فرماتے۔

◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے۔ ایک جوتی پہن کر نہ چلے۔ کپڑے کو اس طرح لپیٹ کر بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اندر آ جائیں، اور اس

طرح کپڑا لپیٹ کر نہ بیٹھے کہ ستر کھل جائے۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ پرانے کپڑے کو پسند فرماتے تھے۔ اسے دھو کر صاف حالت میں پہن کر خوش ہوتے۔ کپڑے کو میلا نہ ہونے دیتے تھے۔ پرانے کپڑے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان حدیث میں آیا ہے۔

◆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم نہیں سنتے، کیا تم نہیں سنتے، کپڑے کا پرانا ہونا اور دنیا کی زینت کا ترک کرنا ایمان کی علامت ہے یا ایمان کے اخلاق میں سے ہے، کپڑے کا پرانا ہونا اخلاق میں سے ہے۔" (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے چادر کا استعمال بھی کیا ہے، آپ ﷺ یمنی دھاری دار چادریں جن کو "حَبَرَہ" کہا جاتا ہے، سب سے زیادہ پسند فرماتے۔

◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پہننے کے کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کو حبرہ بہت پسند تھی۔" (بخاری، مسلم)

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سرخ دھاری دار حلہ بھی زیب تن کیا ہے:

◆ حضرت جابر بن عمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"میں نے چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ سرخ حلہ زیب تن کیے ہوئے تھے (یعنی سرخ دھاری دار) میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔" (ترمذی)

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبہ بھی زیب تن فرمایا ہے:

◆ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے:

"میں نے ایک خیر و الا جبہ نکالا۔ جس کی گردن پر دیباج لگی ہوئی تھی،

اور دونوں چاکوں پر بھی دیباج کی گوٹ لگی ہوئی تھی۔"

حضرت اسماء بنت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا ہو تو یہ مجھے مل گیا، رسول اللہ ﷺ اسے پہنا کرتے تھے، اور ہم اسے دھو کر اس کا پانی بیماروں کو شفائی غرض سے پلاتے تھے۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے جبہ مبارک کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ بخاری میں بیان ہوئی ہے۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ (غزوہ تبوک میں) تشریف لائے تو میں پانی لے کر پہنچا، آپ ﷺ نے وضو کیا، اور آپ ﷺ اس وقت ایک رومی جبہ زیب تن کیے ہوئے تھے۔" (بخاری)

ترمذی میں بھی یہی حدیث پاک بیان ہوئی ہے۔

- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔"

"رسول اللہ ﷺ نے ایک رومی جبہ پہن رکھا تھا، جس کی آستین تنگ تھیں۔" (ترمذی)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے رسول اللہ ﷺ چادر کو بھی پسند فرماتے تھے، اور زیب تن فرمایا کرتے تھے، ایک حدیث پاک میں ہے۔

- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک مرتبہ صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ بیت اطہر سے باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے جسم اطہر پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے لنگی اور چادر کا استعمال فرمایا ہے، اس لیے اس بارے میں متعدد احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔

۵۷ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ ایک مرد میانہ قد تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا، گنجان بالوں والے تھے، جو کان کی لو تک آتے تھے، آپ ﷺ پر ایک سرخ دھاری دار جوڑا یعنی لنگی اور چادر تھی، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔“ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے سبز رنگ کی چادریں بھی زیب تن فرمائی ہیں۔

۵۸ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔“ (ترمذی)

منقش کپڑے کے بارے میں بھی حدیث پاک میں بیان ہوا ہے۔

۵۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لگائے ہوئے بیت اطہر سے تشریف لائے، اس وقت آپ ﷺ پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا، جس میں حضور ﷺ لپٹے ہوئے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے باہر تشریف لا کر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو نماز پڑھائی۔“ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے شلوار کو بھی پسندیدگی کا شرف بخشا ہے، چنانچہ اسے پہننے کی اجازت اور حکم صادر ہے۔

۶۰ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ہم نے کہا:

”یارسول اللہ ﷺ! اہل کتاب لون پہنتے ہیں اور لنگی نہیں باندھتے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم شلوار پہنو اور لنگی باندھو، اور اہل کتاب کے خلاف کرو۔" (احمد)

رسول اللہ ﷺ نے موزوں کو بھی استعمال فرمایا ہے آپ ﷺ کے پاس دو سادہ موزے بھی تھے۔ جنہیں نجاشی نے ہدیہ کے طور پر آپ ﷺ کو بھیجا تھا، اور آپ ﷺ نے ان موزوں کو استعمال فرمایا، اس طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے بھی موزے تحفے کے طور پر پیش کیے تھے، ان کو آپ ﷺ نے پھٹنے تک استعمال فرمایا۔

موزوں کو پہننے سے پہلے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسے جھاڑ لیا کرو، اس بارے میں طبرانی نے روایت کی نقل کی:

◆ ٦١ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک دن رسول اللہ ﷺ وضو فرمانے لگے تو اپنے موزے مبارک پائے اقدس سے اتارے اور وضو فرمانا شروع کیا، جب وضو فرما چکے تو آپ ﷺ نے ایک موزہ پہنا، اور جب دوسرا موزہ مبارک پہننے کے لیے دست مبارک بڑھایا ہی تھا کہ اچانک فضا سے ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا، اور موزہ مبارک چھین کر لے اڑا، اس موزے سے ایک سانپ گرا، پرندہ موزہ مبارک کو بھی گرا کر فضا میں اڑ گیا۔ اس دن سے رسول اللہ ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ موزے پہننے سے پہلے جھاڑ لیا کرو۔

موزوں کے بارے میں آتا ہے۔

◆ ٦٢ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کے دو سادہ موزے ہدیۃً بھیجے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہنا اور وضو کے بعد ان پر مسح بھی فرمایا۔" (ترمذی)

نعلین پاک

رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کی شان وفضیلت بڑی ہی اعلیٰ وارفع ہے، احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کے نعلین پاک کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ وہ کس طرح کے تھے، کس بناوٹ پر تیار کیے گئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کیسے نعلین پاک پہنا کرتے تھے۔

◆ 1 حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے، وہ بیان فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین پاک پہنے ہوئے دیکھا کہ جن پر بال نہ تھے۔" (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ نبی رحمت ﷺ کے نعلین پاک چمڑے سے تیار کیے گئے تھے، اور چمڑا ایسا تھا کہ اس پر بال نہ تھے، جیسا کہ عام طور پر جانور کی کھال پر بال ہوتے ہیں، کھال کو اچھی طرح صاف اور خشک کرنے کے بعد اللہ کے آخری رسول ﷺ کے نعلین پاک تیار کیے گئے تھے، اور یہی آپ ﷺ نے اپنے پاؤں اقدس کی زینت بنائے ہوئے تھے، اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہر عمل کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا کرتے تھے، اور یہ دیکھا کرتے تھے کہ آپ ﷺ اپنے جسم اطہر پر کسی چیز اور کیسی چیز کو زینت بنانے کا شرف بخشتے ہیں، اس مشاہدہ کی روشنی میں ہی صحابہ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ کی پیروی کرتے، اور دین ودنیا کی دولت سمیٹا کرتے، یہ صحابہ کرام ؓ کے مشاہدات کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم تک نبی محترم ﷺ کی ذات بابرکات کے حوالے سے ہر پہلو سے تعلیمات پہنچی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی نعلین پاک کو پہنتے اور اتارنے میں بھی ترتیب کا خاص طور پر لحاظ رکھا کرتے، اور اس معاملے میں بھی امت کو تعلیم فرمائی کہ جوتا کس طرح پہننا اور کس

طرح اتارنا چاہیے۔

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "جب جوتا اتارے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے کہ دایاں پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں پیچھے۔" (بخاری، مسلم)

ہمیں معلوم ہوا کہ جوتا پہننے میں بھی آداب کا خیال رکھنا چاہیے، جوتا پہنتا تو ہر کوئی ہے، اگر اس کو پہنتے ہوئے سنت نبوی ﷺ کے مطابق پہن لیا جائے تو مفت میں ثواب حاصل ہو جائے گا، اس طرح جوتا اتارنے میں بھی سنت مطہرہ کی پیروی ثواب کے حصول کا بہترین درجہ ہے۔

اس باب میں ہم رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک پہننے اور اتارنے کی تعلیم حاصل کریں گے، اور دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں آپ ﷺ کا شب و روز کا معمول کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک میں سے ہر نعل پاک میں دو دو تسمے ہوتے تھے، یعنی چمڑے کی ایک چپٹی، جو پاؤں کے سائز کے مطابق ہوتی، اس پر دو تسمے اس طرح لگے ہوتے کہ پاؤں ان کے سہارے نعلین پاک پر ٹکے رہتے۔

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

◆ ۳ حضرت قتادہ ؓ فرماتے ہیں:

> "میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے دریافت کیا کہ نبی محترم ﷺ کے نعلین پاک کیسے تھے؟"
>
> انہوں نے فرمایا:
>
> "ہر ایک نعل پاک میں دو دو تسمے تھے۔" (ترمذی)

۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک کے دو تسمے تھے۔“ (ترمذی)

۵ اس طرح کی ایک حدیث بخاری میں بھی بیان ہوئی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

”نبی معظم ﷺ کی نعلین پاک میں دو قبال تھے، یعنی انگلیوں کے درمیان دو تسمے تھے۔“ (بخاری)

آپ ﷺ جو کام بھی شروع فرماتے تھے، اس کی ابتدا دائیں سے کیا کرتے تھے، اور دائیں کو مقدم رکھا کرتے۔

۶ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رسول اللہ ﷺ اپنی کنگھی کرنے میں اور نعلین پاک پہننے میں اور اعضاء وضو کے دھونے میں حتی الوسع دائیں سے ابتداء فرمایا کرتے تھے۔“ (ترمذی)

سرور کائنات ﷺ نظافت پسند تھے، صفائی اور پاکیزگی کا حسین مظہر تھے، گندگی یا اس قسم کی خباثت کبھی آپ ﷺ کے قریب بھی نہیں پھٹکی، نہ کبھی آپ ﷺ کا لباس مبارک کسی نے میلا یا گندہ دیکھا، اور نہ ہی نعلین پاک گندے ہوتے، آپ ﷺ کے پائے اقدس حسین و خوبصورت اور پاکیزہ تھے، آپ ﷺ اپنے نعلین پاک کو بھی اس قدر پاک صاف رکھتے کہ ان کو پہن کر نماز بھی آپ ﷺ نے ادا فرمائی ہے۔

۷ اس بارے میں حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین پاک میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جن میں دوسرا چمڑا سلا ہوا تھا۔“ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہ رواج عربوں میں رائج تھا کہ وہ چمڑے کے بال اتارے بغیر بھی جوتے بنا کر پہن لیا کرتے تھے، اس وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کا جب ذکر فرمایا ہے تو ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی فرمائی کہ آپ ﷺ کے نعلین پاک کس طرح کے ہوتے تھے۔

◆ ٨ حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دو نعلین مبارک نکال کر دکھائے، ان پر بال نہیں تھے، اس کے بعد حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا کہ دونوں نعلین پاک رسول اللہ ﷺ کے تھے۔" (ترمذی)

◆ ٩ اس طرح ایک اور حدیث پاک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کے نعلین پاک کے تسمہ دُوہرے تھے۔" (ترمذی)

رسول معظم ﷺ نے یہ بھی تعلیم فرمائی ہے کہ جوتوں کا استعمال کثرت سے کرنا چاہیے، یعنی مقصود یہ ہے کہ جوتوں کے بکثرت استعمال سے پاؤں کی حفاظت رہتی ہے، موسم کی شدت سے بچاؤ رہتا ہے، اور پھر پاؤں زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں، اس کے علاوہ چلنے پھرنے میں آسانی رہتی ہے، غرضیکہ جوتے پہننے کے لیے بے شمار فوائد ہیں، اس لیے نبی کریم ﷺ نے جوتوں کے بکثرت استعمال کا حکم فرمایا ہے۔

◆ ١٠ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوئے ہے، گویا وہ سوار ہے، یعنی کم تھکتا ہے۔" (مسلم)

جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے جوتوں کے بکثرت استعمال کا حکم صادر فرمایا ہے، وہاں پر اس بات کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ہے، کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی رہ لیا جائے۔

◆ ١١ حضرت عبداللہ بن برید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

"کسی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا:

"کیا بات ہے، آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں۔"

انہوں نے جواب دیا:

''رسول اللہ ﷺ ہمیں کثرت ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع فرماتے تھے۔''

اس شخص نے کہا:

''کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں؟''

انہوں نے کہا:

''رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔''

(ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ ہر معاملے میں آداب کا لحاظ رکھا کرتے تھے، حتیٰ کہ نعلین پاک پہنتے ہوئے بھی اس احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے کہ آرام سے تشریف فرما ہو کر نعلین پاک پہنتے، آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت فرمائی ہے، اور اس بارے میں تاکید فرمائی ہے کہ جوتا کھڑے ہو کر نہ پہنو۔

۱۲ حضرت جابر ؓ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔'' (ترمذی)

اس حدیث پاک کی شرح میں علماء کرام فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ان جوتوں کے بارے میں ہے کہ جن کو کھڑے ہو کر پہننے میں سخت دشواری پیش آتی ہے، یعنی ایسے جوتے جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے علاوہ ایسے جوتے جو بآسانی کھڑے ہو کر پہنے جا سکیں، مثلاً چپل، کھسہ اور ایسے جوتے جن میں تسمے باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اور بآسانی پہنے جا سکتے ہیں، ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔''

آداب کا تقاضا ہے کہ انسان اگر کوئی چیز مثلاً لباس یا جوتے پہنے تو مکمل طور پر

پہنے، یہ نہیں کہ ایک پاؤں میں جوتا پہنا ہے تو دوسرے میں نہ پہنے، رسول اللہ ﷺ نے اس طرح جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔

◆ ۱۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایک جوتا پہن کر نہ چلے، اتار دے یا دونوں پہن لے۔“ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی عورت مردانہ جوتا پہنے اور مردانہ مشابہت اختیار کرے، اس سلسلے میں احادیث مبارکہ میں وضاحت سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے رسول اللہ ﷺ کی ناپسندیدگی کا پتہ چلتا ہے، بلکہ آپ ﷺ اس طرح کی مشابہت کو نہ صرف ناپسند فرماتے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھی فرمائی ہے۔

◆ ۱۴ حضرت ابی بن ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

”ایک عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے۔“

انہوں نے فرمایا:

”رسول اللہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“ (ابوداؤد)

اگر کسی کا ایک جوتا ٹوٹ جائے یا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے، کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے۔

◆ ۱۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو صرف ایک جوتا پہن کر نہ چلے، بلکہ تسمہ کو درست کر لے، اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔“ (مسلم)

نعلین پاک کی ہیئت

رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کی ہیئت اور ان کی لمبائی و چوڑائی کے بارے میں بہت سے علماء کرام نے کلام کیا ہے، چنانچہ نعلین پاک کی ہیئت کے بارے میں ایک قول علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جو حضرت حافظ علقمی رضی اللہ عنہ نے ''الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر'' کے حاشیہ بھی علامہ عراقی کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

◆ ۱ **ان طول نعله ﷺ شبر و اصبعان و عرضها مما يلي الكعبين سبع اصابع وبطن القدم خمس وفوقها ست واسها محدد عرض مابين القبالين اصبعان۔**

''رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کی لمبائی ایک بالشت اور دو انگلیاں اور ایڑی کی طرف سے چوڑائی سات انگلیاں اندرونی حصہ پانچ انگلیاں اور اس سے اوپر والا حصہ سات انگلیاں تھیں سر گول اور دونوں تسموں کے مابین دو انگلیاں فاصلہ تھا۔''

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر)

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کا ذکر کرتے ہوئے علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

◆ ۲ ''رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک مخصرہ اور ملسنہ تھی۔''

◆ ۳ اس قول کی دلالت پر امام ابو الشیخ نے ابن ابی زیاد کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کی زیارت کی، وہ مخصرہ اور ملسنہ تھی۔''

◆ ۴ طبقات ابن سعد میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کو دیکھا، وہ مخصرہ ملسنہ اور معقبہ تھی، اور اس کے دو زمام تھے۔" (ابن ماجہ)

علماء کرام نے مخصرہ اور ملسنہ کی تشریح اس طرح کی ہے:

"مخصرہ وہ نعل پاک ہے جن کے پہلو کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ وہ درمیان سے باریک ہو جائیں، یعنی وہ نعل جس کی کمر پتلی ہو، اس طرح ملسنہ اس نعل کو کہتے ہیں، جو زبان کی طرح نرم اور لمبی ہو، یعنی نعل کا اگلا حصہ زبان کی طرح نوکدار ہو۔"

◆ ۵ نعلین پاک کی ہیئت کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی:

"محمد بن علی نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارک میرے لیے نکالی اور میں نے دیکھا کہ ان کی کمر پتلی، ایڑھیاں چوڑی اور دو زمام تھے۔"

(ابن سعد)

◆ ۶ اسی طرح ابن عساکر کی ہمام سے روایت ہے:

"ہشام بن عروہ نے صلت بن دینار کی نعلین دیکھیں تو اس کے دو زمام تھے، انہوں نے نعلین دیکھ کر کہا:

"ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک ہیں، جن کی کمر پتلی، ایڑی چوڑی اور اگلا حصہ نوکدار ہے۔" (ابن عساکر)

◆ ۷ حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"مجھے ایک شخص نے بتایا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک دیکھی ہوئی تھی:

"رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک میں دو زمام تھے، اور ایڑھیاں چوڑی تھیں۔" (امام ابو الشیخ)

◆ ۸ ایک اور روایت جو کہ حضرت حارث بن اسامہ رضی اللہ عنہ نے حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

انہوں نے فرمایا:

”میں نے اعرابی سے سنا، انہوں نے بیان کیا:

”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے گائے کے چمڑے کی نعلین پاک پہنی ہوئی تھیں۔“

ایک اور مقام پر حضرت ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

⑨ ”رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک گائے کے چمڑے کی تھیں۔“ (ابوالشیخ)

جبکہ ایک اور روایت میں جو ابوالحسن بن ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماعیل بن اسید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے:

⑩ ”رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کی رنگت زرد تھی۔“

ایک حدیث پاک میں جس میں نبی کریم ﷺ کی نعلین پاک کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔

⑪ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

”رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کے دو زمام تھے، اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے نعلین کے بھی دو زمام تھے، اور جس نے سب سے پہلے نعلین کو ایک زمام سے باندھا (یعنی پہنا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔“ (ترمذی)

⑫ انہی الفاظ سے ملتی جلتی روایت حضرت عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے:

”رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے نعلین پاک کے دو زمام تھے۔“ (نسائی)

رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کی ہیئت کے بارے میں روایت ہے۔

⑬ حضرت حارث بن اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

''ہم ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کو مہاجر کہا جاتا تھا، اور میرے جوتے کے دو زمام تھے، جبکہ میں نے اس کو شہرت کی وجہ سے پہننا چھوڑ دیا تھا۔''

انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا تو میں نے کہا:

''میں نے اس کی شہرت کے باعث پہننا چھوڑ دیا ہے۔''

یہ سن کر وہ بزرگ فرمانے لگے:

''ایسا نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک ایسے ہی (دو زمام والے) تھے۔''

◆ ۱۴ ایک اور روایت میں نعلین پاک کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے نعلین پاک کے دو زمام تھے، اور جس نے سب سے پہلے ایک زمام والا جوتا پہنا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔''

◆ ۱۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک (جوتا شریف) کے تسمے دوہرے تھے۔'' (شمائل ترمذی)

◆ ۱۶ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کیسے تھے؟''

انہوں نے فرمایا:

''ہر نعل میں دو دو تسمے تھے۔'' (ترمذی)

◆ ۱۷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین مبارک پہنے دیکھا، جن پر

بال نہیں تھے۔" (بخاری)

جوتے اور موزے پہننا سنت بھی ہے، اور فرمان رسول ﷺ بھی۔

۱۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ایک جنگ میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

"جوتے بہت زیادہ لمبے لیا کرو، کیونکہ آدمی جب تک جوتے پہنے رہتا ہے، گویا سوار ہوتا ہے۔" (مسلم)

۱۹ رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کے بارے میں بیان کرتے ہوئے بعض حفاظ حدیث کا کہنا ہے۔

> "رسول اللہ ﷺ ایک زمام کو انگوٹھے اور اس سے متصل انگشت، مبارک کے درمیان اور دوسرے زمام کو درمیانی اور اس سے متصل انگلی مبارک کے درمیان رکھتے، اور دونوں کو اس تسمہ کے ساتھ جمع فرماتے، جو قدم مبارک کی پشت پر تھا، اور جسے شراک کہا جاتا ہے۔"

ایک اور بزرگ کا اس بارے میں کہنا ہے:

۲۰ "زمام نعل اس کو یہ کہتے ہیں، جو درمیان اور اس کے ساتھ والی انگلیوں کے درمیان ہو، چاہے پہننے والا اسے ان دونوں یا ان کے علاوہ دوسری دو انگلیوں کے درمیان رکھے۔"

نعل مبارک کی مرمت

رسول اللہ ﷺ کے معمولات میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ﷺ اپنے کام خود کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے، اور اپنے عام نوعیت کے کام خود کر لیا کرتے تھے، اس بارے میں اہل خانہ کو نہ کہتے تھے، چنانچہ جہاں پر اپنے دیگر کام کرتے وہاں اپنی نعل پاک کو بوقت ضرورت مرمت بھی کر لیا کرتے تھے، اگر ٹوٹ جاتی تو خود اپنے دست مبارک سے

گانٹھ لیا کرتے تھے، چنانچہ بہت سی روایات میں اس کا تذکرہ ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نعلین پاک کو خود گانٹھا۔

◆ ۱ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے پوچھا گیا:

"رسول اللہ ﷺ کا اپنے بیت اطہر میں معمول کیا تھا؟"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا:

"آپ ﷺ ایک کامل انسان تھے، اپنے لباس مبارک کی صفائی کرتے۔ بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کام خود کرتے۔" (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام خود کرنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے، بلکہ اپنی مرضی اور خوشی سے یہ کام کرتے تھے، اس میں امت کو یہ تلقین ہے کہ انسان کو اپنے روزمرہ کے کام خود کرنے میں کوئی شرمندگی محسوس نہیں کرنی چاہیے، اور اپنے کام خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

اس روایت کو امام احمد اور ابن حبان نے بھی بیان کیا ہے، مگر ان کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

◆ ۲ "رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے سیتے، اور اپنے نعل پاک کو خود گانٹھ لیتے۔"

(احمد، ابن حبان)

◆ ۳ ابن عساکر نے حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت بیان کی ہے:

"رسول اللہ ﷺ دراز گوش (خچر) پر سواری فرماتے، اور اپنے نعل پاک کو گانٹھ لیتے، اون کے کپڑے زیب تن فرماتے، اور ارشاد فرماتے۔"

"جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

صحابہ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں اتباع کرتے تھے، اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، بلکہ ایک

دوسرے کو اس بارے میں رغبت بھی دلایا کرتے تھے۔

◆ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے امیر المومنین! اگر آپ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اپنے بزرگوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملاقات ہو تو (اپنا) جوتا خود گانٹھو، امیدیں کم کرلو، اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔"

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے علی! (رضی اللہ عنہ) مجھے اس کے علاوہ بھی زادِ راہ عطا کرو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو اپنے معمولات میں شامل کرتے کہ اپنے گھر کے کام خود کرتے، اس سے بے شمار فوائد دینی، دنیاوی حاصل ہوتے ہیں، اور بے شمار فیوض و برکات سے انسان مستفیض ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو خود اپنے نعلین پاک کی مرمت کر لینا، اس بات کا مظہر ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اس فعل پاک کے ذریعے امت کو بھی تعلیم فرمائی کہ اپنے کام خود کرنے چاہئیں، اور پھر اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان میں تواضع و انکساری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، غرور و تکبر سے نجات ملتی ہے، انسان عاجزی کی طرف رغبت کرتا ہے۔

نعلین پاک کی خریداری

رسول اللہ ﷺ جب بھی کوئی چیز خرید فرماتے تو دیکھ بھال کر خریدتے، اگر نعلین پاک بھی آپ ﷺ نے خریدی تو اسے بھی دیکھ بھال کر خریدا۔

اس دیکھ بھال کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اچھی اور اپنے معیار کے مطابق چیز خریدتا ہے، اس کے نقائص و عیوب کا بروقت پتہ چل جاتا ہے، اگر چیز اچھی ہو تو خرید کر خوشی ہوتی ہے، اگر جلدی میں یا دیکھ بال کر کے نہ خریدی جائے تو بعد میں اگر کوئی نقص نکل آئے تو پریشانی لاحق ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو بھی تعلیم فرمائی کہ جو چیز بھی

خریدو اسے دیکھ بھال کر خریدو۔

◆ 1 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کپڑا خریدو تو نیا اور معیاری کپڑا خریدو۔'' (طبرانی)

اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ کپڑے اور جوتے چونکہ انسان نے خریدنے کے بعد اپنے استعمال میں لانا ہوتے ہیں، اور یہ دونوں اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ ایک بار خرید کر بکثرت استعمال میں لایا جاتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس کی خریداری کرتے وقت خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر لی جائے۔

ایک بار کی اعلیٰ اور معیاری کوالٹی کی خریدی ہوئی چیز کافی دیر تک استعمال میں رہتی ہے، اگر کپڑا ہے تو وہ بھی خراب اور ضائع نہیں ہوتا، نہ اس کے جلد پھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور نہ ہی کوئی اور خطرہ اس کے استعمال سے ہوتا ہے، اس طرح اگر جوتے بھی مضبوط اور معیاری قسم کے خریدیں ہوں گے تو وہ بھی دیر پا چلیں گے، اور پاؤں کی زینت ہوں گے، سستی اور غیر معیاری خریدی ہوئی چیز زیادہ دیر پا نہیں ہوتی، اور جلد ہی اس کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تعلیم فرمائی ہے کہ جوتا اور کپڑا ہمیشہ نیا اور معیاری قسم کا خریدنا چاہیے۔

نعلین پاک پہننا

رسول اللہ ﷺ جب بھی نعلین پاک پہنتے تو اول دائیں سے ابتدا فرماتے، یعنی دائیں پائے اقدس میں پہلے پہنتے، پھر جب نعلین پاک کو اتارنا مقصود ہوتا تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارتے تھے۔

◆ 1 حضرت ابن الشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے:

''رسول اللہ ﷺ جب نعلین پاک پہنتے تو دائیں پائے اطہر سے

شروع فرماتے، اور جب اتارتے تو بائیں پائے اطہر سے اتارتے
تھے۔" (ذوقِ مصطفیٰ ﷺ)

رسول اللہ ﷺ اپنے نعلین پاک کو ہمیشہ اس ترتیب سے پہنتے اور اتارتے تھے، اور اسی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے امت کو بھی تعلیم فرمائی کہ جوتے پہننے اور اتارنے میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھو۔

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے، اور جب کوئی اتارے تو بائیں پاؤں سے پہلے اتارے، پس دائیں پاؤں کو جوتا پہننے میں اول رکھو، اور اتارنے میں آخر۔" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ اپنے ہر فعل کی ابتداء میں دائیں کو پسند فرماتے تھے، اگر مجلس میں بیٹھے ہوئے کہیں دودھ کا پیالہ آ گیا تو اول دائیں طرف سے شروع کرتے۔ اس طرح کھانے کی چیز تقسیم کرنے میں بھی دائیں طرف کا لحاظ رکھتے تھے، گویا آپ ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ ہر اچھے کام کی ابتداء دائیں طرف سے ہو اور اختتام بائیں طرف ہو۔

◆ ۳ ایک اور روایت میں ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ دائیں کو پسند فرماتے تھے، نعلین پاک پہننے میں، طہارت میں، کنگھی کرنے میں اور اپنے ہر کام میں۔" (ابن ماجہ)

علماء کرام کا کہنا ہے:

"دائیں طرف کی بہت ہی زیادہ فضیلت ہے۔"

حکیم ترمذی فرماتے ہیں:

"عام چیزوں کا دایاں اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، قیامت کے دن اہل جنت عرش کی دائیں طرف ہوں گے، اور نیکوکاروں کو ان کا نامہ اعمال

دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، جو اس بات کی علامت ہوگا کہ یہی دائیں طرف والے اہل جنت میں سے ہیں، اور پھر جب نیکیاں میزان میں تولنے کے لیے رکھی جائیں گی تو دائیں کو فوقیت دی جائے گی، اور اتارنے میں ان کو آخر میں رکھا جائے گا۔"

مگر علماء کرام کا اس بارے میں یہ بھی کہنا ہے:

"ہر وہ کام جس سے زیب و زینت حاصل کرنا، اور فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو، لیکن اس میں گندگی کا کوئی پہلو نہ ہو تو اس کو دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے، یعنی اگر مسجد سے باہر نکلنا ہو تو پہلے اپنا بایاں پاؤں باہر نکالے، اس طرح بیت الخلا میں جاتے ہوئے بایاں پاؤں اندر رکھے، اور پھر ناک صاف کرنے، شرم گاہ کو چھونے، استنجا کرنے اور دیگر اس طرح کے کام کرنے میں بائیں ہاتھ کو استعمال میں لائے۔"

صاحب النعلین

◆ 1 حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس پاک میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر الصدیق ؓ اور حضرت عمر الفاروق ؓ بھی تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے، اور واپس تشریف لانے میں بہت دیر ہوگئی، ہم فکر مند ہوئے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے، چنانچہ ہم فکر مند ہو کر کھڑے ہوئے، اور سب سے پہلے پریشان ہونے والا میں تھا۔

میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں چل پڑا، حتیٰ کہ بنی نجار کے ایک باغ کے پاس پہنچا، اور اس کا دروازہ تلاش کرنا شروع کیا، مگر اس کا

کوئی دروازہ مجھے نہ ملا، اچانک میں نے چھوٹی سی ایک نالی دیکھی، جو کہ باغ کے اندر جاتی تھی، میں سمٹ کر اس نالی میں داخل ہوا، اور باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کیا بات ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک اٹھ کر تشریف لے گئے، اور واپسی پر دیر لگا دی ہم پریشان ہو گئے کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے، اس لیے ہم پریشانی کے عالم میں اٹھے، اور سب سے پہلے میں ہی پریشان ہونے والا تھا، میں دیوار کے نزدیک پہنچا، اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اندر داخل ہوا، باقی اصحاب میرے پیچھے ہی ہیں۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی نعلین پاک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"اے ابوہریرہ! (رضی اللہ عنہ) میرے یہ نعلین لیتے جاؤ، اور اس دیوار کے پاس تجھے جو بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے ملے، تو اس کو جنت کی خوشخبری دے دو۔"

(یہ سنتے ہی) حضرت عمر الفاروق (رضی اللہ عنہ) نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں گر گیا، حضرت الفاروق (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے فرمایا:

"واپس چلے جاؤ۔"

چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ گیا، اور روتے ہوئے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! (حضرت) عمر الفاروق (رضی اللہ عنہ) مجھے ملے، اور میں نے ان کو وہ خبر سنائی، جو کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی، تو انہوں نے (یہ بات سنتے ہی) میرے سینے پر ہاتھ مارا، جس سے میں گر گیا اور مجھ سے فرمایا:"

"واپس چلے جاؤ۔"

(اسی اثناء میں حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عمر (رضی اللہ عنہ) تجھے کس چیز نے اس پر ابھارا ہے۔"

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، کیا آپ ﷺ نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو نعلین عطا فرما کر بھیجا تھا کہ جو بھی صدق دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ملے، اس کو جنت کی شہادت دے دو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں!"

اس پر حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ڈر ہے کہ لوگ اس پر بھروسہ توکل کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رہنے دو (یعنی یہ بات لوگوں کو نہ بتاؤ)۔" (ذوقِ مصطفیٰ ﷺ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو یہ شرف و سعادت حاصل ہے کہ آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھا کر اپنے پاس رکھتے تھے، اور جب ضرورت ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے پہناتے تھے، آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کو 'صاحب النعلین' کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب کبھی مجلس میں اپنے نعلین پاک اتار کر تشریف فرما ہوتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ان نعلین پاک کو محبت و عقیدت سے اٹھاتے اور چمڑے کے ایک تھیلے میں ادب و احترام سے رکھ کر اپنے سینے سے لگا کر مجلس پاک میں بیٹھ جاتے، اور جب رسول اللہ ﷺ مجلس سے تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو انتہائی پیار و محبت سے نعلین پاک پیش کرتے اور بعض اوقات نعلین پاک رسول اللہ ﷺ کو پہنا بھی دیا کرتے تھے۔

روایات میں آتا ہے:

◆ "رسول اللہ ﷺ جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کھڑے ہو جاتے، اور آپ ﷺ کے نعلین پاک پائے اطہر سے اتارتے اور اپنی آستینوں میں چھپا لیتے، اور جب رسول اللہ ﷺ (تشریف لے جانے کے لیے) کھڑے ہوتے تو نعلین پاک پہناتے اور آپ ﷺ کے ہمراہ عصا مبارک پکڑ کر چلتے، حتیٰ کہ آپ ﷺ حجرہ مبارک میں داخل ہو جاتے۔"

(ذوقِ مصطفیٰ ﷺ، فرزندانِ اسلام)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کی کس قدر فضیلت ہے، اور یہ کس قدر پاکیزہ ہیں کہ جن کو صحابہ کرام ؓ عقیدت و احترام اور محبت کے جذبہ سے اٹھا کر اپنی آستینوں میں رکھ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو وہ اپنے لیے فخر و سعادت کا باعث سمجھتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کی نعلین پاک کا بھی احترام کیا کرتے تھے، یعنی رسول اللہ ﷺ کے پائے مبارک جس نعلین سے چھو جاتے، وہ ان کے نزدیک متبرک ہو جاتی تھی، اور عشق

و محبت کے تقاضوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہر چیز کا ادب کرتے۔

جوتے اتارنے کا طریقہ

جیسا کہ اس سے قبل بیان ہو چکا ہے کہ جوتا پہنتے وقت اول دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے، پھر بائیں پاؤں میں پہنا جائے، مگر جب جوتے کو پاؤں سے اتارنا ہو تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارا جائے، پھر دائیں پاؤں سے اتارا جائے، اور جوتوں کے اتارنے کا یہی مسنون طریقہ ہے۔

مسجد کے اندر جوتے اتار کر داخل ہونا چاہیے، اگر مسجد کے اندر جوتے لے جانا حفاظتی نقطہ نظر سے ضروری ہو تو پھر چاہیے کہ جوتے اتار کر اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے اور پھر مسجد میں داخل ہو، اب اس کے بعد اپنے جوتے رکھنے کی باری آئے تو مسجد میں اپنی دائیں طرف نہ رکھے، اور نہ ہی اپنے عقب میں رکھے، اس لیے کہ اگر اپنے پیچھے رکھے گا تو جو شخص پیچھے بیٹھا ہو گا، اس کو اس جوتا رکھنے سے تکلیف ہو گی، دائیں طرف اس لیے نہ رکھے کہ بائیں سے دائیں پاکیزہ گی کے لیے ہے، اس بارے میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> ”جوتے اپنے پاؤں میں رکھو اور جب ان کو اتارو تو دونوں قدموں کے درمیان رکھو، اور نہ اپنے دائیں طرف، اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کے دائیں طرف رکھو، اور نہ ہی اپنے پیچھے رکھو، جو تمہارے پیچھے شخص ہے اس کو تکلیف ہو گی۔“ (ابن ماجہ)

آرائش و زیبائش

نظافت و پاکیزگی

رسول اللہ ﷺ طبعاً سادہ تھے، لیکن اس کے باوجود صفائی اور نظافت کا بہت خیال رکھتے، دوسروں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالُ۔

"اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی نظافت اور بدن اقدس اور اس کے پسینہ کی خوشبو اور اس کا میل کچیل اور عیوبات جسمانیہ سے پاک وصاف ہونا یہ ہے کہ اس کے بارے میں بھی اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو وہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی میں پائی ہی نہیں جاتی۔

مزید برتری یہ کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ شرعی نفاست و پاکیزگی اور اس خصوصی خصلتوں سے بھی مزین کیا۔

1. رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

   بُنِيَ الدِّيْنُ عَلَى النَّظَافَةِ۔

   "دین کی بنیاد پاکیزگی ہی ہے۔" (مسلم)

2. حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

   "جب رسول اللہ ﷺ نے میرے رخسار کو چھوا، میں نے رسول اللہ

ﷺ کے دست اقدس میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو پائی کہ گویا ابھی آپ ﷺ نے عطار کے ڈبے سے اپنے ہاتھ کو باہر نکالا ہے۔" (مسلم)

◆ ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بالاسناد مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر کسی عنبر، کستوری اور کسی چیز کی خوشبو کو نہ پایا۔" (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی مروی ہے کہ خواہ آپ ﷺ نے خوشبو لگائی ہوتی یا نہیں، لیکن آپ ﷺ جس سے بھی مصافحہ فرماتے، تو وہ شخص سارا دن اس کی خوشبو سے معطر رہتا۔

اگر آپ ﷺ کسی بچے کے سر پر (شفقت سے) اپنے دست اقدس کو پھیرتے تو وہ بچہ خوشبو سے پہچانا جاتا (کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دست شفقت پھیرا ہے)۔" (مسلم)

◆ ۴ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آ گیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک شیشی لائیں اور رسول اللہ ﷺ کے پسینہ مبارک جمع کرنے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو اپنی خوشبوؤں میں رکھوں گی کہ یہ سب سے عمدہ اور طیب خوشبو ہے۔" (مسلم)

◆ ۵ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی (تاریخ کبیر) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

"رسول اللہ ﷺ جس کوچہ و بازار سے گزر فرماتے، کوئی شخص اس طرف سے گزرتا تو وہ خوشبو سے پہچان جاتا کہ آپ ﷺ اس طرف سے گزرے ہیں۔" (مجمع زوائد، سنن دارمی)

◆ ۶ مزنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کے پیچھے مجھ کو بٹھالیا، اس

وقت میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو اپنے منہ میں سے لیا تو
کستوری کی خوشبو مجھ کو معلوم ہوئی۔" (مختصر تاریخ ابن ساکر)

رسول اللہ ﷺ کے شمائل واخیار میں بعض محدثین نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین شق ہو کر آپ ﷺ کا بول و براز نگل جاتی، وہاں خوشبو معلوم ہوئی۔ (الشفاء)

محمد بن سعد کاتب واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ایک حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ فرماتی ہیں:

◆ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

"آپ ﷺ بیت الخلا جاتے ہیں، وہاں پر ہم رفع حاجت کا کوئی نشان نہیں پاتے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) تم کو معلوم نہیں کہ زمین ان فضلات کو نگل جاتی ہے۔ جو انبیاء کرام (علیہم السلام) سے نکلتے ہیں، ہم میں سے کوئی چیز ایسی ہرگز نہ دیکھو گی۔" (حاکم)

گویا یہ حدیث مشہور نہیں، لیکن اہل عالم کا ایک طبقہ یہ ضرور مانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بول و براز پاک تھا، اور یہی بعض شوافع کا قول ہے، جس کو امام ابونصر بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شامل" میں نقل فرمایا، اور دونوں قولوں کو علماء سے نقل کر کے ابو بکر بن سابق المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "البدیع فی فروع المالکیہ" اور اس سے قبل میں ان کی تخریج کو بھی بیان کیا، جن مسائل میں مذہب مالکی پر شوافع کی تفریعات نہیں ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وجود اقدس میں کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں، جو مکروہ ناپسندیدہ ہو۔

◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں یہ حدیث مروی ہے:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا، پس میں دیکھنے لگا کہ کوئی ایسی

چیز تو نہیں نکلی، جو میت میں سے نکلتی ہے، میں نے وہاں کچھ نہ پایا، تب میں نے کہا:

"(یارسول اللہ ﷺ) آپ ﷺ کی زندگی بھی طیب وطاہر اور آپ ﷺ کی ممات (بعد وصال) بھی پاک وصاف۔"

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں:

"بدن اقدس سے ایسی خوشبو نکلی کہ میں نے اس سے قبل کبھی نہ پائی۔"

(ابن ماجہ، حاکم)

اس طرح حضرت ابوبکر الصدیق ؓ نے فرمایا تھا، جب آپ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد پیشانی مبارک کا بوسہ لیا تھا۔ (البراز)

◆ ۹ اس سلسلہ میں یہ ہے:

"حضرت مالک بن ابن سنان ؓ نے غزوہ احد میں (آپ ﷺ کے زخم سے) خون پی لیا تھا، اور اس کو چوسا تھا، اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے جائز قرار رکھتے ہوئے فرمایا:

"اس کو آگ ہرگز نہیں پہنچے گی۔" (طبرانی)

◆ ۱۰ اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنے (حجامت، سینگی) کا خون پی لیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

وَيْلٌ لَّكَ مِنَ النَّاسِ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِنْكَ۔

"افسوس ہے لوگوں پر تم سے اور افسوس ہے تم پر لوگوں سے۔"

اور اس پر انکار نہ فرمایا۔ (حاکم، براز، مجمع الزوائد)

اسی طرح ایک عورت کے بارے میں مروی ہے:

◆ ۱۱ اس نے رسول اللہ ﷺ کا بول مبارک (پیشاب) پی لیا تھا، اس پر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا:

لَنْ تَشْتَكِيَ وَجَعَ بَطْنِكَ اَبَدًا۔

"کبھی تجھ کو پیٹ کی بیماری نہ ہو گی۔"

اور ان میں سے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ نے منہ دھونے کا حکم نہ فرمایا، نہ دوبارہ ایسا کرنے سے منع فرمایا، اور وہ حدیث جس میں عورت نے رسول اللہ ﷺ کا بول مبارک پی لیا تھا، صحیح ہے۔ (طبرانی الکبیر)

دار قطنی نے مسلم و بخاری کی صحت میں التزام کیا ہے، اور اس عورت کا نام "برکتہ" ہے، اس کے حسب نسب میں اختلاف ہے۔

ایک روایت میں وہ عورت حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتی تھیں وہ کہتی ہیں:

◆ ۱۲ رسول اللہ ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو چارپائی (سرہانے) کے نیچے رکھا تھا، اور رسول اللہ ﷺ رات کو اس میں بول کیا کرتے تھے، پس ایک رات رسول اللہ ﷺ نے اس میں بول کیا، پھر (صبح کو) پیالہ دیکھا تو اس میں کچھ نہ پایا۔"

رسول اللہ ﷺ نے برکتہ (ام ایمن رضی اللہ عنہا کے نام تھا) سے دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا:

"میں رات کو اٹھی تو پیاس لگ رہی تھی، میں نے اس لاعلمی میں پی لیا۔"

اس حدیث کو ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سوا دوسروں نے بھی روایت کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن حبان)

◆ ۱۳ رسول اللہ ﷺ اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ ﷺ مختون (ختنہ شدہ) اور ناف بریدہ تھے۔ (دلائل النبوۃ، مجمع الزوائد، طبرانی)

رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں:

◆ ۱۴ "میں نے حضور (ﷺ) کو ایسا پاک وصاف جنا کہ (عموماً پیدائش

کے وقت جو آلائش نکلتی ہے) کسی قسم کی ناپاکی نہ تھی۔" (طبقات ابن سعد)

◆ ۱۵ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کا نورانی چہرہ پورے چاند سے مقابلہ کرتا تھا۔" (خیر المونس)

آپ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں:

"آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا، جس سے مشرق و مغرب تک روئے زمین روشن ہو گیا، حتیٰ کہ شام کے محلات اور بازار چمکنے لگے تو مجھے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔" (سیرت حلبیہ)

◆ ۱۶ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کا ستر نہ دیکھا۔" (شمائل ترمذی، سنن ابن ماجہ)

◆ ۱۷ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا اور کوئی غسل نہ دے، جو بھی میرے ستر پر نظر ڈالے گا، وہ اندھا ہو جائے گا۔"

(دلائل النبوۃ، بزار)

◆ ۱۸ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے:

"رسول اللہ ﷺ سو گئے، یہاں تک کہ نیند کی آواز معلوم ہونے لگی، پس رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، اور آپ ﷺ نے نماز شروع کر دی اور وضو نہیں کیا۔"

اس پر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ محفوظ تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی نیند غفلت کی نیند نہ تھی جو ناقص وضو ہوتی)۔" (بخاری، مسلم)

تیل لگانا اور کنگھی کرنا

۱ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں تیل لگاتے اور کنگھا کرتے، آپ ﷺ کے معمولات میں شامل تھا کہ آپ ﷺ کثرت سر مبارک میں تیل لگاتے۔

(مشکوٰۃ، شمائل ترمذی)

۲ رسول اللہ ﷺ داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو گردن اطہر کے ملحقہ حصے سے بچنے کے لیے قناع استعمال فرماتے۔ (مشکوٰۃ، شمائل ترمذی)

۳ آپ ﷺ اپنے بال مبارک بہت سلیقے سے رکھتے، بعض اوقات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی کنگھی کرواتے۔ (ترمذی)

۴ آپ ﷺ درمیان سے مانگ نکالتے، پہلے دائیں طرف کنگھی کرتے، پھر بائیں طرف۔ (بخاری، مسلم)

۵ آپ ﷺ کے بال مبارک کبھی کبھی کنگھی میں اکھڑ کر الجھ جاتے، جادو ان ہی بالوں پر کیا گیا تھا۔ (سیرت النبی ﷺ)

۶ رسول اللہ ﷺ پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

۷ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

بال تراشنا اور سنورنا

۱ آپ ﷺ حجامت بنواتے، لبوں کے بال لیتے اور داڑھی مبارک کر دائیں بائیں سے درست فرماتے۔

۲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پانچ چیزیں فطرت سے ہیں:

① ختنہ کرنا

۲ زیرِ ناف بال لینا

۳ مونچھیں کاٹنا

۴ ناخن تراشنا

۵ بغل کے بال اکھیڑنا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) (مسلم)

۳ آپ ﷺ کا ارشاد عالیشان ہے:

"مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں پست کراؤ۔" (مسلم)

۴ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص داڑھی اور سر کے بال رکھے تو اسے چاہیے کہ ان کو سلیقہ اور شائستگی سے رکھے۔" (مسلم)

۵ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو اپنی مونچھوں سے کچھ نہ لے (یعنی انہیں چھوٹا نہ کرائے) تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۶ عورتوں کا بال تراشنا، منڈوانا یا مصنوعی طریقے سے لمبا کرنا، سب منع فرمایا، اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

۷ آپ ﷺ نے حج مبارک کے مواقع کے سوا کبھی سر نہ منڈوایا، البتہ بال چھوٹے کرواتے تھے۔

یہ بال مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبرکاً محفوظ کر لیتے تھے۔

۸ بعض سر منڈوانا اور بعض چھوڑ دینا سخت ناپسند تھا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یا سارے بال رکھو یا سارے منڈوا دو۔" (مسلم)

۹ حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ ایک آدمی جس کے سر

اور داڑھی کے بال پراگندہ (بکھرے ہوئے) تھے۔ مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اسے دست اقدس سے اشارہ فرمایا، اور بال سنوارنے کا حکم دیا، اس نے اپنے بال سنوارے، پھر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ بہتر نہیں ہے؟ اس بات سے کہ تم میں سے کوئی اس حال میں حاضر خدمت ہو، اور اس کے بال پراگندہ ہوں، گویا کہ وہ شیطان ہے۔" (مشکوٰۃ)

خوشبو لگانا

آپ ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہے:

◆ ۱ "مجھے تین چیزیں بہت پیاری کی گئی ہیں، خوشبو، بیویاں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔" (حضرت انس بن مالک ؓ)

◆ ۲ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو بہت مرغوب تھی، آپ ﷺ اس کا کثرت سے استعمال فرماتے، اپنے گھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے بھی تیار کرواتے، اور ہدیہ میں آئی ہوئی خوشبو بھی قبول فرماتے۔

◆ ۳ آپ ﷺ لوبان اور کافور کی دھونی بھی لیتے۔

◆ ۴ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک ظاہر ہو اور رنگ مخفی، عورتوں کی خوشبو وہ ہے، جس کا رنگ ظاہر ہو اور مہک چھپی ہوئی۔"

(حضرت ابوہریرہ ؓ، نسائی، ترمذی)

◆ ۵ رسول اللہ ﷺ کے پاس عطر دان تھا، جس سے خوشبو لگاتے۔

(حضرت انس بن مالک ؓ، ترمذی)

- ٦ آپ ﷺ آخر رات میں خوشبو لگانا پسند فرماتے۔
- ٧ مہندی کے پھول کی بھینی بھینی خوشبو بھی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔
- ٨ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں سفر سے اپنے گھر والوں کے پاس آیا، میرے دونوں ہاتھ پھٹ گئے تھے، گھر والوں نے میرے ہاتھوں پر زعفران ملی ہوئی خوشبو کا لیپ کر دیا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا تو تاجدار انبیاء ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، (اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا:

"جاؤ اور جا کر دھو۔" (ابوداؤد)

ہدیہ کا قبول کرنا سنت ہے، خصوصاً خوشبو، دودھ اور تکیہ، حدیث پاک میں ہے:

- ٩ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں نہیں لوٹانی چاہئیں، تکیہ، خوشبو اور دودھ۔" (شمائل ترمذی)

- ١٠ حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو ریحان (از قسم خوشبو) دیا جائے، اسے یہ چاہیے کہ رد نہ کرے، کیونکہ یہ جنت سے آیا ہے۔" (شمائل ترمذی)

سرمہ لگانا

رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں تھیں، لیکن پھر بھی سرمہ لگاتے۔ (ترمذی)

- ١ رسول اللہ ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے رات کے وقت تین سلائیاں

ہر آنکھ میں لگاتے۔ (ترمذی)

پہلے دائیں آنکھ میں پھر بائیں آنکھ میں۔

◆ ۲ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم (اثمد) سرمہ لگایا کرو، وہ نگاہ میں جلا پیدا کرتا ہے، اور بال اگاتا ہے۔" (ترمذی)

آئینے کا استعمال

رسول اللہ ﷺ آئینہ بھی استعمال فرماتے، جب آئینے میں چہرہ اقدس دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم انت حسنت خلقي فحسن خلقي واوسع علي رزقي.

ترجمہ: "اے اللہ تو نے ہی میرے صورت اچھی بنائی ہے پس تو ہی میرے اخلاق بھی اچھے بنادے اور مجھ پر میرا رزق وسیع فرمادے۔"

(حصن حصین)

ناخن ترشوانا

◆ ۱ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ اور پاؤں مبارک کے ناخن ترشواتے، دائیں ہاتھ کی انگلی شہادت سے شروع فرما کر چھنگلیاں کی طرف لے جاتے، اور پھر دائیں انگوٹھے پر ختم فرماتے، بائیں ہاتھ کے ناخن دائیں پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع فرماتے، اور ترتیب وار آگے بڑھتے ہوئے بائیں پاؤں کی چھنگلیاں پر ختم فرماتے۔

◆ ۲ چالیس دن تک زیادہ ناخن رکھنے اور زیر ناف بال چھوڑنے کو منع فرماتے۔

◆ ۳ جمعرات پچھلے ٹائم اور جمعۃ المبارک کو ناخن اتارنا مستحب ہے، لمبے ناخن رکھنا یا

انہیں دانتوں سے کاٹنا قلت رزق کا باعث ہے، پھر صحت کے لیے بھی مضر کہ ان میں سے میل پھنس کر کھانے میں ملتا ہے۔ اور معدہ میں پہنچ کر نقصان کرتا ہے۔

مہندی اور خضاب

رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تا حیات سیاہ رہے، اس لیے خضاب کی ضرورت نہ پڑی۔ البتہ آپ ﷺ نے سرخ رنگ، سبز اور زرد خضاب پسند فرمایا لیکن سیاہ خضاب سخت ناپسند۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- ۱ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو سیاہی سے خضاب کرے گی، وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گے۔ (حضرت ابن عباس ؓ، ابی داؤد، نسائی)
- ۲ رسول اللہ ﷺ کبھی بیان جواز کے لیے وَرس اور زعفران سے اپنی داڑھی مبارک رنگتے تھے، (تا کہ خضاب سنت بن جائے)۔ (حضرت ابن عمر ؓ)
- ۳ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "مہندی لگایا کرو کیونکہ یہ اسلام کا خضاب ہے، یہ نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے، دردِ سر کو دور کرتا ہے، اور ماندگی کو سکون بخشتا ہے۔"

(حضرت انس بن مالک ؓ)

- ۴ زینت کے لیے مردوں کو ہاتھوں پر مہندی لگانا منع فرمایا، البتہ زخم، خراش اور پاؤں کی تکلیف میں مہندی لگانے کا حکم فرماتے۔
- ۵ عورتوں کو اپنے ہاتھ اور ناخن مہندی سے رنگنے کی اجازت فرمائی، بلکہ اس کی ترغیب بھی دی۔

سفید بالوں کی فضیلت

اوپر مہندی اور خضاب کا ذکر اس لیے ہوا کہ آپ کو سفید بالوں کی فضیلت کا بھی علم

ہو جائے، تاکہ اگر اللہ رب العزت یہ فضیلت ہم میں سے کسی کو دے تو ہم اسے ضائع یا متغیر نہ کریں۔

- ۱ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ عالیشان ہے:

> ”بڑھاپے کی نشانی نہ اکھیڑو یہ مسلمان کا نور ہے، جو اسلام میں بوڑھا ہو جائے (ایک سفید بال کے بدلے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک گناہ مٹاتا ہے، اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔“

(حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ، سنن ابی داؤد)

- ۲ اسلام میں جو شخص بوڑھا ہو جائے تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا۔

(حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ)

اندازِ تکلم

اندازِ گفتگو ہی مرتبہ، کردار، کمال اور شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریاں انتہائی عظیم تھیں، ایک طرف وہ عظیم سلطنت کے حاکم اعلیٰ تھے، تو دوسری طرف ایک نئے دین کے داعی جس کی ہر ضرب جاہلیت کے مضبوط بتوں کو پاش پاش کر رہی تھی، اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑے کنبہ کی نگہداشت کرنا تھی، یقیناً ان میں سے ہر ایک ذمہ داری، اپنی جگہ پر ثقیل تر تھی، سبحان اللہ محبوب خدا (ﷺ) سنجیدگی، تبسم اور مزاح کا حسین امتزاج تھے، دنیاوی گفتگو ہوتی تو اس میں شامل ہوتے، آخرت زیر بحث آتی تو اس موضوع پر کلام فرماتے، لیکن اندازِ گفتگو اتنا دلکش، محبت آمیز اور مبنی برحقیقت ہوتا تھا کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ کی تصویر پر نظر آتا۔

رسول اللہ ﷺ کی آواز مبارک غایت درجہ پیاری تھی، اس کی شیرینی تمام آوازوں سے حسین اور دلکش تھی، اور کوئی بھی شخص رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خوش آواز نہیں گزرا۔

1. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

   "اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا، مگر خوش آواز اور خوش رو بنا کر، حتیٰ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سب سے فوقیت رکھتے ہیں۔" (مدارج النبوۃ)

2. ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

   "رسول اللہ ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح پے در پے اور جلدی نہ ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف اور کلمہ دوسرے سے ممتاز ہوتا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔" (شمائل ترمذی)

3. اللہ کے محبوب ﷺ اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو

آسانی سے گن سکتا تھا۔" (مسلم)

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایک نور سا دانتوں کے درمیان میں سے (اچھل اچھل کر) نکلتا ہوا نظر آتا۔" (شمائل ترمذی، مشکوۃ، دارمی)

◆ نبی کریم ﷺ کے اندازِ تکلم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"آپ ﷺ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، آپ ﷺ کی تمام گفتگو اول تا آخر منہ بھر کر ہوتی تھی، (یعنی نہ تو متکبرانہ انداز میں آپ ﷺ ٹوٹے ہوئے الفاظ میں گفتگو فرماتے اور نہ نوک زبان سے، بلکہ پر وقار انداز میں منہ بھر کر گفتگو فرماتے) اور جامع الفاظ کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے، آپ ﷺ کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ تو اس میں فضولیات ہوتی تھیں اور نہ کوتاہیاں (ایسے گفتگو نہ فرماتے کہ مطلب ہی سمجھ نہ آئے) (شمائل ترمذی)

◆ طبرانی حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں اہلِ عرب میں سب سے زیادہ قادر الکلام ہوں۔"

(خصائص الکبریٰ، جز اول)

◆ نبی معظم ﷺ کی آواز مبارک معجزانہ طور پر بہت دور دور تک، بالکل واضح حالت میں بلا تکلف پہنچ جاتی تھی، علامہ سیوطی نقل فرماتے ہیں کہ بیہقی اور ابونعیم ام لمومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

"ایک بار جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے فرمایا:

"بیٹھ جاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس وقت بنی غنم (جو مسجد نبوی سے کافی فاصلے پر ہے) میں تھے، انہوں نے وہیں یہ آواز سنی، اور اسی جگہ بیٹھ گئے۔" (خصائص الکبریٰ جز اول، مواہب اللدنیہ)

◆ ٨ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَاخْتُصِرَ لِيَ الْكَلَامُ۔

"مجھے جوامع الکلم دیا گیا ہے اور میرے لیے کلام مختصر کر دیا گیا۔"

علماء کرام فرماتے ہیں:

"جوامع الکلم آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے، اور اس سے مراد وہ کلمات ہیں، جو غایت درجہ اختصار میں ہوں، اور ان کے معنی نہایت وسیع اور کثیر ہوں۔"

مثلاً حدیث مبارک میں ہے:

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ كُلُّهٗ۔

"دین از اول تا آخر نصیحت اور بھلائی ہے۔"

اس حدیث مبارک کے متعلق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث پاک اولین و آخرین کے تمام علوم پر مشتمل ہے، اگر دنیا کے تمام علماء جمع ہو کر اس کی تشریح میں لب کشائی کریں، تو اس کے ایک حصہ سے بھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے، کیونکہ وہ جو کچھ بھی کہیں گے، اپنے علم، حوصلہ اور فہم کی سطح کے مطابق کہیں گے۔" (مدارج النبوۃ، ج:١)

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

① "رسول اللہ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی جیسی موتیوں کی لڑی۔" (بخاری)

② آپ ﷺ کی گفتگو میں بالعموم مسکراہٹ کی آمیزش رہتی، اہم کلمات تین مرتبہ دہراتے۔

◈ ۳ گفتگو کے دوران بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔

◈ ۴ جب کسی بات پر زور دینا مقصود ہوتا تو ٹیک سے سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے. حاضرین کو ڈراتے وقت دوران گفتگو زمین پر ہاتھ مبارک مارتے۔

◈ ۵ وضاحت کے لیے انگلیوں کے اشارے سے بھی مدد لیتے۔

◈ ۶ کسی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو پورا ہاتھ مبارک حرکت میں لاتے۔

◈ ۷ تعجب کے مواقع پر ہتھیلی کرالٹ دیتے. کبھی سر ہلاتے اور کبھی ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے۔

◈ ۸ آپ ﷺ کی گفتگو کا ادبی معیار بہت بلند ہوتا، بعض اوقات عرب کے فصحا بھی نہ سمجھ سکتے۔

نیز ارشاد فرمایا:

"اللہ نے مجھے اچھا ادب سکھایا ہے، اور میری پرورش قبیلہ بنو سعد میں ہوئی ہے۔"

◈ ۹ آپ ﷺ بہت فصیح و بلیغ انسان تھے، چند کلمات میں سمندر کو کوزے میں بند کر دیتے تھے، انہیں کتب احادیث میں جوامع الکلم کہا جاتا ہے، اور یہ رسول اللہ ﷺ کے امتیازات میں سے ہیں۔ مثلاً

ا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

ب۔ اَلْحَرْبُ خِدْعَةٌ۔

"جنگ چالوں کا نام ہے۔"

ج۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔

"قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔"

مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔

"جو رحم نہ کرے گا اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔"

ر۔ اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔

"اچھا کلمہ صدقہ ہے۔"

س۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مَنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

⑩ الفاظ کی تکرار، ہم قافیہ اور ہم ردیف الفاظ کا استعمال آپ ﷺ کی ادبی صلاحیت کا مظہر ہے۔

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ وَثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ وَحَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ۔

"دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بہت بھاری نکلیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب ہیں، وہ دو کلمے، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔"

دیکھا کتنا پیارا اور حسین بیان ہے، واقعی موتیوں کی لڑی محسوس ہوتا ہے۔

⑪ ایسی باتیں جس کا تفصیلی ذکر تہذیب سے گرا ہوا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ اسے کنای سے ذکر کرتے۔

⑫ رسول اللہ ﷺ جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے، اس کے سلام ک جواب نہ دیتے لیکن عام لوگوں کے سامنے اسے نہ ڈانٹتے۔

⑬ آپ ﷺ جب خوش ہوتے تو گویا حیا سے آپ ﷺ کی آنکھیں بند ہو جاتیں۔

⑭ جب آپ ﷺ کسی گہری سوچ میں ہوتے یا انتہا سنجیدہ گفتگو فرما رہے ہوتے دوران گفتگو لکڑی سے زمین کریدتے۔

⑮ آپ ﷺ نہ کسی کی مذمت فرماتے نہ عیوب کی تلاش کرتے، صرف اچھا، با مع

اور پر وقار کلام فرماتے، جس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہوتی۔

۱۶ اگر کوئی اجنبی آداب مجلس سے ناآشنا ہوتا تو اس کی بدتمیزی اور بے ڈھنگی کا جواب بھی نرمی، متانت اور تحمل سے دیتے، اس کی باتوں پر گرفت نہ فرماتے۔

۱۷ رسول اللہ ﷺ جب گفتگو فرما رہے ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی توجہ اور خاموشی سے بیٹھتے، یوں محسوس ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، جو ذرا سی جنبش پر اڑ جائیں گے۔

دوران گفتگو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالات کے جواب بھی مرحمت فرماتے، زیادہ تر روئے سخن حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی طرف رہتا۔

۱۸ آپ ﷺ گفتگو جلدی جلدی لگاتار نہ فرماتے، بلکہ ہر مضمون ایسا صاف اور دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا کہ حاضرین اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے۔

۱۹ آپ ﷺ بحث و مباحثہ اور ضرورت سے زائد کلام کو پسند نہ فرماتے تھے۔

۲۰ جب تک مجلس میں بولنے والا اپنی بات پوری کر کے خاموش نہ ہوتا، آپ ﷺ لب کشائی نہ فرماتے، آپ ﷺ نے اسی ادب کی تعلیم دوسروں کو بھی فرمائی کہ بات کے درمیان میں لقمہ نہ دیا جائے۔

۲۱ رسول اللہ ﷺ دراز خاموشی والے تھے۔ (حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

۲۲ آپ ﷺ کے کلام میں ترتیل و ترسیل (آہستگی اور ٹھہراؤ) تھا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ)

۲۳ رسول اللہ ﷺ نہ عادتاً بری بات کرتے نہ تکلفاً، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔ (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

۲۴ رسول اللہ ﷺ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔" (حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۲۵ رسول اللہ ﷺ قسم ان الفاظ میں اٹھاتے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔"

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔"

۲۶ کسی پر عتاب کرنا مقصود ہوتا تو درج ذیل تین کلمات میں سے کوئی ایک فرماتے۔

تُرِبَ جَبِیْنُہٗ۔

"اس کی پیشانی خاک آلودہ۔"

رَغِمَ اَنْفُ فُلَانٍ۔

"فلاں کی ناک خاک آلود ہو جائے۔"

ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ۔

"تجھے تیری ماں کھوئے۔"

۲۷ آپ ﷺ نہ سخت زبان تھے، نہ سخت دل، نہ آپ ﷺ چلا کر کلام فرماتے، نہ فحش گوئی اور بدکلامی فرماتے، نہ عیب گیر تھے کہ دوسروں کے عیوب تلاش کریں، اور نہ ہی زیادہ مبالغہ آمیز کسی کی تعریف فرماتے، نہ ہی بے جا اور بے ہودہ مذاق کرتے، آپ ﷺ حد درجہ سخی تھے، بخل کو ناپسند فرماتے، بلکہ اس کی مذمت فرماتے۔

جب آپ ﷺ آخرت کے معاملات پر گفتگو فرما رہے ہوتے، تو جب محسوس فرماتے کہ سامعین موضوع پر کم توجہ دے رہے ہیں تو موضوع کو بدل دیتے، کسی بنیادی معاملات پر گفتگو شروع فرماتے، یہاں تک کہ حاضرین کی اکتاہٹ ختم ہو جاتی، پھر ذکر آخرت کی طرف لوٹ آتے۔

۲۸ اگر رسول اللہ ﷺ کسی اہم سوال کا جواب دے رہے ہوتے، اور سلسلہ کلام ختم ہونے سے پہلے کوئی اور سوال کر دیتا تو آپ ﷺ سلسلہ بیان جاری رکھتے، ایسا معلوم ہوتا گویا آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں، مگر جب گفتگو ختم فرما لیتے تو پھر

سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور جواب مرحمت فرماتے اخلاق کا کیا اعلیٰ نمونہ ہے۔

خطابت

عرب اور قریش صحافت و خطابت میں بے نظیر تھے، رسول اللہ ﷺ بھی قبیلہ قریش کے ہی چشم و چراغ تھے۔ اس لیے آپ ﷺ میں یہ جوہر وافر مقدار میں پائے گئے، فریضہ قیادت نے جب بھی تقاضا کیا، تو آپ ﷺ کی زبان مبارک کبھی نسیم سحر کے جھونکوں کی طرح، کبھی آب رواں کی طرح اور کبھی تیغ برق آفرین کی طرح گل فشانی کرتی۔

آپ ﷺ خود فرماتے

اَنَا اَعْرَبُکُمْ اَنَا مِنْ قُرَیْشٍ وَلِسَانِیْ لِسَانِ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَکْر۔

"میں تم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں میں قریشی ہوں، اور میری زبان بن سعد بکر کی زبان ہے۔"

۱. آپ ﷺ کا خطبہ مختصر لیکن نماز دراز ہوتی، خطبہ میں عموماً زہد و تقویٰ، حسن اخلاق خوف قیامت عذاب قبر اور صفات الٰہی بیان فرماتے، وعظ کے درمیان دائیں بائیں جھوم جاتے تاکہ دونوں طرف کے لوگ مستفیض ہوں۔
۲. خطبہ مسجد میں دیتے تو عصا پر ٹیک لگاتے، کچھ عرصہ ستون حنانہ کے ساتھ کھڑے ہو کر بھی خطبہ دیتے رہے، پھر منبر مبارک بن گیا تو اس پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے۔
۳. میدان جنگ میں جب خطبہ دیتے تو کمان پر ٹیک لگاتے۔
۴. کبھی کبھار سواری پر خطبہ دیا۔
۵. خطبہ کے دوران حسب ضرورت ہاتھوں کو حرکت دیتے۔
۶. آپ ﷺ بوقت ضرورت طویل خطبہ بھی دیتے۔

حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور غروب آفتاب تک ہمیں خطبہ فرمایا۔ صرف نمازوں کے لیے منبر سے اترے۔ اس وقت تک ہونے والے ہر واقعہ کی خبر دے دی۔“

◆ ۷ آپ ﷺ وعظ روزانہ نہ فرماتے۔

آپ ﷺ نے ہمیں بھی اس کی تعلیم دی، ہفتے میں ایک دن یا دو دن وعظ کرنے کی اجازت فرمائی، البتہ دوست احباب کو مبحوث علمیہ (علم دین کی بحثیں) کی اجازت ہر وقت ہے، یہاں جس وعظ کی ممانعت ہے وہ مجبور کر کے وعظ سنانا ہے۔

◆ ۸ دربار اقدس میں مردوں کا ہجوم رہتا، اس لیے خواتین وعظ سننے کا موقع کم پاتیں، پھر آپ ﷺ نے مستورات کی درخواست پر ایک دن ان کے لیے مخصوص فرمایا

عیدین کے مواقع پر بھی خواتین کو علیحدہ وعظ فرماتے۔

ایک بار عید کے موقع پر خواتین کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا:

”تم صدقہ زیادہ کیا کرو، میں نے دیکھا ہے تم زیادہ جہنم میں ہو۔“

اس پر خواتین نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟“

آپ ﷺ نے؛ فرمایا:

”تم اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو، اور لعن طعن میں زیادتی کرتی ہو، میں نے عورت سے بڑھ کر ناقص عقل ناقص دین نہ دیکھی جو عقل مند آدمی کی عقل مار دیتی ہو۔“

خواتین نے عرض کیا:

”ہم ناقص عقل اور ناقص دین کیوں ہیں؟“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تمہاری گواہی آدمی نہیں ہے، یہ تمہاری نقص عقل کی علامت ہے، اور کیا حیض ونفاس میں نماز روزہ نہیں چھوڑ دیتی ہو، یہ تمہارے دین کا نقص ہے۔"

بیان کی اثر آفرینی

آپ ﷺ کی ہر بات دل میں جگہ پاتی اور سامعین پر فوراً اثر انداز ہوتی اس اثر انگیزی کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

◆ مکی دورِ نبوت میں بارگاہ اقدس میں ایک ساحر ضماد آیا اور کہنے لگا:

"میں نے سنا ہے کہ آپ (ﷺ) کو کچھ ہوا سی لگی ہوئی ہے (یعنی جنون کی کیفیت ہے) تو میں اس کی جھاڑ پھونک کرتا ہوں، آپ (ﷺ) مجھے اس کی کیفیت بتائیں۔"

آپ ﷺ نے جواباً یہ کلمات ادا فرمائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ۔

شاعر کہنے لگا:

"یہ کلمات دہرائیے۔"

آپ ﷺ نے یہ کلمات تین بار دہرائے وہ کہنے لگا:

"میں نے کاہنوں اور شاعروں کا کلام سنا ہے، میں نے آپ (ﷺ) جیسے کلمات کسی سے نہیں سنے، یہ تو سمندر کی تہہ کو پہنچے ہوئے ہیں، اپنا ہاتھ نکالئے میں اسلام پر آپ ﷺ کی بیعت کرلی۔"

پھر اس نے آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں۔

۴ غزوہ حنین کے موقع پر قریش مکہ کو خوب انعامات ملے تو چند انصاری نوجوانوں نے یہ کہا:

"مشکلات میں ہم یاد آتے ہیں، اور غنیمت دوسرے لوگ حاصل کر لیتے ہیں۔"

یہ بات جب رسول اللہ ﷺ کی سماعت تک پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلا کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"کیا یہ سچ نہیں کہ تم لوگ گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعے تمھیں ہدایت بخشی، تم منتشر اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تمہیں متحد و متفق کیا، تم مفلس تھے خدا نے میرے ذریعے آسودہ حال کیا۔"

ہر سوال پر انصار نے یہ کہا:

"بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بہت احسان ہے۔"

آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

"نہیں، تم یہ جواب دو:

"اے محمد! (ﷺ) تم کو لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی تمہیں لوگوں نے جب چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی، تم جب مفلس ہو کر آئے تو ہر قسم کی مدد کی۔"

تو میں کہتا جاؤں گا:

"ہاں۔"

"لیکن اے گروہ انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں، اور تم محمد (ﷺ) کو اپنے گھر لے جاؤ۔"

یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ اٹھے:

"ہم کو صرف محمد ﷺ درکار ہیں۔"

۳ حدیث پاک میں ہے:

وَ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ۔

"اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی ایک نیکی ہے۔"

آپ ﷺ ان الفاظ کی مکمل تصویر تھے، مجلس میں شگفتگی کی فضا پیدا کرنے کے لیے مزاح اور دل لگی کی باتیں کرتے، توازن و اعتدال ہمیشہ ملحوظ رہتا، مزاح کا عنصر آٹے میں نمک کی طرح ہوتا، نہ کسی کی دل آزاری ہوتی، یہ ٹھٹھا لگا کر ہنسی ہوتی، پس غنچوں کا سا تبسم تھا، جو چہرہ اقدس پر سایہ فگن رہتا، صحابہ کرام ؓ مجلس رسالت میں انتہائی باادب بیٹھتے، اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام ؓ کے ساتھ بے تکلف اور خوش مزاج دوست کا سا سلوک فرماتے۔

۴ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ؓ اکھٹے کھجوریں تناول فرما رہے تھے، آپ ﷺ گٹھلیاں نکال کر حضرت علی ؓ کے آگے رکھتے جاتے، آخر میں گٹھلیوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ فرما کر مسکراتے ہوئے کہا:

"علی! تم نے بہت کھجوریں کھائیں۔"

حضرت علی ؓ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"ہاں، یارسول اللہ ﷺ! مگر میں نے گٹھلیوں سمیت نہیں کھائیں۔"

۵ رسول اللہ ﷺ بچوں سے بہت شفقت و پیار فرماتے، بچے جب قریب آتے تو ان کو گود میں لیتے، بڑی محبت سے انہیں چیزیں کھلاتے، بعض اوقات بچوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے، اور خود ہاتھ پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے:

"بھئی! تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ، جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا، ہم اسے فلاں فلاں انعام دیں گے۔"

بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے، کوئی آپ ﷺ کے پیٹ پر گرتا اور کوئی سینہ اطہر پر، آپ ﷺ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

- ٦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کبھی کبھی ''یا ذالاذنین'' (دو کانوں والے) فرماتے، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ لمبے کانوں والے یا چلتے کانوں والے کہ بات فوراً سن لیتے ہو، یہ انتہائی بے تکلفی اور پیار کا اظہار ہے۔
- ٧ حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بڑے طویل القامت اور فربہ صحابی تھے، ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک تنگ سے خیمے میں تشریف فرما تھے کہ یہ صحابی خیمے کے دروازے پر آئے اور داخلہ کی اجازت مانگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آ جاؤ۔''

وہ عرض کرنے لگے:

''یا رسول اللہ ﷺ صرف سر آئے یا پورا جسم۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''تو سارا ہی آ جا۔''

کتنی بے تکلفی کا اظہار ہے۔

فصاحت و بلاغت

رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا یہ عالم تھا:

''آپ ﷺ اس صفت میں سب سے افضل مقام پر ہیں اور ایسا ہر مواقع پر ہوتا کہ کوئی غافل آپ ﷺ کی طبعی سلاست پر محمول کیے بغیر نہ رہتا، آپ ﷺ کا کلام نکتہ رس الخیف اور مختصر مگر جامع (بلاغت) سے بھرپور زوائد سے معریٰ اور معانی میں صحیح ہوتا۔ بلاتکلف جوامع الکلم آپ ﷺ کو مرحمت ہوئے، جو حکمت کے عجائبات سے پر ہوتے، اور آپ ﷺ کو محاورات عرب پر مکمل عبور و دسترس تھی، عرب کے ہر

قبیلہ سے اس کی زبان، اس کے محاورات، اس کی بولی میں ان پر (معارضہ) فرماتے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی دشواری ہوتی، اور آپ ﷺ سے اس کی شرح دریافت کرتے۔" (الشفاء)

جو شخص بھی آپ ﷺ کے ارشادات (احادیث کریمہ) پر غور و فکر کرے گا، وہ اس کو جان لے گا، اور اس کو متحقق ہو جائے گا:

"آپ ﷺ جس طرح قریش و انصار سے کلام فرماتے تھے، ویسا اہل حجاز و نجد سے نہ فرماتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ نے ذی اشعار ہمدانی، طفهته الهندی، قطن بن حارث علمی، اشعث بن قیس، حائل بن حجر کندی وغیرہ جو حضر موت کے سردار اور یمن کے بادشاہ سے کلام فرمایا۔" (طبقات ابن سعد)

آپ ﷺ کے اس خط پر غور کریں جو ہمدان کی طرف بھیجا گیا تھا، اس میں آپ ﷺ نے لکھا:

"تمھارے لیے چوٹیاں، پست زمین اور سخت زمین ہے، اس کی لاوارث زمین میں تم اپنے جانور چراؤ۔ ہمارے لیے ان کے جانوروں اور کھجوروں میں اتنا ہے، جو وہ معاہدہ اور امانت سے دیں اور ان کے لیے زکوٰۃ میں وہ معاف ہے، جو بوڑھے اونٹ اور اونٹ کے بچے اور بوڑھی گائے جو کہ چرنے کے لیے نہ جائیں، اور سرخ رنگ کے مینڈھے ہیں، اور ان کی زکوٰۃ لی جائے گی، جو گائے اور اونٹ چھ سالہ ہو، اور وہ گھوڑے جو پانچ سالہ ہوں۔"

(پیارے نبی ﷺ کے پیارے خطوط)

اسی طرح آپ ﷺ کے فرمان پر غور کریں۔ جو نہد سے فرمایا:

"اے اللہ! ان کے خالص دودھ اور لسی اور مکھن میں برکت دے،

ان کے بادشاہ کو بہت سا مال دے، اور ان کے تھوڑے پانی کو بہت سا کر دے۔

اے اللہ! ان کے مال و اولاد میں برکت دے، وہ مسلمان ہے جو نماز کو قائم کرے، اور وہ نیکو کار ہے جو زکوٰۃ ادا کرے، اور وہ مخلص ہے جو گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اے اولاد نہد! حالت شرک کی امانتیں اور بادشاہوں کے وظیفے (تمہارے ہیں) زکوٰۃ کو نہ روکو، زندگی میں حق سے تجاوز نہ کرو، اور نمازوں میں سستی نہ کرو۔"

"تمہارے لیے بوڑھے اونٹ اور گائے، اور وہ جانور جو ابھی بچے ہیں، اور وہ گھوڑا سواری کے لگام والا (جو اڑتا) ان کو تمہاری چراہ گاہ سے نہ روکا جائے گا، بڑے درخت نہ کاٹے جائیں گے، دودھ والے جانور کو نہ روکا جائے گا، اور جب تک تم دل سے نفاق نہ پیدا کرو اور بدعہدی کا اظہار نہ کرو گے، اس وقت تک بقیہ کھاؤ، جو اقرار کرے اس پر عہد کی وفا اور ذمہ لازم ہے، اور جو انکار کرے اس پر زیادتی (یعنی جزیہ) ہے۔" (حاکم، پیارے نبی ﷺ کے پیارے خطوط)

آپ ﷺ کے اس خط پر غور کریں جو وائل بن حجر، سردارن یمن اور ان کے خوبصورت نوجوانوں کو لکھا، اس میں تحریر تھا:

"چالیس بکریوں میں سے ایک ایسی بکری جو دبلی ہو نہ موٹی بلکہ درمیانی دیا کرو۔

اگر دفینہ برآمد ہو تو اس مین پانچواں حصہ دو، جو کنوارا شخص زنا کرے اس پر 100 درے لگاؤ، اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دو، جو شادی شدہ زنا کرے اسے رجم کر دو، (پتھروں سے مار ڈالو) دین

میں سستی نہ کرو، اور خدا کے فرائض میں لاپرواہی نہ برتو، ہر فتنہ آور چیز حرام ہے۔" (معجم صغیر)

وائل بن حجر سردارانِ یمن کے امیر تھے، غور کریں، یہ خطوط ان خط سے کہاں ملتے ہیں، جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دیا تھا، اور وہ فرائض میں مشہور ہے، چونکہ ان لوگوں کی بول چال ہی ایسی تھی، اور ان کی بلاغت ہی یہ تھی، اور ان کے محاورات ہی یہ تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ان ہی کا طرزِ خطاب روا کیا تاکہ لوگوں پر وہ باتیں ظاہر کریں، جو آپ ﷺ پر اللہ رب العزت نے نازل فرمائی ہیں۔

اور یہ کہ لوگوں کو آپ ﷺ اس طرح تعلیم دیں، جس طرح ان کی بول چال ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم کما فی منابل الصفا سیوطی)

جیسا کہ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

فَاِنَّ الْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْطِيَةُ وَالْيَدُ السُّفْلٰى هِيَ الْمُنْطَاةُ۔

"اوپر کا ہاتھ دینے والا اور نیچے کا لینے والا ہے۔"

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ہماری لغت میں کلام فرمایا۔" (مستدرک، سنن بیہقی)

اسی طرح حدیث عامری رضی اللہ عنہ میں ہے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"" اپنے سے سوال کر، یعنی جو چاہے سوال کر۔"

یہ بنی عامر کی بول چال ہے۔" (دلائل النبوۃ لابی نعیم کما فی منابل المصفا سیوطی)

رسول اللہ ﷺ کے عام ارشادات وفصاحت کے شاہکار اور جوامع الکلم اور حکمتوں سے بھرپور ہیں، اور وہ زبان استعمال فرمائی ہے، جس میں شاعروں کے بالعموم دیوان ہیں،

اور وہ عام کتب میں جاری و ساری ہیں، ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات تو ایسے ہیں کہ ان کا فصاحت و بلاغت میں کوئی موازنہ ہی نہیں کر سکتا، جیسے:

اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَؤُا دِمَاءُهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى عَنْ سِوَاهُمْ۔

”تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ان میں ادنیٰ شخص کے ذمہ لینے سے سب پر وفا ہو جاتی ہے، وہ سب ایک ہاتھ ہیں ان پر جو ان کا مخالف ہے، یعنی وہ سب متحد و متفق ہیں، اور یہ اتفاق ان کی زبردست طاقت ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، سنن ابو داود، سنن نسائی)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ كَاَسْنَانِ اَلْمُشْطِ وَالْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ وَلَا خَيْرَ فِيْ صُحْبَةِ مَنْ لَّا يَرٰى لَكَ مَا تَرٰى لَهُ وَالنَّاسُ مَعَادِنٌ وَمَاهَلَكَ اِمْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَهٗ۔ وَالْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ وَهُوَ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَكَلَّمْ وَرَحِمَ اللهُ عَبْدًا قَالَ خَيْرًا فَغَنِمَ اَوْسَكَتَ فَسَلِمَ۔

”لوگ کنگھی کے دانوں کی طرح ہیں اور آدمی اس کے زمرہ میں ہے، جس سے وہ محبت رکھتا ہے، اس شخص کی صحبت میں بھلائی نہیں جو تیرے لیے وہ پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اور لوگ کانیں (معدنیں) ہیں، اور وہ آدمی ہلاک نہیں ہوتا، جو اپنی قدر پہچانتا ہے، جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے، وہ امانت دار ہوتا ہے، وہ جب تک کلام نہ کرے مختار ہے، اللہ اس پر رحم کرے جو اچھی بات کہے تو وہ غنیمت ہے یا خاموش رہا تو سلامتی ہے۔“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَسْلِمْ وَتَسْلَمْ۔

"اسلام لا، سلامتی میں رہے گا۔"

وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَ مَرَّتَیْنِ۔

"اور اسلام لا کہ اللہ تجھ کو دگنا ثواب رحمت فرمائے گا۔" (بخاری، مسلم)

وَاِنَّ اَحَبُّكُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبُكُمْ مِنِّیْ مَجَالِسَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَاسِنُكُمْ اِخْلَاقًا۔

"بے شک تم میں وہ شخص مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے دن وہ میرے زیادہ قریب ہوگا، جس کے اخلاق اچھے ہیں۔" (سنن ترمذی)

اَلْمُوَطَّئُوْنَ اَكْنَافاً الَّذِیْنَ یَاْلَفُوْنَ وَیُؤْلَفُوْنَ۔

"متواضع اور خاکسار وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے محبت کرتے ہیں، اور لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَعَلَّهٗ كَانَ یَتَكَلَّمُ بِمَا لَا یَعْنِیْهِ۔

"شاید کہ وہ لایعنی باتیں کرتا رہا، اور بے فائدہ کنجوسی کرتا رہا۔" (سنن الترمذی)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"(دوزخی) باتیں کرنے والا اللہ کے نزدیک اچھا نہیں ہے۔"

(سنن ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے قِیْلَ وَ قَالَ (کج بحثی) اور کثرت سوال، اضاعت مال اور (جائز ناجائز) جمع مال اور والدین کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگو کرنے سے منع فرمایا۔

(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"جہاں کہیں ہو اللہ سے ڈرتا رہ، برائی کے بدلے نیکی کر کیونکہ نیکی برائی

کو مٹا دیتی ہے، لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آ۔" (سنن ترمذی، حاکم)

"بہترین کام میانہ روی ہے۔" (تاریخ ابن سمعانی)

"اپنے دوست کو کم راز دار بنا ممکن ہے کہ وہ کسی وقت تیرا دشمن ہو جائے۔" (بخاری، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سب سے بری اندھیری قیامت کی تاریکی ہے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کی بعض دعائیں اس طرح کی ہیں:

"اے اللہ! میں تجھ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تیرے نزدیک میرے دل کی ہدایت کرنے والی ہو، اور میرے کام مجھ پر آسان کر دے، میری پراگندگی کو دور کر دے، میرے دل کو اصلاح فرما دے اور میرے ظاہر کو اس سے بلند کر دے اور میرے عمل سنوار دے، میری درستگی کو بتلا دے اور اس سے میری محبت وابستہ کر دے اور مجھ کو ہر برائی سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ! قضا رقت صحت و درستگی، شہیدوں کا مرتبہ، نیکوکاروں کی زندگی اور دشمنوں پر فتح یابی کی دعا مانگتا ہوں۔" (سنن ترمذی)

محدثین کی ایک جماعت نے محدثین کے کثیر افراد سے رسول اللہ ﷺ کے مراتب و مقامات، آپ ﷺ کی مجالس آپ ﷺ کے خطبے، آپ ﷺ کی دعائیں، آپ ﷺ کے جوابات، آپ ﷺ کے عہد و پیمان اس کثرت سے بیان کیے ہیں کہ ان میں کسی کو اختلاف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اس مرتبہ کے فصیح و بلیغ ہیں کہ کسی کے کلام کو ان پر قیاس ہی نہیں کیا جا سکتا، اور وہ اس قدر رائق ہیں کہ کوئی اس کے ہم مثل لانے پر قادر ہی نہیں۔

بلاشبہ محدثین نے جو کلمات جمع کیے، ان پر کوئی قدرت رکھتا ہی نہیں کہ ان کو دل میں سمو کر اپنے الفاظ میں ہم معنی و مطلب ڈھال کر بیان کر سکے، جیسے رسول اللہ ﷺ کا یہ

فرمان:

حَمِيَ الْوَطِيْس۔

”(تندور گرم ہوا) یعنی لڑائی بھڑکی۔“ (مسلم)

مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ۔

”وہ اپنی موت مرا یعنی بغیر مار پیٹ اور قتل وغیرہ کے مرا۔“ (بیہقی)

آپ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔

”مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا۔“ (بخاری)

وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ۔

”نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کریں۔“ (سیوطی)

اس قسم کے دیگر ارشادات ہیں، جن کے دیکھنے والے کو ان کے مضامین محوِ حیرت بنا دیتے ہیں اور وہ الفاظ کے مختصر ہونے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔

بلاشبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا:

”ہم نے کسی کو آپ ﷺ سے بڑھ کر فصیح نہیں دیکھا۔“

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے کون روک سکتا ہے، حالانکہ قرآن کریم صاف عربی میں میری زبان پر نازل ہوا۔“ (بیہقی، سیوطی)

آپ ﷺ نے ایک اور مرتبہ فرمایا:

”میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں، مگر یہ کہ میں قریشی ہوں، اور بنی سعد میں پرورش ہوئی۔“ (النھایہ)

اس سبب سے رسول اللہ ﷺ کے لیے بدوی فصاحت، شیریں کلامی، دیرینہ خالص عربی بولی اور اس کی مضبوطی جمع کر دی گئی، پھر آپ ﷺ کے کلام میں جلا (رونق)

تائیدِ الٰہی سے بھی ہوئی، جو اس وحی کی مدد کے ذریعے جس کے علم تک انسان کے علم کی رسائی اور اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے کلام میں فصاحت و بلاغت کی تعریف میں کہا:

> ”آپ ﷺ شیریں کلام تھے، نہ زیادہ بولتے (کہ سننے والے کو گراں گزرے) اور نہ کم بولتے (کہ سننے والا مفہوم ہی نہ سمجھے) آپ ﷺ کا کلام ایک موتیوں کی لڑی ہوتا کہ موتی پرو دیے گئے ہیں، آپ ﷺ بلند آواز اور خوش گلو تھے۔“ (دلائل النبوۃ، سیرت ابن ہشام)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحتیں

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ﴿٦٣﴾

◆ ۱ ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کہو۔

(سورہ النساء:63)

◆ ۲ اچھے کام اور برے کاموں سے روکنے کی نصیحت کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾

ترجمہ: "اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا، بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انہیں ڈر ہو پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں کو برے عذاب میں پکڑا بدلہ ان کی

نافرمانی کا۔" (سورہ الاعراف: 164، 165)

نبی محترم ﷺ نے ہمیشہ نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی اور دوسروں کو بھی اس بات کی نصیحت کی کہ اچھے کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے خود بھی اس پر عمل کرو، اگر کوئی واعظ و خطیب اس پر عمل نہ کرے تو اس کے لیے سخت وعید سنائی۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ نصیحتیں فرمایا کرتے تھے، برے کاموں سے روکتے اور نیکی کی ترغیب دیا کرتے تھے، ہر کام کے اچھے اور برے پہلو کے لیے نصیحت فرماتے،

◆ ۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "میں نے معراج کی شب کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا:
>
> "یہ کون لوگ ہیں؟"

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

> "یہ آپ (ﷺ) کی امت کے خطیب ہے، یہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے تھے، اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔" (مشکوۃ)

◆ ۴ ایک اور حدیث پاک حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> "قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، اور آگ میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی انتڑیاں آگ میں سے نکل پڑیں گی، پھر اسے آگ میں اس طرح لیے پھرے گا جیسے گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے، تو دوسرے دوزخی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے:

''اے فلاں! یہ تیرا کیا حال ہے، کیا تو ہمیں دنیا میں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتا تھا؟ اور برائیوں سے نہیں روکتا تھا؟''

وہ شخص کہے گا:

''میں تمہیں تو نیک کام کرنے کی نصیحت کرتا تھا، اور خود نہیں کرتا تھا، اور تم کو تو برائیوں سے روکتا تھا مگر خود کرتا تھا۔'' (بخاری، مسلم)

اس حدیث پاک سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ جو خود تو برے کاموں سے باز نہ ہوئے، اور دوسروں کو برائی سے روکنے کی نصیحت کرے، تو قیامت کے دن اسے سخت ترین سزا بھگتنی پڑے گی، اس طرح وہ لوگ بھی گھاٹے میں رہیں گے، جو خود تو نیک کام کرتے ہیں مگر دوسروں کو برائی سے روکنے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہیں کرتے۔

◆ ۵ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتا ہے، اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن اسے ٹوکتا نہیں، اس کے ساتھ رواداری برتتا ہے، ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں نے ایک کشتی لی اور قرعہ ڈالا کشتی میں مختلف درجات ہیں اوپر نیچے، چند لوگ اوپر کے حصے میں بیٹھے اور چند نچلے حصے میں، تو جو لوگ نچلے حصے میں بیٹھے تھے وہ پانی کے لیے اوپر والے کے پاس سے گزرتے تاکہ سمندر سے پانی بھریں، تو اوپر والوں کو اس سے تکلیف ہوتی، آخر کار نیچے کے لوگوں نے کلہاڑی لے کر کشتی کے پیندے کو پھاڑنا شروع کیا، اوپر کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا:

''یہ تم کیا کرتے ہو۔''

انہوں نے کہا:

"ہمیں پانی کی ضرورت ہے، اور سمندر سے پانی اوپر جا کر ہی بھرا جا سکتا ہے، اور تم ہمارے آنے جانے سے تکلیف محسوس کرتے ہو، تو اب (ہم) کشتی کے تختوں کو توڑ کو سمندر سے پانی حاصل کریں گے۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ مثال بیان کر کے فرمایا:

"اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیتے، اور سوراخ کرنے سے روک دیتے ہیں تو انہیں بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے، اور اپنے آپ کو بھی بچا لیں گے، اور اگر انہیں ان کی حرکت سے نہیں روکتے، اور چشم پوشی اختیار کرتے ہیں، تو انہیں بھی ڈبو لیں گے اور خود بھی ڈوبیں گے۔" (بخاری)

◆ ایک اور حدیث پاک جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے کام شروع ہوئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا مگر وہ باز نہ آئے، تو ان کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بجائے ان کی مجالس میں بیٹھنے لگے، اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے جب ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیے، اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کا راستہ اختیار کیا، اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔"

اس حدیث پاک کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا:

"نہیں! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ضرور لوگوں کو نیکی کے کام کا حکم دیتے رہو گے اور برائیوں سے روکتے رہو گے، اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے، اور ظالم کو حق پر جھکاؤ گے، اگر تم لوگ ایسا نہیں کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے، اور پھر اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت اور ہدایت سے دور پھینک دے گا، جس طرح اس نے بنی اسرائیل کے ساتھ معاملہ کیا۔" (مشکوٰۃ)

◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ قریب ہے کہ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، پھر اس وقت تم دعا کرو گے، اور تمھاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔" (ترمذی)

◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہے، اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو اس کو دور کر دے۔" (ترمذی)

◆ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے اسے چاہیے کہ ہاتھ سے مٹا دے، اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے مٹا دے (زبان سے منع کرے) اور اگر اتنی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں برا سمجھے، اور یہ ایمان کا انتہائی کمزور درجہ ہے۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ہر صورت برائیوں سے باز رہنے اور نیک کاموں کے کرنے کی نصیحت کی تلقین فرمائی ہے، اس باب میں رسول محترم ﷺ کی نصیحتوں کا بیان اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جذبے کے تحت کیا گیا ہے کہ ہم اس کے مطالعہ سے خود بھی استفادہ کریں، اور دوسروں کو بھی نیک کام کرنے اور برائیوں سے باز رہنے کی نصیحت حدیث مبارکہ کے حوالے سے مؤثر انداز میں کر کے دنیا و آخرت کی خیر و برکات سمیٹیں اور ایک خالص اسلامی معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں حصہ لے کر اپنا اسلامی فریضہ ادا کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ نصیحتیں فرمایا کرتے تھے۔

سچ بولنا

رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع پر جھوٹ کی شدید مذمت کی ہے، اور ہمیشہ سچ بولنے کی نصیحت فرمائی۔ بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے جھوٹ سے پرہیز اور سچ بولنے کی سختی سے نصیحت فرمائی ہے، اللہ رب العزت نے بھی ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے، جو سچ بولتے ہیں اور کسی بھی صورت میں سچ کا دامن نہیں چھوڑتے، جھوٹ کی اللہ رب العزت نے بھی مذمت فرمائی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ ١ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾

"اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔" (سوہ البقرہ: 42)

◆ ٢ سچے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾

"ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے

پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔" (سورہ الحجرات:15)

۳ جھوٹے کی وعید کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷

"خرابی ہے ہر بڑے بہتان ہائے گنہگار کے لیے۔" (سورہ الجاثیہ:7)

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ سے بچنے اور سچائی کو لازم پکڑنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

۴ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سچائی کو لازم کرلو کیونکہ نیکی کی طرف لے جاتی ہے، اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے، آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے، اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے، اور فجور جہنم کی راہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" (بخاری)

۵ حضرت عبداللہ بن عامر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے، میری والدہ نے مجھے بلایا کہ آؤ تمھیں دوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

"کیا چیز دینے کا ارادہ ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:

"کھجور دوں گی۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر نہ دیتی تو تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا۔'' (ابوداؤد، بیہقی)

۶ حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہلاکت ہے اس کے لیے جو بات کرتا ہے، اور لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔'' (ترمذی)

۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بندہ پورا مومن نہیں ہوتا، جب تک کہ مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑے، اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑے، اگر سچا ہو۔'' (احمد)

۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جھوٹ سے منہ کالا ہے، اور چغلی سے قبر کا عذاب۔'' (بیہقی)

۹ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان سے مخالفت ہے۔'' (احمد)

۱۰ حضرت سفیان بن اسد الحضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے اور وہ تجھے اس بات میں سچا جان رہا ہے، اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔'' (ابوداؤد)

◆ ۱۱ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مناظرہ بازی نہ کرے، اگرچہ وہ حق پر ہو تو میں اس کے لیے جنت کے گوشوں میں سے ایک گھر کا ذمہ لیتا ہوں، اور جو جھوٹ نہ بولے اگرچہ ہنسی کے طور پر ہی کیوں نہ ہو تو میں اس کے لیے جنت میں ایک گھر کا ذمہ لیتا ہوں، اور جو اپنے اخلاق کو بہتر بنالے تو میں اس کے لیے جنت کے سب سے اونچے گھر کا ذمہ لیتا ہوں۔" (ابوداؤد)

◆ ۱۲ حضرت اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک دلہن کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے بیت اطہر گئیں، جب آپ ﷺ کے بیت اطہر پہنچیں تو آپ ﷺ دودھ کا ایک بڑا پیالہ نکال کر لائے، پھر آپ ﷺ نے اپنی خواہش کے مطابق نوش فرمایا، اور اس کے بعد اپنی زوجہ مطہرہ کو دیا تو انہوں نے کہا:

"مجھے خواہش نہیں ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔" (طبرانی)

◆ ۱۳ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا، اور جس شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی، تو اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اسے ترک کردے، وہ چار خصلتیں یہ ہیں:

◇ ۱ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے۔

۲ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

۳ وعدہ کرے تو وفا نہ کرے۔

۴ جب اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو گالی پر اتر آئے۔" (بخاری، مسلم)

۱۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بد بو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔" (ترمذی)

۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سچ بولنا نیکی ہے، اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے، اور فسق و فجور جہنم میں لے جاتا ہے۔" (مسلم)

۱۶ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خرید و فروخت کرنے والے جدا ہونے سے پہلے اختیار رکھتے ہیں کہ اگر سچ بولیں اور (اپنی شے کا عیب) بیان کریں تو ان کی تجارت میں برکت ہوگی، اور اگر چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے کاروبار کی برکت مٹ جائے گی۔" (بخاری)

۱۷ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات یاد کیے:

"شک والی چیز کو چھوڑ کر غیر مشتبہ چیزیں اختیار کرو (کیونکہ) سچائی اطمینان کا باعث ہے، اور جھوٹ شک و شبہ کا باعث ہے۔" (ترمذی)

ایفائے عہد

رسول اللہ ﷺ نے ایسی کوئی نصیحت نہیں فرمائی، جس پر خود بھی عملی نمونہ پیش نہ فرمایا ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے جہاں پر دیگر باتوں کی نصیحت فرمائی ہے، وہاں یہ بھی مسلمانوں کو نصیحت فرمائی:

”جو بھی وعدہ کرو اس کو پورا کرو، اور وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو۔“

قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے بھی جا بجا مقامات پر لوگوں کو وعدہ پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے، اور تاکید کی ہے، اپنے عہد کو پورا کرو، کیونکہ اس کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔“

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

- ۱ ”بے شک وعدہ کی باز پرس ہوگی۔“ (سورہ بنی اسرائیل)

چونکہ اللہ رب العزت خود اپنے وعدہ کا سچا اور پکا ہے، اس لیے لوگوں کو بھی حکم دیا کہ اپنے عہد کو پورا کیا کرو، اللہ رب العزت خود اپنے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے اللہ رب العزت قرآن پاک میں فرماتا ہے:

- ۲ وَبِعَهۡدِ اللّٰهِ اَوۡفُوۡا ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۙ﴿۱۵۲﴾

”اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو، یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو۔“ (سورہ الانعام: 19)

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں بے شمار ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وعدہ نبھانے میں انتہائی اعلیٰ ظرف کا مظاہرہ کیا، اور کوئی ایسا وعدہ نہ کیا، جسے پورا نہ کیا ہو۔

ابوداؤد نے وعدہ کی پابندی کے ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے:

- ۳ حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء بیان فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ سے میں نے بعثت سے پہلے ایک تجارتی معاملہ کیا، کچھ رقم میرے ذمہ باقی رہ گئی، میں نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ لے کر آتا ہوں، پھر میں بھول گیا، تین دن کے بعد مجھے یاد آیا تو میں (وہاں) آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اسی جگہ پر موجود ہیں۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم نے مجھے تکلیف دی، میں تین دن سے تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔"

(ابوداؤد، سیرت النبی ﷺ)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کس قدر وعدہ کی پابندی کا لحاظ فرمایا کرتے تھے، اور اپنے اس طرزِ عمل سے دوسروں کو یہ نصیحت دیتے کہ وعدہ کی پابندی کرو اور اس کو پورا کرو۔

حدیث پاک میں آتا ہے:

◆ "منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بولے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف کرے، جب امانت دار بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ وعدہ کو پورا نہ کرنے والا منافق ہے، قرآن پاک میں بھی منافقین کی بدعہدی کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:

◆ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩

"بھلا کیونکر ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا، اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں

انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لیے تو اس کی راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی بڑے کام کرتے ہیں، کسی مسلمان میں نہ قراب کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں۔" (سورہ التوبہ:10)

رسول اللہ ﷺ نے ایسا وعدہ کرنے سے منع فرمایا ہے کہ جسے پورا نہ کیا جا سکے، چنانچہ نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

◆ ٦ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور نہ اس سے (غلط) مذاق کرو، اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جو پورا نہ کر سکو۔" (ترمذی)

یتامیٰ سے حسنِ سلوک

رسول اللہ ﷺ نے یتیموں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

◆ ١ "یتیموں سے نیک برتاؤ کرو۔"

قرآن کریم میں بھی یتیموں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے حکم دیا گیا ہے:

◆ ٢ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ②

"اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ، بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔"

(سورہ النسا:٢)

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ ٣ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا

كَبِيْرًا ②

"اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ، بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔"

(سورہ النساء:2)

یتیموں کے مال کو فضول کاموں میں نہیں خرچ کرنا چاہیے، اس کی اچھی طرح حفاظت کرنے کی ضرورت پر اللہ رب العزت نے زور دیا ہے، قرآن پاک میں آتا ہے کہ جب یتیم سن شعور کو پہنچ جائے تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ⑥

"اور بے وقوفوں کو اپنے مال جس کو اللہ نے تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا ہے نہ پکڑا دو اور ان کو کھلاتے اور پلاتے رہو اور ان سے معقول بات کہو اور یتیموں کو جانچتے رہو جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں تو اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔" (سورہ النساء:1)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

یتیم پر سختی کرنے کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے:

◆ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۭ ⑨ وَاَمَّا السَّاۗىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ۭ ⑩

"اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو۔"

◆ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیم کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد

فرمایا:

''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے، جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے، اور مسلمانوں کا سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو، اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔'' (ابن ماجہ)

یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر فرمائی۔

◆ ۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل کی قساوت اور سختی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر اور مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ یتیموں کے مال کو بے جا خرچ نہ کرو، ابوداؤد کی حدیث مبارکہ میں ہے:

◆ ۱ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا:

''یا رسول اللہ ﷺ! میں محتاج ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہے، اور میری سرپرستی میں ایک دولت مند یتیم ہے کیا میں اس کے مال میں کھا سکتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہاں! تم اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اسراف نہ کرو، اور جلد بازی سے کام نہ لو، اور نہ اپنی جائیداد بنانے کی فکر کرو۔'' (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اللہ رب العزت سے دعا کی، جس میں لوگوں کے لیے یہ نصیحت تھی۔

۹ یتیموں اور بیویوں کے حقوق کا احترام کرو۔"

اس کے راوی حضرت خویلد بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

۱۰ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے اللہ! میں کمزور قسم کے لوگوں کے حق کو محترم قرار دیتا ہوں، یعنی یتیم اور بیوی کے حق کو۔" (نسائی)

۱۱ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص یتیم کو کھانے پینے میں شریک کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کردے گا۔" (شرح السنۃ)

۱۲ حدیث مبارکہ ہے:

"جس شخص نے تین یتیموں کی پرورش کی ذمہ داری اٹھالی، وہ اس شخص کی طرح ثواب پائے گا، جو رات کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے تلوار لے کر نکل کھڑا ہوتا ہے میں اور وہ جنت میں ایسے دو بھائی ہوں گے، جیسے یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔"

(پھر رسول اللہ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا) (ابن ماجہ)

۱۳ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"چار شخص ایسے ہیں کہ یہ اللہ کا عدل ہوگا کہ انہیں جنت میں داخل نہ کرے، اور نہ ہی انہیں جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے دے، شراب پینے والا، سود خور، ناحق یتیموں کا مال کھانے والے اور والدین کا نافرمان۔" (مستدرک حاکم)

دنیا سے محبت نہ کرو

رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی سختی سے نصیحت فرمائی کہ دنیا سے محبت نہ کرو، اس لیے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے، بے شمار احادیث مبارکہ اس بارے میں بیان ہوئی ہیں، جن میں دنیا کی سختی سے مذمت کی گئی ہے، اور دنیا کو آخرت کے مقابلے میں ہیچ قرار دیا گیا ہے۔

۱ حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور جو اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے لوگو!) فنا ہونے والی چیز (دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (آخرت) کو اختیار کرلو۔“ (احمد، مشکوٰۃ)

۲ ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”دنیا مومنوں کا قید خانہ ہے، اور کافر کی جنت ہے۔“ (مسلم)

۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ میری امت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی، اور دنیا توقعات کے تفصیلی منصوبے بنانے میں معروف ہو جائے گی، تو اس کی خواہش نفس کی پیروی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے حق سے دور جا پڑے گی، اور دنیا بنانے کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے، (اے لوگو!) یہ دنیا کوچ کر چکی ہے اور آ رہی ہے، اور ان

میں سے ہر ایک کے ماننے والے ہیں، جو اس سے محبت کرتے ہیں تو اچھا ہو گا کہ تم دنیا کے پرستار نہ بنو، تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو، اور حساب کا وقت نہیں آیا، اور کل تم حساب کے گھر میں ہو گے، جہاں عمل کا کوئی امکان نہیں ہو گا۔" (مشکوٰۃ)

۳ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے، جب دوسری امتیں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی کہ جس طرح کھانے والے لوگ دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔"

ایک شخص نے پوچھا:

"جس زمانے کا آپ ﷺ حال بیان فرما رہے ہیں، کیا ہم مسلمان اس زمانہ میں اتنی کم تعداد میں ہوں گے کہ ہم کو نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ٹوٹ پڑیں گی؟"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہیں، اس زمانہ میں تمھاری تعداد کم نہیں ہو گی، بلکہ تم بہت بڑی تعداد میں ہو گے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے، اور تمھارے دشمنوں کے سینے سے تمھاری ہیبت نکل جائے گی، اور تمھارے دلوں میں پست ہمتی جگہ بنا لے گی۔"

ایک شخص نے پوچھا:

"یا رسول اللہ ﷺ! یہ پست ہمتی کس وجہ سے آ جائے گی؟"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس وجہ سے یہ ہو گی کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے، اور موت سے

بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔" (ابوداؤد)

۵ حضرت زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے:

"ہم حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگوایا تو پانی اور شہد حاضر کیا گیا، آپ جب اسے اپنے منہ کے نزدیک لے گئے تو بے اختیار رونے لگے، یہاں تک کہ پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے، کچھ دیر بعد آپ نے پھر پینے کا ارادہ فرمایا، مگر شہد اور پانی دیکھ کر دوبارہ رونے لگ گئے۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال کیا کہ شاید ہم رونے کی وجہ کو دریافت نہ کر سکیں گے۔"

جب آپ نے اپنے آنسو صاف کیے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"اے خلیفۃ الرسول! آپ کے رونے کا سبب کیا تھا؟"

آپ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسم اطہر سے کسی نظر نہ آنے والی چیز کو دفع فرما رہے تھے۔

میں نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کس چیز کو ہٹا رہے ہیں؟"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرے پاس ابھی دنیا آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا، مجھ سے دور رہو، وہ لوٹ گئی، اور کہہ گئی کہ آپ ﷺ نے مجھ سے کنارہ کشی فرمائی ہے، مگر بعد میں آنے والے ایسا نہیں کر سکیں گے۔" (بخاری)

۶ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"اے ابوہریرہ! آؤ۔ میں آج تمھیں دنیا کی حقیقت دکھاؤں۔"

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ ضرور دکھائیں۔"

چنانچہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ پر لے گئے، یہاں پر چند انسانوں کی کھوپڑیاں، ہڈیاں جو کہ بوسیدہ ہو چکی تھیں، پھٹے ہوئے چیتھڑے اور پاخانے جابجا پڑے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) یہ انسانوں کی کھوپڑیاں ہیں، یہ دماغ اس طرح دنیا کی طمع کرتے تھے، جس طرح تم سب زندہ آج کرتے ہو، یہ بھی اسی طرح امیدیں باندھا کرتے تھے، جس طرح تم امیدیں لگائے ہوئے ہو، آج یہ کھوپڑیاں کھال کے بغیر پڑی ہوئی ہیں، اور یہ کچھ ہی دنوں کے بعد مٹی میں مل کر خاک ہو جائیں گی، یہ پاخانے وہ طرح طرح کے رنگ برنگے کھانے ہیں جن کو بڑی مشقت سے کمایا، حاصل کیا پھر ان کو تیار کر کے کھایا، اب یہ اس حالت میں پڑے ہیں کہ لوگ ان سے بدبو کی وجہ سے بھاگتے ہیں، یہ پھٹے پرانے چیتھڑے وہ زینت کا لباس ہیں کہ اب ہوائیں ان کو ادھر سے ادھر پھینکتی ہیں، یہ ہڈیاں ان جانوروں کی ہڈیاں ہیں، جن پر لوگ سواریاں کرتے تھے، اور دنیا میں پھرتے تھے، پس جن کو ان احوال پر رونا ہو ان کو دیکھ کر روئے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد ہم خوب روئے۔" (بخاری)

◆ ۵ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے پوری طرح شرماؤ۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! اللہ کا شکر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے شرمانے کا اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ تو اپنے سر اور سر میں آنے والے خیالات کی نگرانی کرتا رہے اور پیٹ کے اندر جانے والی غذا کی دیکھ بھال کرتا رہے، اور موت کے نتیجہ میں گل سڑ جانے اور فنا ہو جانے کو یاد رکھے۔"

آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

"اور جو شخص آخرت کا طالب ہوتا ہے، وہ دنیا کی زیب وزینت کو ترک کر دیتا ہے، اور ہر موقع پر آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے، پس جو شخص یہ سب کرتا ہے، وہی اصل میں اللہ تعالیٰ سے ٹھیک طرح شرماتا ہے۔" (ترمذی)

◆ ۶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سن لو دنیا ملعون ہے، اور اس میں جو چیزیں ہیں وہ بھی ملعون ہیں، سوائے ذکر الٰہی اور وہ وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، اور عالم یا طالب علم بھی۔" (ترمذی)

◆ ۷ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا، بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کشادہ گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی، جس طرح ان کو ہلاک کیا۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے دنیا کو ناپسند کیا ہے روایات میں آتا ہے۔

◆ ۱۰ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا:

"یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے، اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں سونے کا بنا دوں۔ جو آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے جبرائیل علیہ السلام یہ دنیا تو اس کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہ ہو یہ اس کی دولت ہے جس کے پاس کوئی دولت نہ ہو، اور اسے وہی جمع کرتا ہے جو بے وقوف ہو۔"

غصے سے اجتناب کرنا

رسول اللہ ﷺ کی یہ نصیحت ہر ایک کے لیے فائدمند ہے کہ غصہ نہ کیا کرو۔

◆ ۱ قرآن پاک میں بھی غصہ ضبط کرنے والوں کے لیے اجر کا تذکرہ ملتا ہے، قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

"وہ جو اللہ کے راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ

پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اور نیک لوگ اللہ کے
محبوب ہیں۔" (آل عمران:134)

◆ ۲ قرآن پاک میں ایک جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا
غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور
جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔" (سورہ الشوریٰ:4)

غصہ نہ کرنے کی رسول محترم ﷺ کی نصیحت کا ذکر بہت سی احادیث مبارکہ میں آیا ہے:

◆ ۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:
"اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔"
آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا:
"غصہ نہ کیا کرو۔"
اس شخص نے بار بار کہا:
"مجھے نصیحت فرمائیے۔"
رسول اللہ ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا:
"غصہ نہ کیا کرو۔" (بخاری)

غصے پر قابو پانے سے اللہ رب العزت بہت اجر عطا فرماتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی ایک نصیحت ایک حدیث میں ملتی ہے، جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

◆ ۴ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو اپنی زبان کی حفاظت کرے گا، اور جو اپنے غصہ پر قابو پائے گا،

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے عذاب کو ہٹائے گا، اور جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا، اللہ اس کو معاف کر دے گا۔" (مشکوٰۃ)

◆ ۵ ایک مرتبہ کا ذکر ہے، رسول اللہ ﷺ کی مجلس پاک میں دو اصحاب کے مابین تلخی پیدا ہو گئی، ان میں سے ایک شخص کو اس قدر غصہ آیا کہ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، اور رگیں پھول گئیں، رسول اللہ ﷺ نے نگاہ مبارک اٹھا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا:

"میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں، اگر وہ اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے، اور وہ یہ ہے:

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ (بخاری)

◆ ۶ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ عصر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں فرمائیں، جن میں سے ایک یہ تھی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"آدم کے بیٹے کئی طبقوں میں پیدا کیے گئے ہیں، ان میں کوئی ایسا ہے، جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلد دور ہو جاتا ہے، اور کسی کو غصہ بھی جلد آتا ہے اور دور بھی جلد ہو جاتا ہے، تو ان دونوں میں ایک کی دوسری بات سے اصلاح ہو جاتی ہے، اور کوئی ایسا ہے کہ غصہ جلد آتا ہے اور دیر سے دور ہوتا ہے، تو ہاں، ان سب سے اچھا وہ ہے، جس کو دیر سے غصہ آئے اور جلد دور ہو جائے، اور ان میں سب سے برا وہ ہے، جسے جلد غصہ آ جاتا ہو، اور بہت دیر سے دور ہوتا ہو، ہاں غصہ ابن آدم کے دل کی ایک چنگاری ہے، دیکھتے نہیں کہ اس کی آنکھیں سرخ اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں، تو جس کو غصہ آئے

اسے چاہیے کہ زمین سے لگ جائے، یعنی لیٹ جائے۔" (ترمذی)

- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص غصہ نکالنے پر قدرت رکھنے کے باوجود اسے ضبط کرلے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اسے اختیار دے گا کہ موٹی آنکھوں والی جس حور کو چاہے پسند کرلے۔" (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں تین باتوں کی نصیحت فرمائی ہے کہ یہ مومنانہ اخلاق میں سے ہیں، ان میں ایک غصہ پر قابو پانا بھی ہے۔

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تین چیزیں مومنانہ اخلاق میں سے ہیں، ایک یہ کہ جب کسی شخص کو غصہ آئے تو اس کا غصہ اس سے ناجائز کام نہ کرائے، دوسری یہ کہ جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے حق کے دائرے سے باہر نہ نکالے، اور تیسری یہ کہ طاقت رکھنے کے باوجود دوسرے کی چیز نہ ہتھیائے جس کے لینے کا اسے حق نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ)

عیب جوئی

رسول اللہ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرو، بلکہ پردہ پوشی کرو، احادیث مبارکہ میں متعدد بار اس نصیحت کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور بلند آواز سے ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! جن کی زبانیں ایمان لائی ہیں، مگر دل تک ایمان نہیں پہنچا، مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ، انہیں شرمندہ نہ کرو، اور ان کے عیبوں کو تلاش نہ کرو، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا، اور اسے رسوا کر دے گا، خواہ وہ اپنے گھر میں ہو۔" (ترمذی)

◆ ۲ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے، اور پھر وہ اس کو چھپائے تو اس کو اس کا اجر اس شخص کے برابر ملے گا، جس نے زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو بچایا۔" (ترمذی)

◆ ۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے سامنے کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی کی جائے، اور وہ اس مسلمان بھائی کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہو، اور اس کی مدد کی ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا۔" (شرح السنۃ)

ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نصیحت بیان ہوئی ہے، کہ مسلمانوں کا اگر کوئی عیب ہو تو اس پر پردہ ڈالو، اور عیب جوئی ہرگز نہ کرو۔

◆ ۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کرے گا، اور جو شخص کسی

مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" (بخاری، مسلم)

غیبت

پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا گویا کسی مردے کا گوشت کھانے کے مترادف ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی ہے، جبکہ قرآن پاک میں بھی اس بارے میں یہ حکم نازل ہوا ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرو۔

◆ ① قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫

"اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

(سورۃ الحجرات: 12)

غیبت کرنا بہت بڑا گناہ اور برائی ہے، رسول اللہ ﷺ نے بہت مرتبہ غیبت کی مذمت فرمائی ہے، اور اس بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ میں اس بات کا ذکر موجود ہے۔

◆ ② حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''غیبت زنا سے بدتر ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے، لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا، جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کر دے، جس کی غیبت کی گئی ہے۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ)

۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روزے کا حکم دیا، اور ارشاد فرمایا:

''میری اجازت کے بغیر کوئی بھی روزہ افطار نہ کرے۔''

یہاں تک کہ شام ہو گئی تو لوگ آنا شروع ہوئے، اور جو بھی آتا وہ یہ کہتا:

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے دن بھر روزہ رکھا، مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں روزہ افطار کر لوں۔''

رسول اللہ ﷺ اسے اجازت فرماتے، اسی طرح لوگ آتے گئے، اور اجازت لیتے رہے، حتیٰ کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میرے گھر دو جوان عورتوں نے روزہ رکھا ہے، اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آتے ہوئے شرماتی ہیں، اجازت فرمائیں تا کہ وہ روزہ افطار کر لیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے چہرہ اقدس پھیر لیا۔

اس شخص نے عرض کیا، آپ ﷺ نے پھر چہرہ اقدس پھیر لیا، جب اس نے پھر عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ شخص کیسے روزہ دار ہو سکتا ہے، جس کا دن لوگوں کا گوشت کھاتے گزر جائے، تم جاؤ اور ان سے جا کر کہو کہ اگر تم روزہ دار ہو تو کسی طرح قے کرو۔“

چنانچہ وہ شخص ان کے پاس گیا، اور ان کو ساری بات بتا کر قے کرنے کو کہا، چنانچہ انہوں نے قے کی، اور ہر ایک نے خون کے ایک لوتھڑے کی قے کی، وہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور ساری بات سنائی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر ارشاد فرمایا:

”اگر یہ چیز ان کے پیٹ میں موجود رہتی تو انہیں آگ جلاتی۔“

ایک اور روایت میں آتا ہے:

”جب رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی بات سن کر اپنا چہرہ اقدس اس سے پھیر لیا تو وہ کچھ دیر کے بعد دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ وہ دونوں مر چکی ہیں، یا مرنے کے قریب ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”انہیں میرے پاس لے آؤ۔“

جب وہ آ گئیں، تو آپ ﷺ نے پیالہ منگوا کر ان میں سے ہر ایک سے فرمایا:

”اس میں قے کرو۔“

ایک نے پیپ، خون اور بودار مواد سے پیالہ بھر دیا، جبکہ دوسری نے بھی اس طرح کی قے کی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ رزق سے روزہ رکھا، اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے افطار کیا، ان میں سے ایک دوسری کے پاس جا بیٹھی، اور یہ دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔“

(پیارے نبی ﷺ کی پیاری نصیحتیں)

◆ ۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس امر کا اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

”تو کیا چاہتا ہے؟“

انہوں نے عرض کیا:

”میں چاہتا ہوں، آپ ﷺ مجھے گناہ سے پاک کر دیں۔“

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا، اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو سنگسار کر دیا گیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں دو اصحاب کو یہ گفتگو فرماتے ہوئے سنا۔

ایک نے ان میں سے کہا:

”اس شخص کی طرف دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی، مگر اس نے اپنے نفس کی خواہش کو نہ چھوڑا، یہاں تک کہ سنگسار کیا گیا، کتے کی مانند سنگسار کیا گیا۔“

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے، اور تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپ ﷺ ایک مرے ہوئے گدھے کے قریب سے گزرے، جس کا پیٹ پھول گیا تھا، اور ایک پاؤں اوپر اٹھا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا:

”فلاں فلاں شخص کہاں ہیں؟“

انہوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! ہم حاضر ہیں۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”آؤ اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔“

انہوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ اس کا گوشت کون کھا سکتا ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی آبروریزی کی ہے، وہ اس گدھے کا گوشت کھانے سے زیادہ بری ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔“ (ابوداؤد)

◆ ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”دو آدمیوں نے نماز ظہر یا نماز عصر ادا کی اور دونوں روزے سے تھے، جب نماز ادا کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم دونوں وضو کرو، اور دوبارہ نماز پڑھو، اور روزہ پورا کرو، اور دوسرے دن اسی روزہ کی قضا کرنا۔“

انہوں نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! یہ حکم کس لیے ہے؟“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔“ (بیہقی)

◆ ۶ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو دعائے مغفرت کرے اس شخص کے لیے جس کی تو نے غیبت کی ہے، تو یوں کہے کہ، یااللہ! تو میری اور اس کی مغفرت فرما۔“ (مشکوٰۃ)

۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟“

لوگوں نے کہا:

”اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو علم ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ذکر اس طریقے سے کرے کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔“

پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

”یارسول اللہ ﷺ! اگر وہ بات جو میں کہہ رہا ہوں، میرے بھائی کے اندر پائی جاتی ہو، جب بھی یہ غیبت ہوگی؟“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر وہ بات جو تو کہتا ہے، اس کے اندر موجود ہے تو یہ غیبت ہوئی، اور اگر اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس کے اندر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔“ (مشکوٰۃ)

۸ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کو کسی مسلمان کی غیبت کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اس کو اللہ تعالیٰ اتنا ہی دوزخ سے کھلائے گا، اور جس کو مسلمان کی غیبت کرنے سے پہننے کو کپڑا ملا، اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی کپڑا دوزخ کا پہنائے گا۔“ (ابوداؤد، احمد)

رسول اللہ ﷺ نے غیبت سے خود بھی باز رہنے، اور دوسروں کو بھی اس

بچانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

◆ ۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن مومن کا بھائی ہے، اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے، اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔" (ابو داؤد، ترمذی)

◆ ۱۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب مجھے معراج ہوئی، میرا گزر ایک قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے چہرے اور سینے کو نوچتے تھے، میں نے کہا:

"اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟"

انہوں نے کہا:

"یہ وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے، اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔" (ابو داؤد)

◆ ۱۱ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے، اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمان کی غیبت نہ کرو، اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ٹٹول کرے گا، اور جس چیز کی ٹٹول اللہ کرے گا، اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔" (ابو داؤد)

◆ ۱۲ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے بھائی کے گوشت سے اس کی غیبت کو روکے (یعنی مسلمان کی غیبت کرنے سے روکے) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کر دے۔'' (بیہقی)

◆ ۱۳ رسول اللہ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی:

''اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ، کیونکہ اس میں تین مصیبتیں ہیں، غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، اس کی نیکیاں نا قبول ہوتی ہیں، اور اس پر گناہوں کی پرورش ہوتی ہے۔''

چغل خوری

چغل خوری کرنا بہت ہی بری بات ہے، اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ نے اس فعل کو ناپسند کیا ہے، قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ ۱ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾

''اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔'' (سورہ القلم: 10 تا 12)

رسول اللہ ﷺ نے چغلی کی ممانعت کرتے ہوئے نصیحت فرمائی ہے کہ میرے اصحاب میں سے کوئی مجھ تک کسی کی بات نہ پہنچائے۔

◆ ۲ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میرا کوئی صحابی کسی دوسرے کے بارے میں مجھ تک کوئی بات نہ پہنچائے، کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس آؤں تو میرا دل صاف ہو۔" (ترمذی)

چغل خوری کرنا اس قدر بڑا گناہ ہے کہ چغل خور جنت میں داخلہ سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

◆ ۳ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (بخاری، مسلم)

◆ ۴ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے برے لوگ کون ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا اور بتایا کہ کون لوگ سب سے زیادہ برے ہیں، اور اس بات کا بیان کرتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت امام احمد نے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں، جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں، اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔" (احمد، بیہقی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے چغل خوری کرنے اور غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا ہے۔

◆ ۵ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کا گوشت کھائے جائے، یعنی چغلی بے مداخلت کرے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو

آگ سے آزاد کردے۔" (بیہقی)

◆ ۶ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے چغل خور کے برے انجام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن بدترین شخص دو چہروں والا چغل خور ہوگا، جو ایک کے پاس ایک چہرہ لے کر جاتا ہے، دوسرے کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے، اور جو دنیا میں چغلی خوری کرتا ہے، قیامت کے دن اس کے منہ سے آگ کی دو زبانیں نظر آئیں گی۔" (بخاری)

◆ ۷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسی چیز پر نہیں ہو رہا ہے، جسے وہ چھوڑ نہیں سکتے تھے، اگر چاہتے تو آسانی سے اس سے بچ سکتے تھے، بلا شبہ ان کا جرم بڑا ہے، ان میں ایک چغل خوری کیا کرتا تھا، اور دوسرا اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔" (بخاری)

ناشکری سے پرہیز

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ شکر اللہ تعالیٰ کی چادر ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی بھی عام نصیحت فرمائی ہے کہ ہرگز ناشکری نہ کرو، اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

◆ ۱ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کھانے کھائے اور پھر یہ کہے، شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس

نے مجھے یہ کھانا دیا بغیر میری اپنی تدبیر اور طاقت کے، تو اس سے پہلے جو گناہ ہو چکے ہیں معاف ہو جائیں گے۔" (ابوداؤد)

◆ ۲ حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب رات کو سونے کے لیے لیٹتے تو اپنا دست مبارک رخسار کے نیچے رکھتے اور فرماتے:

"یا اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔"

اور جب جاگتے تھے تو یہ فرماتے:

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو زندہ کیا موت دینے کے بعد، اور ہم کو پھر زندہ ہو کر اس کے پاس جانا ہے۔" (بخاری)

◆ ۳ حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کسی بندے کی کوئی اولاد انتقال کر جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے، کیا تو نے میرے بندے کی اولاد کی جان قبض کر لی، وہ کہتے ہیں کہ ہاں، پھر ان سے پوچھتا ہے:

"تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان قبض کر لی، وہ کہتے ہیں کہ ہاں، پھر وہ ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس مصیبت پر اس نے تیری حمد کی اور (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کہا، تب اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ، اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔" (ترمذی)

◆ ۴ حضرت ابوسعید الخدری ؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے، عمامہ، کرتا یا چادر تو اس کا نام

لے کر فرماتے:

"اے اللہ! تیرا شکر ہے، تو نے مجھے پہنچایا میں تجھ سے اس کے خیر کا طلب گار ہوں، اور میں تیری پناہ میں اپنے آپ کو دیتا ہوں، اس کپڑے کی برائی سے اور اس کے مقصد کے برے پہلو سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔" (ابو داؤد)

◆ حضرت صہیب رومی ؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مومن کی حالت بھی عجیب ہوتی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے، اس سے خیر اور بھلائی ہی سمیٹتا ہے، اور یہ خوش نصیبی مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے، اگر وہ تنگ دستی، بیماری اور دکھ کی حالت میں ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے، اور جب وہ کشادگی کی حالت میں ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے، اور یہ دونوں حالتیں اس کے لیے بھلائی کا سبب بنتی ہے۔" (مسلم)

موت کی یاد

رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی حرص ولالچ نہ کرنے اور موت کو بہت زیادہ یاد کرنے کی نصیحت فرمائی ہے، متعدد احادیث مبارکہ اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، اللہ رب العزت نے بھی لوگوں کو ڈراتے ہوئے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ موت کو ہر دم یاد رکھو، اور موت کے آنے سے پہلے نیک اعمال کرلو، یہ نہ ہو کہ اچانک موت آجائے، اور پھر کچھ بھی نہ کرنے کی فرصت رہے، جو لوگ موت کو بھولے ہوئے ہیں اور ہر وقت دنیاوی حرص ولالچ کے حصول میں مشغول ہیں، ان کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

◆ (قرآن سے سورہ یٰسین کی آیات نمبر 49 تا 52 لائیں)

"یہ لوگ بس ایک سخت آواز کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور وہ

سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اس وقت نہ اپنے گھر والوں کے پاس جاسکیں گے اور صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے کہیں گے ہائے ہائے میری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا ہم سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔" (سورہ یٰسین: 49 تا 52)

حدیث مبارکہ میں بھی اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں آئی ہیں کہ موت کو یاد کیا کرو۔

◆ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک روز رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کچھ لوگ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر تم لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی موت کو زیادہ یاد کرتے تو وہ ہنسنے سے روک دیتی، موت کو زیادہ یاد کرو، جو تمام لذتوں کا خاتمہ کر دینے والی ہے، اور قبر ہر دن یہ کہتی ہے کہ میں مسافرت کا گھر ہوں، میں تنہائی کی کوٹھڑی ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، اور جب کوئی بندہ مومن قبر میں دفن کیا جاتا ہے، تو قبر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہتی ہے، کہ تو میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب شخص تھا، تو جب آج تو میری ذمہ داری میں دے دیا گیا ہے، اور میرے پاس آگیا ہے تو تو دیکھے گا کہ تیرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس بندہ مومن کے لیے وہ قبر تا حد نگاہ وسیع و کشادہ ہو جاتی ہے، اور

اس کے لیے جنت کی ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے، اور جب کوئی بدکار اور کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کا استقبال نہیں کرتی، کہتی ہے کہ تو میرے پیٹھ پر چلنے والوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص تھا، اب جبکہ تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آ گیا ہے تو، تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کتنا برا سلوک کرتی ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پھر اس کے لیے قبر بھنچے گی اور تنگ ہوگی، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔"

یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست فرمایا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیے جائیں گے، جن میں سے ہر ایک اتنا زہر ملا ہوگا کہ اگر وہ زمین پر پھونک مارے تو اس کے زہر کے اثر سے ہمیشہ کے لیے زمین کچھ بھی پیدا کرنے کے قابل نہ رہ جائے، پھر یہ سب اژدھے اس کو ڈسیں گے اور نوچیں گے، اس کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ حساب کا دن آ جائے گا، اور وہ اللہ کی عدالت میں حساب دینے کے لیے پیش ہو جائے گا۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قبر آدمی کے لیے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔" (ترمذی)

◆۳ روایت میں آتا ہے۔

"ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

"یارسول اللہ ﷺ! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہوگا؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں، جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے، وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔" (بخاری)

◆ ۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس مسافر کو ڈر ہو کہ وہ راستہ ہی میں رہ جائے گا، اور وقت پر منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ رات کو سوتا نہیں، بلکہ اپنا سفر رات کے شروع میں ہی شروع کر دیتا ہے، اور جو ایسا کرتا ہے، وہ خیریت سے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

سن لو! اللہ تعالیٰ کا مال بھاری قیمت پر ملے گا سن لو اللہ تعالیٰ کا مال جنت ہے۔" (ترمذی)

◆ ۵ ایک حدیث پاک میں آتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔

◇۱ اپنی جوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے

◇۲ اپنی صحت کو بیماری سے پہلے

◇۳ اپنی خوشحالی کو اپنی محتاجی سے پہلے

◇۴ اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے

◇۵ اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔" (مشکوٰۃ)

◆ ۶ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اصل میں ہوشیار وہ ہے، جس نے اپنے نفس کو قابو میں کیا، اور موت کے بعد آنے والی زندگی کی تیاری میں لگ گیا، اور بے وقوف وہ ہے، جس نے اپنے آپ کو نفس کی ناجائز خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ تعالیٰ پر غلط توقع باندھی۔" (ترمذی)

جو ہر وقت موت کو یاد رکھتا ہے، وہ نماز خشوع وخضوع سے پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

◆ ۶ ایک حدیث پاک میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے کہا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے نہایت مختصر اور جامع نصیحت فرمائیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی:

"جب تم اپنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو، جو دنیا کو چھوڑ کر جانے والا ہے، اور اپنی زبان سے ایسی بات نہ نکالو کہ اگر قیامت میں اس کا حساب ہو تو تمھارے پاس کچھ کہنے کے لیے نہ رہ جائے، اور لوگوں کے پاس جو کچھ مال واسباب ہے، اس سے تم بالکل بے نیاز ہو جاؤ۔" (مشکوٰۃ)

بدکاری اور بے حیائی

رسول اللہ ﷺ بدکاری اور بے حیائی کے کاموں کو سخت ناپسند فرماتے تھے، آپ ﷺ نے سختی سے اس بات کی نصیحت بار بار کی ہے کہ ہرگز ایسے کام نہ کرو، جو بے حیائی کے ہوں، اللہ رب العزت بھی قرآن پاک میں بندوں کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

◆ ۱ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲

"اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے، اور بہت ہی

بری راہ۔" (سورہ بنی اسرائیل:32)

◆ ٢ زنا کے بارے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے، وہ قوم ضرور قحط سالی میں مبتلا کی جاتی ہے، اور جس قوم میں رشوت عام ہوتی ہے، وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے۔" (مشکوٰۃ)

◆ ٣ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھ سے (زانی مرد عورت کے بارے میں) حکم حاصل کرلو، مجھ سے حکم لے لو (کہ) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے کنوری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے تو اس کو سو درے لگائے جائیں، اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے، اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو (دونوں) کو سو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے۔" (مسلم)

◆ ٤ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا جائے۔" (بخاری)

قرآن پاک میں بھی زانی مرد و عورت جو کہ شادی شدہ نہ ہوں ان کے لیے اسی سزا کا حکم آیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ ٥ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

"جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔" (سورہ النور: 2)

زنا کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے لواطت سے بھی منع رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت اس فعل کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

۶ "کیا تم دنیا جہاں والوں میں سے مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لیے بیبیاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز کیے رہتے ہو بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد سے گزر جانے والے ہو۔" (سورہ الشعرا: 166-165)

۷ حدیث مبارکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم جس شخص کو لوط علیہ السلام کی قوم کا فعل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔" (ترمذی)

۸ ایک حدیث پاک میں بیان ہے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ حق بات (کہنے سے) شرم نہیں فرماتا تم لوگ عورتوں کے پیچھے مقام میں صحبت نہ کرو۔" (ترمذی، احمد)

لعنت بھیجنا

رسول اللہ ﷺ نے سختی سے اس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ کسی پر لعنت نہ بھیجو، آپ ﷺ نے ان لوگوں کی مذمت بھی فرمائی، جو دوسروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

◆ ۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مشرکین کے لیے بددعا کیجیے، اور ان پر لعنت بھیجیے۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔“ (مسلم)

لعنت کس قدر خطرناک چیز ہے، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے ہوتا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجے جانے کے بعد کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

◆ ۲ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمانے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے، تو لعنت پہلے آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے، تو آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پس وہ زمین کی جانب اترتی ہے، تو زمین کے راستے بھی بلند کر دیے جاتے ہیں، پھر دائیں بائیں پھرتی ہے، مگر جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف جاتی ہے، جس پر لعنت بھیجی گئی ہو، اگر وہ واقعی اس لعنت کا مستحق ہو، ورنہ لعنت بھیجنے والے کی طرف لوٹتی ہے۔“

(ابوداؤد)

ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی اس نصیحت کا ذکر ملتا ہے، جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے لعنت نہ بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے۔

٣ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی پر اللہ کی لعنت نہ بھیجو، اور نہ اس کے غضب اور دوزخ میں داخل ہونے کا کہو۔" (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے جانوروں پر بھی لعنت بھیجنے سے منع کیا ہے، اور آپ ﷺ نے اس بات پر ناراضی کا اظہار فرمایا ہے کہ کسی جانور پر لعنت بھیجی جائے۔

٤ حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"(ایک سفر میں) ایک نوجوان لڑکی اونٹنی پر سوار تھی، اور اس پر لوگوں کا کچھ سامان بھی تھا، اچانک اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو (گھبرا گئی) اس پر پہاڑ (سے گزرنا) مشکل ہو گیا، لڑکی نے (اونٹنی کو ڈانٹتے ہوئے) کہا:

"چل، یا اللہ! اس پر لعنت بھیج۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ جائے، جس پر لعنت بھیجی گئی ہو۔" (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے انسانوں، جانوروں حتیٰ کہ ہوا پر بھی لعنت نہ بھیجنے کی نصیحت فرمائی۔

٥ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"ایک شخص کی چادر کو ہوا کے تیز جھونکے لگے، اس نے ہوا پر لعنت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے، اور جو شخص

ایسی چیز پر لعن کرتا ہے، جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس پر لوٹ آتی ہے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

◆ ۶ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کی مانند ہے، اور مسلمان پر کفر کا الزام لگانا اسے قتل کرنے کی مانند ہے۔" (بخاری)

خیانت کرنا

رسول اللہ ﷺ کی ایک نصیحت یہ بھی ہے کسی معاملہ میں بھی خیانت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خیانت کرنے والوں کو ناپسند کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝٥٨

◆ ۱ "اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو (ف ۱۱۰) تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر (ف ۱۱۱) بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں۔"

(سورہ الانفال:158)

قرآن پاک اسی سورہ مبارکہ میں خیانت سے منع کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆ ۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا
اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٢٧

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔" (سورہ الانفال:27)

جن احادیث مبارکہ کے حوالے سے ہمیں خیانت کی ممانعت کا حکم ہے، ان سے

رسول اللہ ﷺ کی ہی نصیحت ملتی ہے کہ خیانت نہ کرو۔

◆ ٣ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے تمھیں قابل اعتماد جان کر اپنی امانت تمھارے پاس رکھی ہے، اس کی امانت واپس کر دو اور جو تم سے خیانت کرے، تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔" (ترمذی)

◆ ٤ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ ﷺ کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا، جسے "کرکرہ" کہا جاتا تھا، جب وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ دوزخ میں گیا۔"

چنانچہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں سراغ لگایا تو ان کو ایک چادر ملی، جو کہ اس (کرکرہ) نے چھپائی ہوئی تھی۔" (بخاری)

◆ ٥ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اہل جنت میں سے تین طرح کے لوگ ہیں، عادل حکمران، احسان کرنے والا بھلائیوں کی توفیق دیا گیا اور رشتے دار اور ہر مسلمان کے لیے رحمدل، تیسرا پاک دامن، عیال دار، سوال سے بچنے والا۔

اور اہل جہنم میں سے پانچ لوگ ہیں، سست عقل شخص جو زیرک نہیں ہے، جو تم میں خادم قسم کے لوگ ہیں نہ بیوی کی طلب رکھتے ہیں، نہ ان کو حلال مال کی کچھ غرض ہوتی ہے، اور دوسرا ایسا خائف شخص کوئی لالچ (طمع) اس کے لیے پوشیدہ نہیں ہے۔

اگر حقیر ہو اس کی خیانت کرتا ہے، تیسرا وہ شخص جو صبح و شام نہیں کرتا

مگر وہ تجھ کو تیرے گھر اور تیرے مال میں دھوکہ دیتا ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے جھوٹے، بخل اور بداخلاق فحش گو کا ذکر کیا۔" (مسلم)

تہمت اور بہتان

کسی پر ناجائز تہمت اور بہتان لگانے سے ممانعت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ۔

اللہ رب العزت نے بھی بہتان لگانے والوں پر لعنت بھیجی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

١. إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٢٣

"بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

(سورہ النور:23)

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

٢. وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝١١٢

"اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔" (سورۃ النساء:112)

رسول اللہ ﷺ نے سات مہلک چیزوں سے بچنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

٣. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سات مہلک چیزوں سے بچو۔"

آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

"یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، جادو کرانا، اس شخص کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا مگر حق کی وجہ سے، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، لڑائی (جہاد) کے وقت پیٹھ دکھانا اور ایمان دار بے خبر پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔" (بخاری)

۴ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

"ہمارے یہاں مفلس وہ شخص کہلاتا ہے، جس کے پاس نہ تو درہم ہو اور نہ ہی کوئی اور سامان۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن اپنی نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگا، اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا حق کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، اور کسی کو ناحق قتل کیا ہوگا، تو ان تمام مظلوموں میں اس کی نیکیاں تقسیم کر دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں، اور مظلوموں کے حقوق ابھی باقی ہیں تو ان کی برائیاں اس کے حساب میں ڈال دی جائیں گی، اور پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔" (مسلم)

◆ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص کسی منافق کے شر سے بچائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے جسم کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان پر تہمت لگائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک لے گا، یہاں تک کہ اس سے نکل جائے گا۔" (ابوداؤد)

گھر سے متعلق سنتیں..... معمولات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب کوئی شخص گھر سے باہر نکلتا ہے، اور یہ پڑھتا ہے:

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

”نکلتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ بھروسہ کیا میں نے اللہ پر اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“

”تو اس وقت اس سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! تجھے راہ راست دکھائی گئی (جمیع مہمات اور تمام امور میں) غیر اللہ سے مستغنی کر دیا گیا، اور تو تمام برائیوں سے محفوظ رہا، چنانچہ یہ سن کر شیطان چلا جاتا ہے اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تو اس شخص پر کیونکر قابو پا سکتا ہے جسے راہ راست دکھائی گئی، جسے غیر سے مستغنی کر دیا گیا، اور جو تمام برائیوں سے محفوظ رہا۔“ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ کی سنت وہ عمل ہے، جو آپ ﷺ نے کر کے دکھایا، جو آپ ﷺ کے معمولات میں شامل رہا، جسے آپ ﷺ ادا فرماتے رہے، چاہے وہ عمل روزانہ کا ہو، ہفتے دس دن کا ہو، یا کچھ عرصہ بعد کا۔

اللہ رب العزت نے گھروں کو انسانوں کے لیے سکون و آرام کا ذریعہ بنایا، جس کا اصل مقصد جسم اور قلب کا سکون ہے، کیونکہ عادتاً انسان کا کسب و عمل گھر سے باہر ہوتا ہے، جو

اس کی حرکت و محنت سے وجود میں آتا ہے، تو انسان کے گھر کا اصلی منشا یہ ہے کہ جب حرکت و عمل سے تھک جائے تو گھر سے آرام و سکون حاصل کرے، اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں بھی حرکت و عمل میں مشغول رہتا ہے، مگر یہ عادتاً کم ہے۔

گھر سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں اور معمولات کے متعلق ارشاد عالیہ درج ذیل ہے:

- گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتے رہیں۔ (مسلم)
- جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ (ابوداؤد)
- گھر میں موجود بیوی بچوں وغیرہ کو سلام کریں۔ (ابوداؤد)

بعض علماء نے لکھا ہے:

"اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کریں۔"

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ۔ (حصن حصین)

- گھر میں داخل ہونے سے قبل گھر والوں کو کنڈی یا پیروں کی آہٹ یا کھنکھار سے خبردار کر دینا چاہیے۔ (نسائی)

کیونکہ بعض مرتبہ والدہ، بہن، بیٹی وغیرہ ایسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو شرم و حیا آتی ہے۔

- سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لیے نکلو تو اثناء راہ میں یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔ (بخاری)

- جب کسی کے گھر کے دروازے پر جائیں تو سامنے کھڑے نہ ہوں بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے ہوں اور (بات چیت سے پہلے) السلام علیکم کہیں۔ (ابوداؤد)
- آپ ﷺ اپنے گھر میں خانگی کام (بھی) کرتے تھے، اور جب نماز کا وقت آتا تو

نماز کے لیے چلے جاتے (یعنی نماز کے وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے، اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے) (بخاری)

⑨ آپ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھتے، اور پھر لوگوں سے ملاقات کے لیے وہاں بیٹھتے (پھر گھر تشریف لے جاتے) (بخاری، مسلم)

⑩ سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو، یعنی گھر میں کسی جگہ آگ ہو تو اسے بجھادو۔

(بخاری، مسلم)

⑪ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا، جب دور دراز کے سفر سے واپس لوٹتے تو اچانک گھر میں داخل نہ ہوتے، بلکہ اپنے آنے کی خبر کرتے، اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہوتے، اگر ایسے ہی رات گئے دیر سے آتے تو فوراً گھر میں نہ جاتے بلکہ صبح کو (اطلاع کر کے) گھر میں جاتے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر رات گئے دیر سے گھر آئے تو فوراً گھر میں نہ جائے، بلکہ بہتر ہے کہ صبح کو (یا اطلاع کر کے) گھر میں جائے، البتہ گھر والے تمھارے دیر سے آنے پر آگاہ ہوں، اور ان کو تمھارا انتظار بھی ہو تو اس گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔"

حضرت عطار بن یسار ؓ سے روایت ہے:

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

"میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاں۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"میں تو اس کے ساتھ اسی گھر میں رہتا ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"میں تو اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار جانا ہوتا ہے)"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجازت لے کر جاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو اپنی ماں کو برہنہ دیکھو۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تو (پھر) اجازت حاصل کر لیا کرو۔" (مشکوٰۃ)

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے اجازت سے قبل پردہ ہٹا کر گھر کے اندر نگاہ ڈالی، اس نے ایسا کام کیا، جو اس کے لیے حلال نہ تھا، اور اگر کسی نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس پر کچھ نہیں، اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے پر گیا، جس پر پردہ نہیں، اور اس کی نظر گھر والے کی عورت پڑ گئی (بغیر ارادہ نیت کے) تو اس کی غلطی نہیں غلطی (تو) گھر والوں کی ہے کہ انہوں نے گھر کے دروازہ پر پردہ نہیں ڈالا)۔" (ترمذی)

◆ ۳ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے، بلکہ دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے اور یہ فرماتے تھے:

"السلام علیکم!"

(اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازہ پر پردے نہیں ہوتے تھے) (ابوداؤد)

۴ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی شخص بلایا جائے، اور اس بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے، (یعنی اگر وہ شخص بلانے والے کے ساتھ ہی آ جائے تو ایسی صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ صاحب خانہ اس کے انتظار میں ہے، اگر بلانے پر کافی دیر سے آئے تو پھر اجازت حاصل کرے۔" (ابوداؤد)

۵ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکے اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہ دیت ہے نہ قصاص۔" (نسائی)

ازدواج...نکاح

خاندان گھر سے بنتا ہے، خاندان قوم کی تخلیق و تعمیر میں بنیادی پتھر ہے، اور ازدواج و نکاح خاندان کی بنیاد اور اساس ہے۔ اس سے خاندان وجود میں آتا ہے، اور اس کے باعث اس میں نمو اور اضافہ ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

آپ ﷺ نے اسے اپنی سنت قرار دیا اور فرمایا:

"جس آدمی نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں (میرے طریقہ پر نہیں)۔" (بخاری)

ازدواج، نکاح

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خاندان کو قوم کی تخلیق و تعمیر میں بنیادی پتھر کی اہمیت حاصل ہے، اور ازدواج، نکاح خاندان کی بنیاد اور اصل اساس ہے۔

دنیا کا کوئی آسمانی مذہب ایسا نہیں کہ جس میں ازدواج و نکاح کا احترام، اور اس کے ساتھ اعتنا نہ کیا جاتا ہو، اور اس کو اولین حیثیت نہ دی جاتی ہو، اس لیے دنیا کی ہر وہ قوم جو زندگی کی قدر و قیمت سے آشنا ہے، طریق ازدواج کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اور اس کا پورا احترام کرتی ہے۔

◆ ۱ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔

"تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔" (سورہ النساء: 4)

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

◆ ۲ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

"اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔" (سورہ النور: 32)

◆ ۳ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا اور فرمایا:

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔

"جس آدمی نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔"

(میرے طریقہ پر نہیں) (بخاری)

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے (المبسوط) میں فرمایا ہے:

لیس المقصود بھذا العقد قضاء الشھوۃ و انما المقصود وما بیناہ من اسباب المصلحۃ ولکن اللہ تعالیٰ علق بہ قضاء الشھوۃ ایضاً یرغب فیہ المطیع والعاصی المطیع للمعانی الدینیۃ والعاصی لقضاء الشھوۃ۔

"اس عقد و نکاح سے مقصود قضائے شہوت نہیں بلکہ مقصود دراصل وہ مصالح ہیں جن کو ہم بیان کر آئے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قضائے شہوت کو بھی معلق کر دیا ہے، تاکہ اس میں اطاعت گزار اور نافرمان دونوں قسم کے لوگ رغبت رکھیں، اطاعت گزار تو دینی مقاصد کی تکمیل و حصول کے لیے اور نافرمان قضائے شہوت کے لیے۔" (المبسوط)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم ایسی خاتون سے شادی کرو، جو محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہو، کیونکہ میں (یوم محشر) تمہاری کثرت کے باعث سابقہ امتوں پر فخر کرنے والا ہوں گا۔" (داؤد نسائی)

تخلیق عورت کا مقصد بہ خوائے قرآنی جہاں کئی اعتبار سے تسکین کا حصول ہے، وہاں اس کا ایک مقصد طلب اولاد بھی ہے، جس کی طرف قرآن مجید نے اپنے بلیغ انداز میں یوں اشارہ فرمایا ہے۔

◆ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (۲۲۳)

"تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں، تو آؤ اپنی کھیتیوں میں

جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو۔" (سورہ البقرہ: 223)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کھیت اس موضع زمین کو کہا جاتا ہے، جس میں تخم ریزی کی جاتی ہے، اور اس میں ترکاری، غلہ اور نباتات کا نشوونما ہوتا ہے، اس آیت کریمہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے ہم بستری کا اصل مقصد طلب اولاد ہی رکھا ہے، گو اس کے دیگر پہلو یعنی جنسی خواہش کی تکمیل کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح میں کتاب النکاح کے اندر ایک باب "طلب الولد" کے عنوان سے قائم کر کے ایک حدیث سے یہ استنباط کیا ہے:

"شادی کا بڑا مقصد طلبِ اولاد ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ مرسل روایت بھی نقل کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اولاد کو طلب کرو، کیونکہ اولاد دلوں کا پھل اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے، اور بانجھ عورت سے نکاح کرنے سے بچو۔" (ابن حجر، فتح الباری)

یہ دنیا طرح طرح کے امتحانات، آزمائشوں اور مصائب کا گھر ہے، ان مصائب و آلام کے وقت عقلی اور طبعی طور پر ضروری ہے کہ انسان کا کوئی مونس، غم خوار، دکھ درد بانٹنے والا، ہم دم اور شریک حیات ہو، جو کٹھن حالات میں اس کے لیے ذہنی، قلبی اور جسمانی راحت و سکون کا باعث ہو۔

قلبی راحت، جسمانی سکون کے حصول کے لیے وہ ایک ایسی شخصیت کا شدید محتاج ہے، جو اس کے ساتھ انس و محبت اور ہمدردی و نرمی کے ساتھ پیش آئے، اور دکھ اور تکلیف میں اس کے شریک رہے، اور اپنی محبت و چاہت سے اس کی دل جوئی کر سکے، اس کے

دل سے غم کا غبار کم کر سکے۔

انسان کی یہ احتیاج طبعی طور پر اولاد کی خواہش و رغبت سے بھی زیادہ شدید اور مقدم ہے، اس لیے کہ سکون وقلب اور اطمینان نفس اور ضمیر کی راحت کے ساتھ ہی اولاد کی نعمت کا حقیقی لطف و سرور بھی میسر ہوتا ہے، انسان کی اس طبعی و معاشرتی ضرورت کو اللہ رب العزت نے بیویوں کے ذریعے پورا فرمایا۔

"قرآن پاک نے ذیل آیت میں کمال اعجاز سے اسی جانب اشارہ کیا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ㉑

"اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔" (سورہ الروم:21)

گویا ان بیویوں کی غایت و آفرینش ہی یہی ہے کہ وہ تمہارے لیے سرمایہ راحت و تسکین اور باعث سکون خاطر ہو، تمہارا دل ان سے لگے اور ان سے بہلے۔

◆ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③

"اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح

میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔"

(سورہ النساء)

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (اول) مال (دوم) حسب ونسب (سوم) خوبصورتی (چہارم) دین، اور تو دین والی کو ترجیح دے۔" (مسلم)

◆ ۳ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہے، وہ نکاح کرے کہ ہر (غیر عورت کی طرف) نگاہ کو روکنے والا، شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا ہے، اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو، وہ روزے رکھے، اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔" (مسلم)

◆ ۱ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے جاہ ومنصب اور دولت مند ایک عورت پائی لیکن اس کا بچہ نہیں ہوتا، کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟""

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، تیسری مرتبہ حاضر ہو کر پھر عرض کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ایسی عورت سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی بچہ پیدا کرنے والی ہو کہ میں تمہارے ساتھ امتوں پر کثرت ظاہر کرنے والا ہوں۔“ (ابوداؤد)

۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس کو چار چیزیں ملیں، اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی، (اول) شکر کرنے والا دل (دوم) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی زبان (سوم) مصائب پر صبر کرنے والا جسم (چہارم) ایسی بیوی کہ اپنے نفس اور مال شوہر میں گناہ کی جویا نہ ہو۔“ (طبرانی)

۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو میرے طریقے کو محبوب رکھے، وہ میری سنت پر چلے، اور میری سنت سے نکاح (بھی) ہے۔“ (بیہقی)

۱۱ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”رشتہ نکاح کے سوا (اور کوئی رشتہ ایسا نہیں کہ جو دو اجنبیوں کے مابین) اتنی گہری محبت پیدا کر دے۔“ (ابن ماجہ)

۱۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تین اشخاص کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔“

۱ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا
۲ مکاتب کو ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے۔
۳ پارسائی کی نیت سے نکاح کرنے والا۔“ (ترمذی)

۱۳ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف ہو کر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔" (ابن ماجہ)

۱۴ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مومن کے لیے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں (اگر اسے حکم کرتا ہے تو اطاعت کرتی ہے، اور اسے دیکھے تو خوش کر دے، اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے، اور کہیں چلا جائے تو (اس کی غیر موجودگی میں) اپنے نفس اور خاوند کے مال میں بھلائی کرے۔"

(ابن ماجہ)

۱۵ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دنیا ایک متاعِ زندگی ہے، اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔" (مسلم)

۱۶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا:

"پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح کیا جائے، یا بھتیجی کے ہوتے ہوئے اس کی پھوپھی سے یا خالہ کے ہوتے ہوئے اس کی بھانجی سے یا بھانجی کے ہوتے ہوئے اس کی خالہ سے۔" (ابو داؤد، ترمذی)

۱۷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"ایک نوجوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

"میرے والد نے نکاح کر دیا ہے، اور میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔"

رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا

"اگر چاہے تو اس نکاح کو جائز کر دے یا رد کر دے۔" (ابوداؤد)

اولاد اور تربیت اولاد

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے:

◆ ۱ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

"اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل: 31)

◆ ۲ حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اولاد کے لیے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ)

◆ ۳ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

"ایک عورت اپنی دو بچیاں لے کر میرے پاس آئی، اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی، عورت نے کھجور تقسیم کر کے دونوں لڑکیوں کو دے دی اور خود نہیں کھائی، جب وہ چلی گئی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس کو اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں عطا کی ہوں، اگر وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو وہ دوزخ کی آگ سے اس کے لیے روک ہو جائیں گی۔“

(مسلم)

۴ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے، پھر ان کو ادب سکھائے، اور ان کے ساتھ مہربانی کرے، یہاں تک اللہ تعالیٰ ان کو مستغنی کر دے (یعنی وہ بالغ ہو جائیں، اور ان کا نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دے گا۔“

ایک شخص نے عرض کیا:

”یارسول اللہ ﷺ! دو پر (کیا ثواب ملے گا)۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”(دو پر بھی یہی ثواب ہے)۔“

راوی بیان فرماتے ہیں:

”اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں پوچھتے تو ایک کی نسبت بھی آپ ﷺ یہی فرماتے۔“ (مشکوٰۃ)

۵ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو وہ اس کے لیے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔“ (ترمذی)

۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اپنی اولاد کو برابر دو۔ اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو دیتا۔‘‘ (طبرانی)

۷ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

’’ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

’’آپ (ﷺ) لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم انہیں بوسہ نہیں دیتے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے محبت نکال لی ہے، تو میں کیا کروں۔‘‘ (مسلم)

۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں، تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس ہوں گے۔‘‘

(پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں کو اس طرح کیا)۔ (مسلم)

۹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے درگور نہ کرے، اور اس کی توہین نہ کرے، اور اولاد ذکور کو اس پر ترجیح نہ دے (تو) اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔‘‘ (ابوداؤد)

۱۰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’باپ کے ذمہ بھی اولاد کے حقوق ہیں، جس طرح اولاد کے ذمہ باپ کے حقوق ہیں۔‘‘ (ابن النجار)

۱۱ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو، یہاں تک کہ بوسہ لینے میں۔" (ابن النجار)

◆ ۱۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ۔" (ابن ماجہ)

◆ ۱۳ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ وہ اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے، جو تمہاری طرف (بیوہ ہونے) طلاق ہو جانے کی صورت میں) لوٹ آئی، اور تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہیں۔" (مشکوٰۃ)

حقوقِ زوجین

◆ ۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری عادت اس کو پسند آجائے۔" (مسلم)

◆ ۲ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، تم میری اس وصیت کو قبول کرو، وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی، اور اگر اسے چھوڑے رہو تو ٹیڑھی رہے گی، پس عورتوں کے

ساتھ اچھا سلوک کرو۔" (بخاری، مسلم)

۳ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے، جیسے غلام کو مارتا ہے، پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔" (بخاری)

۴ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے، اور سوا فرض کے کسی دن اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے، اگر ایسا کیا (تو گناہ گار ہوئی اور بغیر اجازت اس کا کوئی عمل قبول نہیں) اگر عورت نے ایسا کر لیا تو خاوند کو ثواب ہے، اور عورت پر گناہ، اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے، اللہ اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔"

آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

"اگرچہ خاوند ظالم ہو؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگرچہ ظالم ہو۔" (ابوداؤد)

۵ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر آدمی کے لیے سجدہ کرنا درست ہوتا، تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کہ اس کا اس کے ذمہ بہت بڑا حق ہے، مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر پاؤں

سے سر تک شوہر کے سارے بدن پر زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو بہتا ہو، پھر عورت اسے چاٹے تو حق شوہر ادا نہ کیا۔" (احمد)

◆ ۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی، اور ان کی کوئی نیکی بلند نہیں ہوتی۔

① بھاگا ہو غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس واپس نہ آئے، اور اپنے آپ کو ان کے قابو میں نہ دے دے۔

② وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہے۔

③ نشہ والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔" (بیہقی)

◆ ۷ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو عورت اس حال میں مری شوہر راضی تھا، جنت میں داخل ہوگی۔" (ترمذی)

◆ ۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عورت جب پانچوں نماز پڑھے، رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھے، اور اپنی عفت کی محافظت کرے، اور خاوند کی اطاعت کرے تو جنت کے جس بھی دروازے سے چاہے داخل ہو۔" (ابونعیم)

◆ ۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (نسائی)

◆ ١٠ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عورت پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے، اور اس کی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے، اور ایسے شخص کو گھر میں نہ آنے دے، جس کا آنا خاوند کو ناپسند ہو۔" (طبرانی)

◆ ١١ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے، اور مرد پر اس کی ماں کا۔" (حاکم)

◆ ١٢ حضرت عبداللہ بن ابی ادنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر اللہ کے لیے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی، جب تک کہ خاوند کے تمام حقوق ادا نہ کرے۔" (ابن ماجہ)

◆ ١٣ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی، جب تک کہ حق شوہر ادا نہ کرے۔" (طبرانی)

◆ ١٤ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو، حورعین کہتی ہیں، اللہ تجھے قتل کرے، اسے تکلیف نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے،

عنقریب جدا ہو کر تجھ سے ہمارے پاس آئے گا۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

◆ ١٥ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خاوند نے عورت کو بلایا، اس نے انکار کر دیا اور غصہ میں اس (خاوند) نے رات گزاری تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجے رہتے ہیں۔" (بخاری، مسلم)

ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

"جب تک خاوند اس سے راضی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔"

◆ ١٦ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"کامل ایمان والے مومن وہ ہیں، جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں، اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں، جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔" (ترمذی)

◆ ١٧ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں، اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابر کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرگیا ہو گا۔" (ترمذی)

تربیت اولاد

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں باقاعدہ قانونی و شرعی ازدواج (شادی نکاح) کا ایک بڑا مقصد میاں بیوی کے باہمی فطری میلاپ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کو تعلیم

و تربیت اور انسانی معاشرے کا ایک مفید بلکہ لائق فخر فرد بنانا بھی ہے۔

والدین کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ اپنے بچوں کی جسمانی تربیت کریں، بلکہ والدین کا یہ فرض اور ذمہ داری بھی ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی، ذہنی اور دینی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی کریں۔

رسول اللہ ﷺ خود بھی بچوں سے بے حد محبت فرماتے تھے، اور انہوں نے ہمیں بھی اس بات کی تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت و پرورش بہتر انداز میں کریں۔

کاشانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

گھر ایک چھوٹا سا معاشرتی ادارہ ہے ایک قسم کی مختصر سی ریاست ہوتا ہے، یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی ادارے یا ریاست کے انتظام کو کامیابی اور خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے ایک امیر، حاکم، منتظم یا سربراہ کی ضرورت ہوتی ہے، ورنہ یہ ادارہ درہم برہم ہو کر منتشر ہو جاتا ہے۔

گھریلو ادارے یا ریاست کو کنٹرول کرنے کے لیے تنظیمی سربراہی شریعت محمدیہ میں مردوں کو تفویض کی گئی ہے، کیونکہ گھر کے انتظام و انصرام، اس کی ضروریات و اخراجات کی فراہمی اور ہر طرح کے خطرات سے حفاظت کے لیئے جن جسمانی، فکری، اخلاق قوتوں اور صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ کائنات نے اپنی تکوینی مصلحتوں کے تحت طبعی اور فطری طور پر مردوں کو ودیعت فرمائی ہیں، اس لیے انتظامی معاملات میں عورتوں کو مردوں کے ماتحت قرار دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

◆ 1 اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ
وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ
سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴

”مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی

ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بیشک اللہ بلند بڑا ہے۔" (سورہ النساء: 34)

ایک حدیث مبارکہ بھی اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ گھر کا نگران اور ذمہ دار مرد ہی ہوتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں نبی محترم ﷺ نے امت کے ہر ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ نگران و ذمہ دار (راع) قرار دینے اور اس کی رعیت کے بارے میں شمولیت کا احساس دلانے کے ضمن میں فرمایا:

◆ ۲ "اور مرد اپنے اہل خانہ کا نگران و ذمہ دار ہے، اور (بروز قیامت) ان کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔" (بخاری)

خالق کائنات اور اس کے آخری رسول ﷺ کے اس فیصلے کے برعکس جو اقوام اور تہذیبیں دین و دنیا کے تمام امور میں مرد و عورت کی مساوات اور شانہ بشانہ کام کرنے کی غیر فطری روش پر گامزن ہوئیں۔ انسانی تاریخ شاہد ہے کہ وہ بالعموم ناکام اور رسوا ہوئیں، اس لیے نبی برحق ﷺ نے یہ سنا کہ اہل فارس نے اپنے امور مملکت کسریٰ کی بیٹی کے سپرد کر دیے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

◆ ۳ "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی، جو اپنے معاملے (خصوصاً حکومت) کی ذمہ دار عورت کو بنائے گی۔" (بخاری)

اسلام اور شریعت محمدیہ کے درج بالا اصول کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کی ہر طرح کی معاشی، معاشرتی، سماجی، روحانی، ایمانی، اخلاقی اور مادی حاجات، ضروریات کی فراہمی اور گھر کے نظم و نسق کو چلانے کے ذمہ دار تھے۔

بیویوں کے لیے ضروری نان و نفقہ جس کا مہیا کرنا خاوند کی شرعاً ذمہ داری ہے، اس کے ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

◆۴ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۝٦

"عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دشوار سمجھو) تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی۔" (سورہ الطلاق:6)

اس طرح ایک آدمی کی بنیادی ضروریات کی رفاقت کرتے ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

◆۵ "ابن آدم کا ان چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں کوئی حق نہیں۔" (ترمذی)

◇۱ گھر جس میں سکون اختیار کرے

◇۲ کپڑا یا لباس، جس کے ذریعے وہ اپنے قابل ستر بدن کو چھپائے۔

◇۳ روٹی کا ٹکڑا ◇۴ پانی

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے گھروں کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے تو بچپن میں دادا اور عہد شباب میں اپنے محترم و مہربان چچا ابوطالب کے ساتھ رہے، پھر عمر مبارک کے 25 ویں سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد نکاح ہوا تو انہی کے گھر منتقل ہو گئے، اس لیے

رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں کوئی نیا گھر تعمیر کرنے کی حاجت پیش نہ آئی، مگر جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آ کر سکونت اختیار فرمائی تو یہاں آپ ﷺ کو اپنے اور اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے گھر یا حجرے بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی، رہائش کی ضرورت دیگر مہاجرین کا بھی بنیادی مسئلہ تھا، اس کے لیے آپ ﷺ نے پہلے انصار مدینہ اور مہاجرین مکہ کے درمیان "مواخات" کا تاریخی اور مثالی عقد قائم فرما کر مہاجرین کی رہائش کا انتظام فرمایا، پھر اللہ کا گھر یعنی مسجد تعمیر فرمائی، اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے دنیا کے عام حکمرانوں اور بڑے لوگوں کے برعکس پرتکلف محلات یا پرتعیش بنگلے یا کوٹھیاں تعمیر نہیں فرمائی بلکہ انتہائی سادہ اور مختصر جھونپڑے یا حجرے تعمیر کرائے، اور یہ حجرے آپ ﷺ کے وصال تک جبکہ اسلامی حکومت کا دائرہ حجاز، یمن، طائف اور بحرین سمیت دس لاکھ مربع میل تک محیط تھا، جوں کے توں رہے، آخر تک ان میں کوئی فرق یا تبدیلی نہ آئی۔ (عین الہدایہ)

آپ ﷺ کے سارے حجروں میں جو آپ ﷺ کی ایک ایک زوجہ محترمہ کے لیے مخصوص تھا، کھجور کے تنوں کے تھے، شہتیروں کے طور پر بھی کھجور کے تنے استعمال ہوئے تھے، ان کے اوپر کھجور کے پتے اور شاخیں ڈال کر مٹی سے لیپ دیا گیا تھا، صرف چار حجروں کے آگے مٹی کی دیواریں یا باڑیں بنی ہوئی تھیں، باقی پانچ کے آگے یہ دیواریں بھی نہ تھیں، اونٹوں کے بالوں سے بنے ہوئے ٹاٹ ڈال کر پردہ کیا گیا تھا۔

داؤد بن قیس کے بیان کے مطابق جنہوں نے خود حجروں کو دیکھا تھا، کہتے ہیں:

> "چار دیواری کے دروازے اور گھر کے دروازے کے درمیان کوئی چھ یا سات کا فاصلہ تھا، اور اصل حجروں کی لمبائی، چوڑائی کوئی دس دس ہاتھ تھی۔"

سمہودی کی ایک روایت کے مطابق:

> "تین تین ہاتھ تھی۔" (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ)

صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق:

> "سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی لمبائی چوڑائی اتنی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کے لیے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پاؤں سکیڑنے پڑتے تھے، تب سجدہ ہو سکتا تھا۔" (بخاری)

خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کے زمانہ 88ھ میں جب ان حجروں کو شہید کر کے مسجد نبوی میں شامل کیا گیا تو معروف تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے روتے ہوئے کہا:

> "اگر ان حجروں کو اپنی اصلی حالت میں رکھا جاتا، اور شہید کر کے مسجد میں شامل نہ کیے جاتے تو دنیا کو اندازہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی کم دنیا پر اکتفا کیا۔
>
> دوسرے حصول دنیا اور تکاثر کی دوڑ میں شریک ہوس زر کے اندھوں میں دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کا درجہ پیدا ہوتا۔"

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ)

ان حجروں کے متعلق خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی آنکھوں دیکھی شہادت یوں دیتے ہیں:

> "میں نے ازواج النبی (ﷺ) کے حجروں کو دیکھا ہوا تھا، وہ کھجور کے پٹھوں سے تعمیر کیے گئے تھے، جن کے دروازے پر سیاہ رنگ کے بالوں کے ٹاٹ پڑے ہوئے تھے، جس دن ولید بن مالک کے حکم سے حجرے گرا کر مسجد میں شامل کیے گئے، اہل مدینہ جتنا اس دن روئے تھے، کبھی روتے نہیں دیکھے گئے۔" (سمہودی: وفاء الوفاء)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ ایک بالاخانہ بھی تھا، جسے "شربہ" کہا جاتا تھا، ایام ایلاء میں، رسول اللہ ﷺ نے یہیں ایک ماہ علیحدگی میں بسر فرمایا

تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام اور وحی خداوندی کی جائے نزول اور رشک عرش معلیٰ ان حجروں میں زہد و فقر محمدی (ﷺ) اور بے رغبتی دنیا کے باعث راتوں کو چراغ تک نہ جلتے تھے۔ (بخاری)

خادم رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے:

‘‘ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو آپ ﷺ کی نظر (راستے میں ایک بلند قبہ (گنبد) پر پڑی۔’’

آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کے انداز میں پوچھا:

‘‘یہ گنبد نما مکان کس کا ہے؟’’

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک انصاری کا نام بتایا۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، اور ناراضگی یا خفگی کو دل میں پوشیدہ رکھا (زبان سے کچھ نہ فرمایا) جب وہ مالک مکان انصاری بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، اور سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرما (رخ انور پھیر) لیا۔ ان صحابی نے متعدد بار سلام عرض کرنے کی کوشش کی مگر بے سود اپنے آقا ﷺ کی ناراضگی اور بدلا ہوا رخ بھلا ایک سچا جاں نثار کہاں برداشت کر سکتا تھا، ان صحابی نے اپنے ساتھیوں سے عدم توجہی کا ذکر کیا، اور کہا:

‘‘آج رسول اللہ ﷺ کا یہ عجیب معاملہ دیکھتا ہوں۔’’

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا:

‘‘رسول اللہ ﷺ نے تمہارے گنبد کو دیکھا تھا، اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔’’

عاشق زار کو اپنے محبوب ﷺ کی ناراضگی اور بے التفاتی کی وجہ معلوم ہوئی تو کوئی تاویل نہ کی سیدھے گھر گئے، کدال پکڑا اور گنبد کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا، اور پھر اخلاص ایسا کہ آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا بھی نہیں، بعد میں دوبارہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اس رستے سے گزرے اور قبہ کو نہ دیکھا تو پوچھا:

‘‘اس گنبد کا کیا ہوا؟’’

بتایا گیا: ''مالک مکان نے آپ ﷺ کی ناراضگی کی وجہ پوچھی تھی، اور ہم نے اسے بتایا تو اس نے اس کو گرا دیا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہر ایک تعمیر اس کے بانی کے حق میں وبال ہے، مگر وہ تعمیر جو بہت ضروری ناگزیر ہو، یعنی جس کے بغیر چارہ ہی نہ ہو۔'' (سنن ابی داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے شان و شوکت والی عمارت کے بارے میں سخت وعید سنائی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

''یارسول اللہ ﷺ! دکھاوے اور شان و شوکت کے لیے مکان بنانے کی کیا نشانی ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی آدمی اپنی ضرورت سے زیادہ مکان محض اس لیے بناتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں پر رعب جما سکے، اور اپنے بھائیوں پر فخر کر سکے۔''

(ابوجعفر برمکی: من لایحضر الفقیہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے مکانات کی تعمیر میں فضول خرچی کو ناپسند فرمایا۔

''جب کسی بندے کے مال میں برکت نہیں دی جاتی تو وہ اسے گارے پانی میں لگا دیتا ہے۔'' (مشکوٰۃ)

ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا:

''مومن جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے، سوائے اس (فضول) خرچ کے جو وہ اس مٹی (تعمیر شان) پر خرچ کرے۔'' (مشکوٰۃ)

اثاثہ البیت

جب گھریلو سامان کا نام لیا جائے تو ذہن میں فوری طور پر ہمارے گھر میں موجود

فرنیچر، میز، کرسیاں، صوفہ سیٹ، بیڈ، قالین، ڈائننگ ٹیبل، الماریاں، شیشے و چینی کے ڈنر سیٹ، واٹر سیٹ، گاؤ تکیے، چار پائیاں، فوم روئی کے گدے، لحاف، کمبل، شوکیس، شوپیس، چادر، الیکٹرونکس کا گھریلو سامان وغیرہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مگر حدیث و سیرت کی کتب ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ کاشانہ نبوی ﷺ میں ان تکلفات و تعیشات بلکہ فضولیات کا قطعاً گزر نہ تھا، ذیل میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاک گھروں میں عام طور پر موجود ساز و سامان اور استعمال کی ضروری چیزوں کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی چہیتی زوجہ محترمہ تھیں، جن کی گود اور جن کے حجرہ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ اس حجرے کا کل اثاثہ اور کل کائنات کیا تھی:

۱ ایک چار پائی جو دو لکڑیوں سے بنائی گئی تھی، اور ان لکڑیوں کو عام سی رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

۲ چار پائی کے اوپر ایک پرانی چادر پڑی رہتی، جسے گرمیوں میں تہہ کر کے نیچے بچھا دیا جاتا اور سردیوں میں آدھے گدے اور آدھی رضائی کے طور پر اوڑھ لیتے۔

۳ ایک تکیہ جس میں کھجور اور درختوں کی چھال بھری تھی

۴ ایک مٹکا پانی کے لیے

۵ وضو اور نہانے کے لیے مٹی کا ایک لگن

۶ کھانے کے لیے مٹی کا ایک برتن

۷ ایک کھونٹی جس پر چند مٹھی جو اور کھجور لٹکے رہتے

۸ جو پیسنے کے لیے ایک چکی

یہ تھا کاشانہ نبوی ﷺ، دولت کدہ رسول اللہ ﷺ، مہبط وحی اور فرشتوں کا جائے نزول، اور یہ تھا صابر و قانع پیغمبر ﷺ کا دنیا میں حصہ۔ (سیرۃ النبی ﷺ)

رہا پہننے کے لیے لباس تو سوائے روئی کے ایک آدھ قمیص، ایک آدھ چادر ایک

آدھ عمامہ کے سوا کوئی فالتو کپڑا ہی نہ تھا، جسے سوٹ کیس میں رکھنے کی نوبت آتی۔

(امام حمد بن حنبل، کتاب الزہد)

جس بالاخانہ میں آپ ﷺ زمانہ ایلاء میں قیام فرمایا تھا، ایک مرتبہ حضرت عمر الفاروق ؓ حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے درج بالا قسم کے انتہائی مختصر ساز وسامان اور چٹائی، جس کے نشان جسم اطہر پر پڑ چکے تھے، اس ساز وسامان کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے وجہ پوچھی تو حضرت عمر الفاروق ؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ﷺ! میں روؤں کیوں نہ، اس چٹائی نے آپ ﷺ کے جسم نازنین پر نشان ڈال دیے ہیں، اور یہ آپ ﷺ کا کل خزانہ و اثاثہ ہے!

جو میری آنکھوں کے سامنے ہے، جبکہ قیصر و کسریٰ مال و دولت، باغات اور نہروں کے مزے لے رہے ہیں، اور آپ ﷺ کا یہ حال ہے، حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے فرستادہ اور اس کے محبوب ہیں۔“

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے ابن خطاب! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ ہمارے لیے آخرت اور ان (قیصر و کسریٰ) کے لیے فقط دنیا کی نعمتیں ہوں۔“

حضرت عمر الفاروق ؓ نے عرض کیا:

”کیوں نہیں۔“ (بخاری)

کاشانہ نبوی ﷺ میں موجود ساز وسامان کی عینی گواہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے وصال نبی ﷺ پر کیا خوب مرثیہ کیا، اور کتنا شاندار خراج عقیدت پیش کیا وہ فرماتی ہیں۔

یا من لم یلبس الحریر
ولم ینم علی فراش الوتبر

و یامن خرج الدنیا
ولم یشبع من خبز الشعیر
ویا من اختار الحصیر علی السریر
ویا من لم تنم باللیل من خوف السعیر

۱. اے وہ (کالی کملی والے) جنھوں نے کبھی ریشم کا کپڑا نہ پہنا اور جو زندگی بھر نرم بستر پر نہ سوئے

۲. اے وہ (صابر و قانع رسول اللہ ﷺ) جو دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ کبھی جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی۔

۳. اے وہ (شہنشاہ) جس نے چارپائی پر (نرم وگداز گدوں اور مخملی بستروں کے بجائے) چٹائی کو اختیار کیے ((بچھائے) رکھا اور اے وہ (شب زندہ دار) جو دوزخ کے خوف سے (تعلیم امت کے لیے) رات بھر نہ سوتے تھے۔"

(سید الانس والجان، ص 103)

رسول اللہ ﷺ کے گھریلو خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اثاثۃ الرسول ﷺ پر عینی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھجور کی بٹی ہوئی رسی سے بنی ہوئی چارپائی پر سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ لیے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، اس حال میں محو استراحت تھے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر اور چارپائی کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ تھا۔" (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد)

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک چارپائی، عصا، پینے کا برتن، بڑا پیالہ، کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ، چھوردار چادر اور کجاوہ تھا۔

جب کبھی ان کے پاس قریش کے لوگ آتے تو آپ ان سے فرماتے:

"اے قریش! یہ اس ذات والاشان کی میراث ہے جس کے طفیل اللہ کریم نے تمھیں (دنیا میں) عزت، اقتدار اور کئی دیگر نعمتیں مرحمت فرمائیں۔" (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد)

دولت کدہ نبوی ﷺ میں جس گھریلو سامان کا تذکرہ ملتا ہے، اس میں ایک طشت (تھال) ایک لکڑی کا بڑا پیالہ (جس کے چار حلقے تھے، اور جسے چار آدمی مل کر اٹھاتے تھے) پینے کے لیے مٹی کا برتن، ایک پتھر کا برتن، تانبے کا لگن (کپڑے دھونے یا رنگنے کا برتن) پیتل کا ایک ٹب، ایک تیل کی شیشی ایک عطر کی ڈبیہ جو مقوقس شاہ مصر نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہدیہ میں دی تھی، عاج کی کنگھی، ایک سرمہ دانی اور قینچی شامل تھی۔ (سیرت شامی)

مشہور محدث ابن قیم الجوزیہ نے دولت کدہ نبوی ﷺ کے سامان سے متعلق متفرق احادیث کو مرتب کرتے ہوئے اثاثہ نبوی ﷺ کی جو فہرست مرتب کی ہے، وہ درج ذیل ہے:

۱ ایک شیشے کا پیالہ

۲ ایک لکڑی کا پیالہ جو رات کو پیشاب کرنے کے لیے چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا،

۳ صادر نامی ایک چھوٹا ڈونگا یا چھاگل (ایسا برتن جو انگور وغیرہ نچوڑتے وقت رس جمع ہونے کے لیے نیچے رکھا جاتا ہے)

۴ پیتل کا ایک لگن (جو کپڑے دھونے اور رنگنے کے کام کرتا تھا۔

۵ ایک سرمہ اثمد کی سرمہ دانی جس سے رات کو سوتے وقت آپ ﷺ تین سلائیاں آنکھوں میں ڈالتے۔

۶ "الغراء" نامی ایک بڑا پیالہ جس کے چار حلقے تھے، اور جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔

۷ ایک بڑا ڈبہ یا توشہ دان جس میں شیشہ یا کنگھا رکھا رہتا، کہا جاتا ہے کہ یہ کنگھا عاج کا بنا ہوا تھا۔

۸ شیشہ اور کنگھا والے ڈبے میں دو قینچیاں اور مسواک بھی تھی۔

۹ پتھر کا ایک چھوٹا برتن جس سے وضو کیا جاتا تھا

۱۰ پیتل کا ایک نہانے کا ٹب

۱۱ تیل کی ایک شیشی ۱۲ "السعہ" نامی ایک بڑا پیالہ۔

۱۳ چمڑے کا بستر

۱۴ ایک چارپائی جس کے پائے ساج کے تھے،

۱۵ ایک چادر ۱۶ ایک صاع (پیمانہ کا نام)

۱۷ ایک مد (پیمانہ کا نام) (زاد المعاد)

اس کے علاوہ ابن قیم الجوزیہ نے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں موجود چند اوزارِ جنگ اور جانوروں کو بھی شمار کیا ہے۔

تکلفات و تعیشات سے نفرت

رسول اللہ ﷺ کو گھر کی تعمیر میں خوامخواہ کے بلا ضرورت تکلفات سے بھی نفرت تھی۔ اس کا اندازہ ذیل واقعات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

◆ ۱ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ سے آپ ﷺ کو جو تعلق خاطر تھا، وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔

امام بخاری نے لکھا ہے:

> "سیدہ فاطمہ ؓ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاں تشریف لاتیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہو جاتے، بیٹی کو خوش آمدید کہتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے پھر انہیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتے، رسول اللہ ﷺ جب بھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اس عقیدت و محبت کا اظہار فرماتیں۔" (بخاری)

اس تعلق خاطر کے باوجود سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ سے متعلق ملاحظہ فرمائیں، اور اندازہ کریں کہ عام غربت کے زمانہ میں تکلفات کے استعمال کو آپ ﷺ نے کس طرح ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"ایک مرتبہ سفر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لائے، تو آپ ﷺ کو دروازے پر ایک پردہ لٹکا نظر آیا، چنانچہ آپ ﷺ گھر میں داخل نہ ہوئے اور واپس تشریف لے گئے۔"

راوی کا بیان ہے:

"آپ ﷺ کا عام معمول یہی تھا کہ جب کبھی باہر سے تشریف لاتے تو پہلے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی داخل ہوتے، اس بار واپس مڑ جانے کا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بڑا غم ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مغموم دیکھا تو پوچھا:

"آپ کو کیا ہوا؟"

وہ کہنے لگیں:

"ابا جان (ﷺ) آئے تھے، مگر غریب خانہ میں داخل نہیں ہوئے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے ہمارے دروازے پر آ کر گھر میں داخل نہ ہونے کا سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو بڑا غم ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرا اور دنیوی زیب و زینت اور نقش و نگار کا کیا جوڑ ہو سکتا ہے، یہ دنیوی تکلف ہے مجھے اس سے کہا واسطہ؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر آئے، اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ بتائی، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور دریافت کیا:

"اس پردے کے بارے میں کیا حکم ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس کپڑے کو فلاں قبیلے کے ضرورت مند لوگوں کی طرف بھیج دو۔" (سنن ابی داؤد)

۲ سنن ابی داؤد میں حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان سے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔"

"جب گھر میں کوئی (شوقیہ رکھا گیا) کتا ہو یا (شوقیہ) تصویر تو اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

انہوں نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا:

"تم ہمارے ساتھ سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس چلو تاکہ ان سے بات پوچھ لیں۔"

چنانچہ ہم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے ہمیں اس طرح کی حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنائی ہے، کیا آپ نے بھی اس بارے میں کوئی بات سنی ہے؟"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"نہیں! البتہ میں تمہیں ایک چشم دید اور خود بیتا واقعہ سناتی ہوں، وہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے، میں آپ ﷺ کی واپسی کے انتظار میں تھی، اس دوران میں نے اون کے ایک کپڑے سے پردہ بنایا اور دیوار پر چوڑائی کے رخ ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا، اور سلام عرض کرتے ہوئے کہا:

"اللہ کا شکر ہے جس نے آپ ﷺ کو اس غزوہ میں غلبہ اور عزت عنایت فرمائی۔"

آپ ﷺ نے گھر کی طرف دیکھا تو دیوار پر پڑے پردہ کو ملاحظہ فرما کر مجھے کوئی جواب نہ دیا، میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھ لیے، آپ ﷺ پردے کے پاس آئے اور اسے فوراً پھاڑ دیا پھر فرمایا:

"اللہ نے ہمیں جو رزق عنایت فرمایا ہے، اس میں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور مٹی (دیواروں) کو کپڑے پہنائیں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے اس پردے کے ٹکڑے کرکے دو تکیے بنا لیے، جن میں کھجور کا چھلکا بھر دیا گیا تو اس پر آپ ﷺ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔"

(بخاری، مسلم)

◆ صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر (حجرے) کے ایک جانب باریک رنگ دار پردہ لٹکا دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عائشہ (رضی اللہ عنہا) اپنا یہ پردہ یہاں سے ہٹا دو، کیونکہ اس کی تصویریں نماز میں میرے سامنے آتی ہیں۔" (بخاری، نسائی)

◆ صحیح بخاری ہی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"ایک بار میں نے تصویر دار تکیہ خرید لیا (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ کون سی لمبی چوڑی کوٹھی تھی کہ باہر کے دروازے سے اندر تکیہ نظر نہ آتا) جب رسول اللہ ﷺ نے اس تکیے کو دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے، اور اندر قدم رنجہ نہ فرمایا۔

میں نے کراہت (ناپسندیدگی) کو بھانپ لیا، اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے جو کچھ گناہ کیا ہے، اس پر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف توبہ (رجوع) کرتی ہوں۔"

آپ ﷺ نے پوچھا:

"یہ تکیہ کیسا اور کہاں سے آیا؟"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے عرض کیا:

"یہ تکیہ میں نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے خریدا ہے، تاکہ آپ ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوں اور ٹیک لگایا کریں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"روز قیامت ان تصاویر والوں کو عذاب دیا جائے گا، اور ان سے کہا جائے گا، جو تصویریں تم نے بنائیں انہیں زندہ کرو (جان ڈالو)۔"

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

"ایسا گھر جس میں یہ (جانداروں کی) تصویریں ہوں، اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (بخاری)

◆ سونے چاندی کی زیورات اور ریشمی لباس شرعی نقطہ نگاہ سے خواتین کے لیے اگرچہ جائز ہیں مگر اس کے باوجود نبی مکرم ﷺ اپنے اہل خانہ کو اس سے منع کرتے ہوئے فرماتے تھے:

"اگر تم جنت کے زیورات اور جنت کے ریشمی لباس پسند کرتے ہو تو ان چیزوں کو دنیا میں نہ پہنو۔" (سنن نسائی)

چنانچہ ایک مرتبہ آپ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، تو ان کے گلے میں ایک سونے کا ہار جو انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً دیا تھا، آپ ﷺ نے وہ ہار

دیکھ کر فرمایا:

"اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) کیا تمھیں یہ بات اچھی لگے گی کہ لوگ کہیں رسول اللہ (ﷺ) کی بیٹی ہے، اور اس کے ہاتھ میں آگ کے کنگن ہیں۔"

پھر اس وقت واپس تشریف لے گئے، اور بیٹھنا بھی پسند نہ فرمایا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اس کنگن پر رسول اللہ ﷺ کی اس قدر ناپسندیدگی دیکھی تو اسی وقت بازار میں بھیج کر فروخت کر دیا، اور اس رقم سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"باری تعالیٰ کا شکر ہے جس نے بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو آگ سے نجات عنایت فرمائی۔" (سنن نسائی)

اسی طرح اپنی چہیتی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"کیا میں تمہیں اس (سونے کے کنگنوں) سے بہتر چیز نہ بتاؤں، اگر تو ان کو اتار کر چاندی کے کنگن بنوالے، اور انہیں زعفران سے رنگ لے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوں گے۔" (سنن نسائی)

صابر و قانع طبیعت

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے شاہکار تخلیق، اپنے آخری نبی ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے ہر پہلو، ہر زاویے، ہر اعتبار، ہر لحاظ اور ہر حوالے سے ایک کامل، مثالی اور نمونہ بنانے کے لیے جہاں بے شمار خاندانی، نسبی، جسمانی، روحانی، ظاہری، باطنی، علمی، اخلاقی کمالات عنایت فرمائے، وہاں اس نے آپ ﷺ کو عام لوگوں کے برعکس، کھانے پینے اور بھوک پیاس کے معاملات میں بھی بچپن سے غیر معمولی اور مانوق العادت صبر و قناعت، قوت برداشت، دنیا سے بے رغبتی، سیر چشمی اور اغنائے نفس کی دولت سے مال مال فرمایا تھا، چنانچہ آپ ﷺ کی صابر و قانع طبیعت کے متعلق آپ ﷺ کی

بچپن کی دایہ اور گھریلو باندی و خادمہ حضرت ام ایمن ”برکتہ“ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کو اپنے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ترکہ میں ملی تھیں، اور جنہیں آپ ﷺ از راہ احترام ’امی بعد امی‘ (میری ماں کے بعد دوسری ماں) فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی ایک بڑی ایمان افروز عادت کریمہ بیان فرمائی وہ فرماتی ہیں“

”میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے بچپن میں یا بڑے ہو کر کبھی بھوک اور پیاس کی شکایت کی ہو۔“

(الطبقات الکبریٰ، کتاب المختصر فی اخبار البشر، ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، نوی، مسلم)

حضرت ام ایمن برکتہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں:

”بسا اوقات یوں ہوتا کہ صبح کے وقت آپ ﷺ آب زم زم نوش فرما لیتے، جب کھانا پیش کیا جاتا تو فرماتے۔“

”میں پہلے ہی سیر ہوں، اب کھانے کی حاجت نہیں۔“ (الطبقات الکبریٰ)

کھانے پینے میں صبر و قناعت اور برداشت کے ان معمول کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ عینی شہادت بھی ملاحظہ ہو:

”جب آپ ﷺ گھر تشریف لاتے تو پوچھتے، کیا تمھارے پاس کھانے کی چیز ہے؟“

اس کے جواب میں اگر یہ عرض کیا جاتا کہ کوئی شے نہیں تو فرماتے:

”پھر میں روزہ دار ہوں۔“ (روزے کی نیت کرتا ہوں)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، ایک روایت میں یہ معمول بھی لکھا ہے:

”جب آپ اپنے اہل خانہ میں تشریف فرما ہوتے تو بسا اوقات کھانے پینے کے متعلق کچھ پوچھتے ہی نہیں تھے، اگر گھر والوں نے کوئی (موجود) چیز کھانے پینے کو دے دی تو خاموشی سے کھا پی لی ورنہ کوئی

تکلف نہیں فرماتے۔" (سنن ابی داؤد، الشمائل شریفہ، الشفاء، زاد المعاد)

یہ تو بھوک پیاس اور کھانے پینے کے معاملے اور معمول میں آپ ﷺ کی انتہائی قوت برداشت اور صبر و قناعت کی ایک ہلکی سی جھلک تھی، بعض اوقات یوں بھی ہوتا کہ جب آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ملکوتی و نورانی صفات کا غلبہ ہوتا، اور آپ ﷺ قرب الٰہی و فنا فی اللہ کی انتہائی منازل پر فائز ہوتے تو ظاہری طور پر کھانے پینے کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔

صحیح بخاری اور دیگر کتب صحاح میں یہ روایت موجود ہے:

"ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے (مسلسل روزے جن کے درمیان کھانا پینا نہیں ہوتا تھا) رکھنے شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں اتباع رسول ﷺ کے سچے اور عملی طور پر دلدادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیے، رسول اللہ ﷺ کو اپنے غلاموں کی اقتدا اور روش کا پتہ چلا تو ازراہ شفقت و رحمت اور ازراہ تخفیف و سہولت ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

اس پر عاشقان رسول (ﷺ) نے جب یہ محبت بھرا اشکال پیش کیا:

"آخر آپ ﷺ بھی تو صوم وصال رکھ رہے ہیں؟ (پھر ہم اس سنت سے کیوں محروم رہیں)۔"

اللہ کے رؤف و رحیم نبی ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہاری مانند نہیں ہوں، میرا حال تو یہ ہے کہ میں رات اپنے پروردگار کے پاس گزارتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" (بخاری)

مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کھانے پینے کی اور دیگر انسانی و معاشی ضروریات سے بالکل مبرا تھے، کھانے پینے اور دیگر حوائج ضروریہ کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کی سعی پر تو قرآن مجید کی نص موجود ہے، قرآن پاک کی صداقت کے مطابق اہل مکہ

نے نبی محترم ﷺ کے حوالے سے جب یہ اعتراض کیا:

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝

"اور بولے اور رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہ اتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ ڈر سناتا۔"

(سورہ الفرقان:7)

اللہ رب العزت نے تھوڑا سا آگے چل کر اس فضول اعتراض کا جواب اور آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝

"اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ کیا ہے اور اے لوگو! کیا تم صبر کرو گے اور اے محبوب! تمہارا رب دیکھتا ہے۔" (سورہ الفرقان:20)

علاوہ ازیں صحاح ستہ اور اکثریت کتب حدیث میں موجود (باب "کتاب الاطعمۃ" اور سیرت وشمائل الرسول ﷺ کی کتب میں آپ ﷺ کے مرغوب کھانوں اور مشروبات کی فہرست اور بشری تقاضے غالب ہوتے تو کھانا طلب کرنا، اور بھوک محسوس فرمانا، اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ ﷺ بھوک پیاس اور دیگر بشری تقاضوں سے مبرا نہ تھے۔

(شمائل ترمذی مع جامع ترمذی)

دوسرے آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم بھی حد درجہ صابر وقانع ہونے کے باوجود آخر انسان تھے، دیگر انسانوں کی طرح انہیں بھی کھانے پینے، کپڑے ولباس،

علاج معالجہ، روزمرہ کی دیگر ذاتی، معاشی، معاشرتی و سماجی ضروریات اور انسانی خواہشات کو ایک باعزت باوقار مناسب اور معقول انداز میں پورا کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

تیرے اہل و عیال کے ضروری اخراجات اور حوائج ضروریہ کی فراہمی میں آپ ﷺ نے اپنی امت کے عیالدار مردوں کے لیے ایک نمونہ بھی چھوڑنا تھا، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

> "آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی گزربسر کس طرح ہوتی تھی، اور آپ ﷺ خانگی ضروریات کی فراہمی و تکمیل کس طرح فرماتے تھے؟"

اکثر سیرت نگار حضرات نے اگرچہ بالعموم اس کو مستقل عنوان کے تحت قلم بند نہیں کیا، تاہم احادیث کی کتب میں متفرق مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ معاش کا سراغ مل جاتا ہے، یہ بات سب کے علم میں ہونی چاہیے کہ جب آپ ﷺ نے عہد شباب میں قدم رکھا تو ذریعہ معاش کے لیے عام شرفاء مکہ اور اپنے آباؤ اجداد کا پیشہ تجارت اپنایا۔

اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارتی سفر اور پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر کئی ممالک کا سفر کیا، اور اپنی دیانت و امانت اور خداداد ذہانت و فطانت سے دیگر لوگوں سے کہیں زیادہ نفع کمایا۔

(الطبقات الکبریٰ، تاریخ طبری، سیرۃ حلبیہ، سیرت ابن ہشام)

پچیس سال کی عمر مبارک میں جب آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے "رفیق تجارت" سے بڑھ کر ان کے "رفیق حیات" بھی بن گئے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے زوجہ محترمہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد اپنے خداداد مال، اپنے ایثار، اپنے خلوص و محبت اور اپنی کمال وفاشعاری کے باعث رسول اللہ ﷺ کو مالی تفکرات اور بچوں کے نان و نفقہ کی ذمہ داریوں سے مستغنی کر دیا تھا، حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے رضی اللہ عنہا اس ذاتی خلوص و محبت، وفاشعاری اور مالی ایثار و قربانی کا اعتراف خود رسول اللہ ﷺ کو بھی تھا۔ (مسند احمد)

اللہ رب العزت نے بھی بطور احسان یاد دلایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى ﴿٨﴾

”اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔“ (سورہ الضحیٰ: 8)

زہد و قناعت

دنیا کی بے ثباتی، فنا پذیری، زوال، حقیقت و اصلیت دنیا میں انہماک اور دنیا کو مقصود و مطلوب اور مطمعِ نظر بنا لینے کے اثرات بد اور خطرناک انجام کو خالقؐ کائنات کے نمائندہ رسول ﷺ اور حامل وحی الٰہی سے بڑھ کر کون زیادہ جان سکتا تھا۔

پھر اس دانائے سبل ﷺ سے یہ امر اور انسانی نفسیات بھی پوشیدہ نہیں تھی:

”عام لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے (ان کے طور اطوار اپنا لیتے) ہیں۔“

علاوہ ازیں سید الرسل، خاتم النبیین اور رحمۃ اللعالمین (ﷺ) کے ہونے کے معاشی معاشرتی، دینی اور قائدانہ تقاضے بھی آپ ﷺ کی دور بین نگاہوں سے اوجھل نہیں تھے، اس لیے آپ ﷺ نے دنیا، مال دولت، زر و جواہر، خوراک و لباس اور بود و باش کے معاملے میں عام انسانوں کے برعکس اس زہد، اس قناعت، اس سیر چشمی اس غنائے نفس اور اس فقر کا مظاہرہ فرمایا، جس کی مثال چشم فلک نے تاریخ انسانی میں نہ آپ ﷺ سے قبل دیکھی تھی، اور نہ قیامت تک دیکھ سکے گی۔ (المفردات)

تمام وسائل و ذرائع اور مواقع ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے کاشانہ نبوی (ﷺ) کو کبھی زخارف دنیا اور تعیشات سے ملوث نہیں ہونے دیا، دنیا کے بادشاہوں، حکمرانوں، وزرأ، اور امرا کو تو ایک طرف رکھیں تاریخ انسانی میں کوئی غریب سے غریب آدمی بھی آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا، جس نے اتنی کم دنیا پر گزارہ کیا ہو، جتنی کم دنیا پر تمام ممکنہ وسائل پر دسترس ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے گزارا کیا آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا یہ باب بڑا حیران کن اور خاصا طویل ہے، اس سلسلے میں چند نمونے درج ذیل ہیں:

علامہ خفاجی کی تفصیل کے مطابق:

> "ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے لیے زمین کے خزانے کھول دیے، اور متعدد ممالک کے اقتدار کی کنجیاں دے دی گئیں، حجاز، یمن اور تقریباً سارا جزیرۃ العرب فتح ہوگیا، شام وعراق تک قرب وجوار کے علاقے آپ ﷺ کے زیرِ نگیں آ گئے، آپ ﷺ کی حکومت طول میں عدن سے لے کر عراق تک اور عرض میں جدہ سے لے کر شام تک وسیع ہوگئی مختلف ممالک کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے تحائف اور ہدایا اس کے علاوہ تھے، مثلاً مقوقس ملک القبط نے ایک بار دو کنیزیں ایک جوڑا کپڑا اور ایک خوبصورت سفید خچر دلدُل بھیجا تھا، فروہ بن عمر حذامی (عامل قیصر) نے ایک عمدہ خچر گھوڑا، کپڑے اور سندس کی قبا بھیجی، اسی طرح اکیدر والی دومتہ الجندل نے قیمتی ہدایا بھیجے، بادشاہوں کے علاوہ مختلف وفود ہدایا لاتے تھے، ان کا کوئی حساب ہی نہیں۔ (نسیم الریاض)

صرف ہوازن سے جو مال غنیمت حاصل ہوا، اس میں واقدی اور ماوردی کی وضاحت کے مطابق:

> "چھ ہزار غلام و باندیاں، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی۔" (اعلام النبوۃ)

انسان ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ وہ عظیم انسان ﷺ جو دس لاکھ مربع میل کا بلا شرکت غیرے حکمران ہے، جس کے در پر ساری دنیا پلتی ہے، جو سارے محتاج، ضرورت مند اور بے آسرا لوگوں کا سہارا ہے، جس نے ساری غریب عوام کی کفالت کا ذمہ اٹھا رکھا ہے، جس کے ہاتھ میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں، جس کے دربار میں زکوٰۃ و عشر، خمس، خراج اور جزیہ کی رقوم کا ڈھیر لگ جاتا ہے، جس کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ قانون کا

درجہ رکھتا ہے، جو صرف جسموں پر ہی نہیں دلوں پر بھی حکمران ہے، جس کی حکمرانی دنیا می
صرف زمین پر نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں پر بھی ہے، جس کی ذات مبارک پر اس کے ما
والے اپنا تن من دھن قربان کر دینا اپنی سعادت تصور کرتے ہیں، اس کے گھروں میں کھا
پکانے کے لیے دو دو ماہ آگ نہیں جلتی، اس چیز کی شہادت اور آپ بیتی، خود آپ ﷺ
کی چہیتی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی ملاحظہ کیجیے، جسے بخاری و م
کے علاوہ متعدد محدثین نے نقل کیا ہے، مسلم کے الفاظ میں:

> ”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے فرماتی تھیں۔
>
> اے میرے بھانجے! اللہ کی قسم ہم لوگ ایک چاند کو دیکھتے پھر دوسرے کو پھر دوسے مہینے کے اختتام تیسرے ماہ کے چاند کو بھی دیکھ لیتے، مگر رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت نہ آتی تھی۔“

(عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمرانی، الجامع الصحیح، بخاری، مسلم، طبقات ابن سع

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

میں نے پوچھا:

”خالہ جان! پھر آپ کا گزارہ کس چیز پر تھا؟“

انہوں نے فرمایا:

> ”دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی پر، البتہ کچھ انصار رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی تھے، جن کے پاس اونٹنیاں تھیں، اور جو ازراہ محبت اور بطور ہدیہ آپ ﷺ کے پاس دودھ بھیج دیا کرتے تھے، جو آپ ﷺ ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔“

ایک اور گواہی بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی سن لیجیے، جنہوں
اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کے زہد کو دیکھا، اور بہ نفس نفیس تمام آل محمد (ﷺ) سمی

فاقے پر فاقے برداشت کیے، اور کبھی زبان پر حرف شکایت نہ آیا۔ فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے وصال کے دن تک مرغن غذا تو کیا، آلِ محمد (ﷺ) کو کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوئی۔" (مسلم، نووی)

ایک اور قریبی فرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کئی کئی مسلسل راتیں بھوکے رہتے تھے، کیونکہ رات کا کھانا میسر نہ ہوتا تھا، اور جب کبھی روٹی میسر ہوتی تو اکثر جو کی ہوتی۔" (جامع ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، لیکن آپ ﷺ نے اپنی اس تکلیف کی کبھی بھی کسی کے سامنے شکایت نہ کی، پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب فاقہ تھا، اکثر ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ رات بھر بھوکے رہتے، لیکن آپ ﷺ کا یہ فاقہ آپ ﷺ کے دوسرے روز کے روزے سے نہ روکتا تھا، (آپ ﷺ حسب معمول دوسرے روز روزہ رکھ لیتے) حالانکہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو اپنے رب سے زمین کے سارے خزانے سارے پھل اور زندگی کے تعیشات طلب کر لیتے (لیکن آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دی) اور میں جب بھوک کی حالت آپ ﷺ کے شکم اطہر پہ ہاتھ پھیرتی تو آپ ﷺ سے عرض کرتی:

"میری جان آپ ﷺ پر قربان، اگر آپ ﷺ اپنی خوراک بھر دنیا سے لے لیتے (تو اس میں کیا حرج تھا)۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرماتے:

"اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) مجھے دنیا سے کیا واسطہ، میرے بھائی اور اولو العزم رسولوں نے اس سے بھی زیادہ سخت مصیبتیں صبر وشکر سے جھیلی ہیں، وہ اس دنیا سے سفر کر گئے، اور وہ آج اپنے رب کے دربار میں حاضر ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھا ٹھکانہ اور بڑا ثواب عطا فرمایا ہے مجھے یہ سوچ کر شرم محسوس ہوتی ہے، کہ میں نے اگر دنیا کی زندگی میں عیش وعشرت طلب کی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قیامت کے دن ان سے پیچھے رہ جاؤں (یہ چیز میرے لیے سوہان روح ہوگی) مجھے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوسری چیز پیاری نہیں کہ میں اپنے بھائیوں اور دوستوں (انبیائے سابقین) جا ملوں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"اس کے بعد آپ ﷺ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ زندہ رہے، پھر آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔" (الشفاء)

آپ ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ کی راتوں کا زیادہ تر حصہ اللہ رب العزت کے حضور قیام وسجود میں گزر جاتا تھوڑا بہت جو آرام فرماتے، اس کے لیے بھی کوئی پلنگ، گدا اور نرم وگداز بستر نہ تھا، بلکہ بان کی ایک کھردری چارپائی یا چٹائی ہوتی تھی، جس سے نازک اور نازنین جسم اطہر نشان پڑ جاتے۔ (الشفاء)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا ہوتا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔"

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کمبل کا ہوتا، جسے ہم لوگ آپ ﷺ کے لیے دوہرا کر دیتے تھے، آپ ﷺ اس پر آرام فرما لیتے، ایک

رات ہم نے اس کمبل کو چارتہ کر دیا، (تاکہ آپ ﷺ کا بستر نرم ہو جائے) تو صبح کے وقت آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

"رات تم لوگوں نے میرے سونے کے لیے کیا بچھایا تھا؟"

ہم نے بتایا:

"اس کمبل کو چارتہ کر کے بچھا دیا تھا۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ایسا نہ کیا کرو، بلکہ جیسے پہلے بچھاتے تھے، ویسے ہی بچھایا کرو، اس لیے کہ تمھارے بستر نے مجھے رات نماز سے روک دیا۔" (الشفاء)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ چٹائی پر لیٹے، اور چٹائی کی بنتی آپ ﷺ کے جسم اطہر پر دکھائی دے رہی تھی میں (فداك ابی و امی) (آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان) کہتا ہوا آپ ﷺ کے جسم اطہر کو ملنے لگا، اور عرض کیا:

"آپ ﷺ نے مجھے بتایا کیوں نہ؟ ہم کچھ بچھا دیتے، جس سے آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہوتی، اور آپ ﷺ آرام سے اس پر سو جاتے۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرا دنیا سے کیا واسطہ، میری اور دنیوی آرام و راحت کی مثال ایک مسافر سوار کی ہے، جو درخت کے سایہ تلے لیٹا، اور پھر اس کو چھوڑ کر چلتا بنا۔" (ابن کثیر، سیرۃ النبی ﷺ)

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں زہد (دنیا سے بے رغبتی) کا عالم یہ تھا کہ جس دن آپ ﷺ نے اس دنیا سے پردہ فرمایا، اس دن آپ ﷺ کی زرہ ابوشحمہ نامی یہودی کے ہاں صرف تیس صاع (قریباً اڑھائی من) جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ)

رسول اللہ ﷺ کی زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی کی تمام تر تفاصیل بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں، اوراقِ گذشتہ میں ان کا مختصر سا خاکہ پیش کر دیا گیا ہے، ایک مختصری جھلک دکھا دی گئی ہے، آپ ﷺ کا یہ سارا فقر و فاقہ انتہائی سادگی، انتہائی قناعت محض تعلیم امت اور غربا و مساکین اور تنگ حال لوگوں کی دلی تسکین کے لیے تھی۔

آپ ﷺ جس دین رحمت اور شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کے لیے تشریف لائے تھے، اس کا بنیادی تقاضا تھا کہ جب تک تمام مسلمان اور تمام رعیت روٹی کپڑا سے بے نیاز نہ ہو جائے، جب تک اسلامی معاشرہ کے ایک ایک فرد کو پورا پورا لباس اور خوراک مہیا نہ ہو جائے، نہ خود عمدہ لباس پہنیں نہ عمدہ خوراک کھائیں اور نہ یہ سہولیات اپنے اہل و عیال ہی کو پہنچائیں۔ (سیرت حلبیہ)

آپ ﷺ نے بعض مواقع پر اگر قیمتی لباس زیب تن فرمایا ہے، عمدہ خوراک تناول فرمائی ہے یا کوئی اور نفیس چیز استعمال فرمائی ہے، تو صرف بیان جواز کے لیے تھی، اس فانی دنیا میں عام طور پر آپ ﷺ کا جو حصہ رہا، اس کا مختصر سا بیان ہو چکا ہے۔

آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کی صبر آزما روش اختیار فرمائے رکھی، اس سے بڑھ کر فقر و مساکین کے ساتھ اور کیا ہمدردی اور موافقت ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی:

اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین۔

”اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا، مسکین کی حالت میں وفات دینا اور مسکینوں کے گروہ میں ہی میرا حشر فرمانا۔“ (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کا یہ فقر اضطراری فقر نہ تھا، اور نہ ہی بخل و کنجوسی کی بنا پر تھا، بلکہ سراسر اختیاری فقر تھا، اور غریب لوگوں کی تسکین کے لیے تھا۔ (المواہب اللدنیہ، جوامع السیرۃ، سیرت شامی)

آپ ﷺ چاہتے تو اللہ رب العزت آپ ﷺ کے ساتھ سونے کے پہاڑ

چلا دیتا، ایک روایت میں ہے:

رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا:

"اگر آپ ﷺ پسند فرمائیں تو آپ ﷺ کو زمین کے وہ خزانے دے دیے جائیں، جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیے گئے، اور نہ بعد میں کسی کو دیے جائیں گے اور نہ آپ ﷺ کی اخروی درجات میں کوئی کمی ہوگی۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ سب چیزیں میرے لیے آخرت میں جمع کر دی جائیں۔"

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩

"بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تمہارے لیے بہت بہتر اس سے کر دے جنتیں جن کے نیچے نہریں بہیں اور کرے گا تمہارے لیے اونچے اونچے محل۔" (سورہ الفرقان: 10)

ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میرے کریم پروردگار عزوجل نے یہ پیشکش فرمائی کہ وہ مکہ کی وادی کو میرے لیے سونا بنا دے تو میں نے عرض کیا:

"پروردگار! نہیں اس کی بجائے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔" (یا اسی قسم کا کوئی دوسرا جملہ) تاکہ جب میں بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں تضرع و زاری کروں اور تیری یاد کروں، اور جس دن سیر ہو کر کھاؤں اس دن تیری حمد و ثناء کروں۔"

(مشکوۃ المصابیح، الشفاء، الفتح الربانی، الطبقات الکبریٰ، المواہب اللدنیہ)

ایک روایت میں اللہ کے محترم نبی ﷺ نے بتایا:

"اللہ کریم نے مجھے اس امر میں اختیار دیا کہ 'اگر میں چاہوں تو مجھے بادشاہ نبی بنا دیا جائے، اور اگر چاہوں تو بندہ نبی۔' مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے مشورے پر میں نے بندہ نبی بننا پسند کیا۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا یہ حال ہو گیا کہ کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہ کھایا۔"

آپ ﷺ فرمایا کرتے:

"میں اس طرح کھاتا ہوں، جس طرح بندہ (غلام) کھاتا ہے، اور اس طرح بیٹھتا ہوں، جس طرح غلام بیٹھتا ہے۔" (الطبقات الکبریٰ، شرح السنۃ)

اخراجات نبوی ﷺ

کاشانہ نبوی ﷺ کے اخراجات کیا تھے، اس کی تفصیل حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے معلوم کرتے ہیں، جنہیں مؤذن رسول (ﷺ) ہونے کے علاوہ بعثت سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے تک آپ ﷺ کا خزانچی ہونے کا شرف بھی حاصل رہا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی مسلمان آدمی آتا اسے برہنہ (یا بھوکا) دیکھتے تو مجھے اس کے لیے کپڑے مہیا کرنے کا حکم فرماتے، میں جا کر قرض لینا، اس کے لیے کپڑے اور متعلقہ اشیاء خریدتا، اسے کپڑے پہناتا اور کھانا کھلاتا، رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کا سلسلہ اس طرح چلتا رہا، ایک دن مجھے ایک مشرک آدمی ملا اور کہنے لگا:

"بلال! (رضی اللہ عنہ) میرے پاس بڑی وسعت ہے، میرے علاوہ کسی سے قرض نہ لیا کرو۔"

چنانچہ میں اس سے قرض لینے لگا، پھر یوں ہوا کہ ایک دن میں وضو کر کے اذان کے لیے کھڑا ہوا، تو وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت

کے ساتھ آ دھمکا، اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا:

"یا حبشی! (اے حبشی)۔"

میں نے کہا:

"حاضر ہوں۔"

وہ (بدتمیزی سے) مجھ پر جھپٹا، اور ایک سخت بات کہی، پھر کہنے لگا:

"جانتے ہو مہینہ گزرنے میں کتنے دن باقی۔"

میں نے کہا:

"مہینہ ختم ہونے کے قریب ہے۔"

وہ مشرک کہنے لگا:

"مہینہ ختم ہونے میں صرف چار دن باقی ہیں، اگر تو ادائیگی نہیں کرتا تو تجھے اپنی اس رقم کے عوض گرفتار کرلوں گا جو تیرے ذمہ ہے، میں نے تجھے جو کچھ دیا تھا، وہ تیری یا تیرے صاحب (پیغمبر ﷺ) کی بزرگی کی وجہ سے نہیں دیا تھا، بلکہ اس لیے دیا تھا کہ اس بہانے تجھے اپنا غلام بنالوں اور تجھ سے اس طرح بکریاں چرواؤں، جس طرح اس سے پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

میرے دل میں اس (دولت کے نشے میں مخمور شرک) کی اس بات سے وہی چیز بیٹھ گئی، جو ایسے مواقع پر لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جایا کرتی ہے، بہر کیف میں گیا اور اذان پڑھی، جب عشاء کی نماز پڑھ چکا، اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کر گھر تشریف لے گئے تو اجازت لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان) جس مشرک کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ میں اس سے قرض لیا کرتا

ہوں، اس نے مجھے یوں یوں کہا ہے، ادھر نہ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز ہے، جس سے اس کی ادائیگی ہو سکے، اور وہ مجھے خواہ مخواہ ذلیل کرے گا، لہٰذا، آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں (مدینہ منورہ سے باہر) بعض مسلمان قبائل کے پاس چلا جاؤں، حتیٰ کہ اللہ کریم اپنے رسول ﷺ کو اتنا رزق عطا فرما دے، جس سے اس کی ادائیگی ہو سکے۔"

یہ کہہ کر میں کاشانہ نبوی (ﷺ) سے نکلا اور گھر آیا، اپنی تلوار، نیزہ اور جوتے سر کے پاس رکھے، اور صبح کے انتظار میں لیٹ گیا، جب بھی سونے کی کوشش کرتا فکر سے آنکھ کھل جاتی، اس طرح کرتے کرتے رات گزر گئی، اور صبح صادق طلوع ہوئی، میں گھر سے نکلنے ہی لگا تھا کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور پکارا:

"اے بلال (رضی اللہ عنہ) تمھیں رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔"

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑا، میں نے دیکھا کہ کاشانہ نبوی ﷺ کے باہر چار اونٹ بیٹھے ہیں، اور ان پر سامان لدا ہوا ہے، میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تمہیں خوشخبری ہو، اللہ نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام فرما دیا ہے۔"

میں نے الحمدللہ پڑھا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا:

"کیا تم نے باہر بیٹھے ہوئے چار اونٹ نہیں دیکھے"

میں نے عرض کیا:

"کیوں نہیں! ضرور دیکھے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ اونٹ اور جتنا سامان ان پر لدا ہوا ہے، وہ سب تیرا ہے۔"

ان اونٹوں پر کپڑے اور کھانے پینے کا سامان تھا، جسے فدک کے

رئیس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ اونٹ اور سامان لے لو اور اپنا قرض اتارو۔"

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے اونٹوں سے سامان اتارا، اور انہیں رسی سے باندھ دیا، پھر میں نے صبح کی اذان پڑھی، جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا چکے تو میں بقیع کی طرف نکلا، اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر زور زور سے اعلان کرنے لگا۔

"جس کسی نے رسول اللہ ﷺ سے قرض لینا ہو، وہ آ جائے۔"

پس میں سامان بیچ بیچ کر قرض اتارنے لگا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ پر کوئی قرض باقی نہ رہا، سارا قرض اتارنے کے بعد بھی میرے پاس ڈیڑھ دو اوقیہ بچ رہے، اب میں مسجد میں آیا تو شام ہو چکی تھی رسول اللہ ﷺ مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

"تمہارے معاملے کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا:

"اللہ کریم نے وہ سب کچھ ادا فرما دیا، جو رسول اللہ ﷺ کے ذمہ تھا، اور اب کوئی قرض باقی نہیں رہا۔"

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

"کیا کوئی چیز باقی بچی ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"ہاں، وو دینار بچے ہیں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"دیکھو! انہیں خرچ کر کے مجھے راحت پہنچاؤ۔ میں اس وقت تک گھر میں داخل نہیں ہوں گا، جب تک کہ تو انہیں خرچ کر کے مجھے راحت نہیں پہنچاتا۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اتفاق سے اس دن رات گئے تک کوئی آدمی نہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے رات مسجد میں ہی گزاری دوسرا دن بھی مسجد میں ہی تشریف فرما رہے، حتیٰ کہ شام کو دو (مسافر) سوار آ گئے۔" میں نے دو دینار کے کپڑے اور کھانا خرید کر انہیں پہنا دیا اور کھلا دیا، جب آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ چکے تو پھر مجھے بلایا اور پوچھا:

"تیرے معاملے کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا:

"اللہ نے آپ ﷺ کو اس سے راحت پہنچا دی ہے۔"

آپ ﷺ نے اکبر اللہ کہا، اور دو دیناروں کے خرچ ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ آپ ﷺ کو اچانک اللہ کی طرف سے بلاوا آ جائے، اور یہ دینار آپ ﷺ کے پاس موجود ہوں، اب آپ ﷺ اٹھے اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کی طرف چلے۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا، آپ ﷺ ایک ایک زوجہ کے پاس تشریف لے گئے، ہر ایک کو سلام کیا، پھر آخر اس حرم کے پاس پہنچے، جن کے پاس رات گزارنے کی باری تھی۔"

(ابن حبان، کنز العمال، دلائل النبوۃ، خاتم النبیین)

ہماری شاہکار علمی و ادبی کتب

- ٭ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد (اول تا چہارم)
- ٭ الشفاء بعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ
- ٭ پیارے رسول ﷺ کی پیاری زندگی
- ٭ پیارے نبی ﷺ کا پیارا بچپن
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے جرنیل
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے اقوال
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے معاہدے
- ٭ پیارے نبی ﷺ کا پیارا عہدِ شباب
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارا خلقِ عظیم
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے فیصلے
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے سفر
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے معجزات
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے خطوط
- ٭ پیارے نبی ﷺ کے پیارے شب و روز
- ٭ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ؒ
- ٭ مسائل تجہیز و تدفین اور آدابِ زیارتِ قبور
- ٭ باتوں سے خوشبو آئے (اشفاق احمد کے انٹرویوز)
- ٭ نظامی بنسری (نظام الدین اولیاءؒ کی ڈائری)
- ٭ رُخِ مصطفیٰ ﷺ (سیرت النبی ﷺ پر ایک جامع تحریر)
- ٭ رسول اللہ ﷺ کی دو سو سنتوں کا مجموعہ
- ٭ حضور ﷺ کی بچوں سے محبت
- ٭ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات
- ٭ سیرتِ رسولِ عربی ﷺ
- ٭ سنت مصطفی ﷺ اور جدید سائنس
- ٭ محمد رسول اللہ ﷺ کا پاکستان
- ٭ عہدِ نبوی ﷺ کا نظامِ تعلیم
- ٭ امام حسن ؓ اور خلافتِ راشدہ
- ٭ رسول اللہ ﷺ کی سچی خبریں
- ٭ سرکار ﷺ کی شان بزبانِ قرآن
- ٭ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ (حدیث باب مدینۃ العلم)
- ٭ سیدہ کا لال (حضرت امام حسین ؓ)
- ٭ اسلامی نظام عدل اور پاکستان
- ٭ مرقاۃ السالکین شرح مراۃ العارفین
- ٭ تذکرہ حضرت یوسف ؑ
- ٭ اسلامی احکام اور انسانی صحت
- ٭ اقوالِ زریں کا انسائیکلو پیڈیا

Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور
Ph. Shop: 042-37248657 - 042-37249558
Mob:0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com